خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے
کہ در وے شود قیلِ و قالِ محمدؐ

صد سالہ تاریخ

انجمن نعمانیہ لاہور

۱۸۸۷ء تا ۱۹۸۷ء



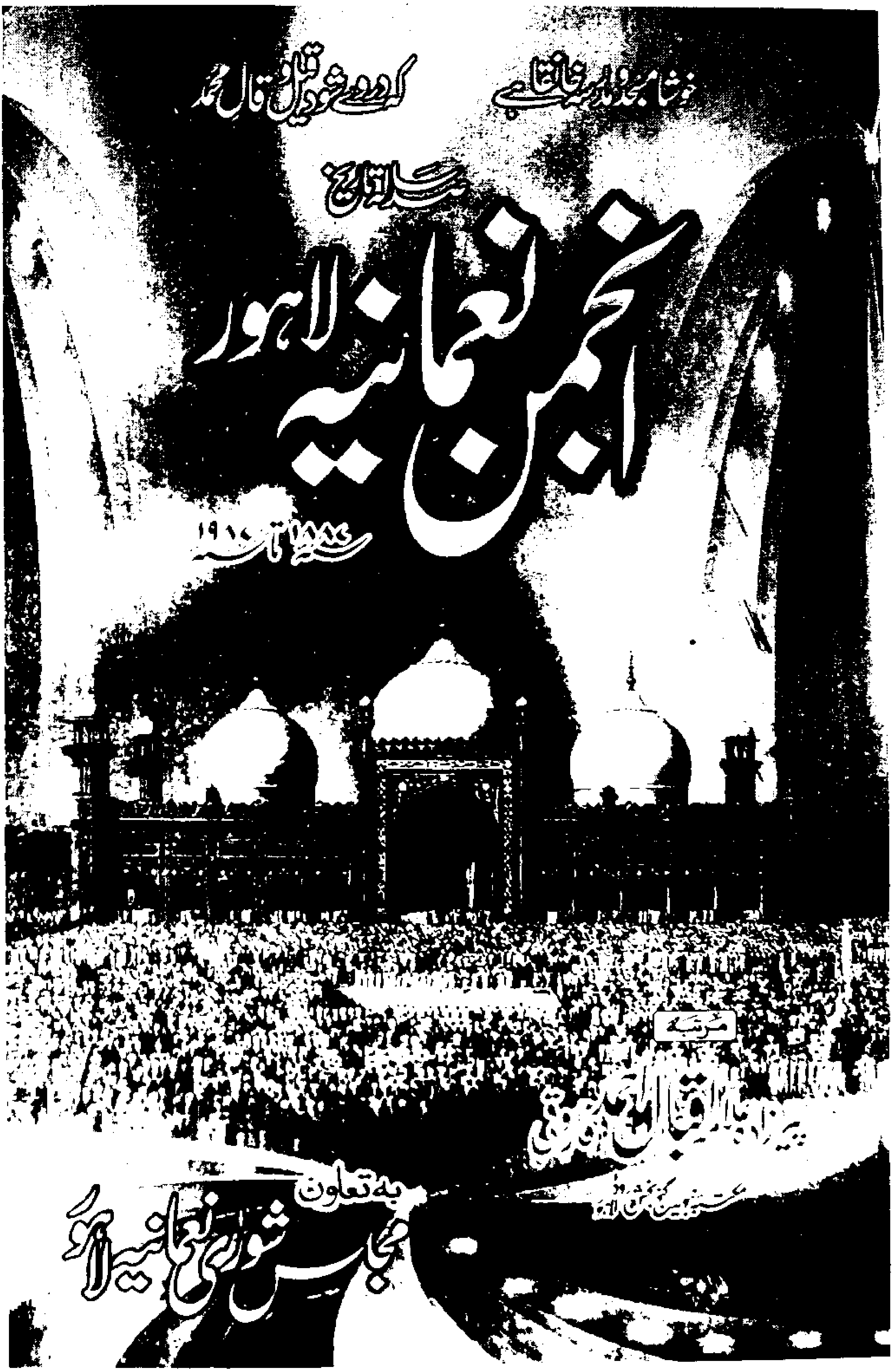
مرتبہ

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

بہ تعاون

مجلسِ شوریٰ نعمانیہ لاہور



for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

تعارف تاریخ نعمانیہ

نام کتاب ، صدسالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور

مرتب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

تاریخ۔ از ۱۸۸۷ء تا ۱۹۸۷ء

تذکار علمائے دارالعلوم نعمانیہ لاہور

سال طباعت ۲۰۱۲ء

صفحات ۳۴۰

قیمت

انجمن نعمانیہ۔ اندرونی ٹکسالی گیٹ، لاہور

مکتبہ نبویہ ۔گنج بخش روڈ، لاہور

فہرست عنوانات

☆☆☆☆☆☆

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی پنجاب کی ایک انجمن

انجمن نعمانیہ لاہور (۱۸۸۷ء)

جس نے علمی اور اعتقادی تربیت میں زبردست کام کیا اور ہزاروں علماء کی تدریسی اور اعتقادی تربیت کر کے سارے برصغیر میں مسلمانوں کی رہنمائی کی آج سے ایک سو سال قبل انجمن نعمانیہ کی خدمات پر نظر ڈالیں اور دیکھیں اس انجمن نے بے سروسامانی کے عالم میں کتنا بڑا کام کیا پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی مرتب کردہ تاریخ نعمانیہ کے چند صفحات حاضر ہیں۔

ایڈیٹر جہانِ رضا

ابتدائیہ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے

انجمن نعمانیہ پاکستان، لاہور کا ایک ایسا دینی ادارہ ہے۔ جس کی زیر نگرانی ایک عظیم الشان ''دارالعلوم نعمانیہ'' نے ایک صدی سے زیادہ عرصہ تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ اور ہزاروں علمائے کرام اور مشائخ وقت کو زیور علم سے آراستہ کر کے، دنیائے اسلام کے گوشے گوشے کو منور کیا ہے۔ آج سے ایک سو پچیس سال قبل اس انجمن کی بنیاد، لاہور کے چند دردمند افراد نے اس لیے رکھی تھی کہ انگریزی اقتدار کے زیر سایہ ملک میں کئی دینی فتنے پھیلنے لگے تھے خاص کر انگریزی اقتدار میں عیسائی مشنری ادارے، اسلام کے خلاف سرگرم عمل تھے اور وہ اسلام کی حقانیت کے سامنے مختلف انداز میں ہرزہ سرائی کرتے تھے ان کے ساتھ ہی مسلمانوں کے اندر سے ایک ایسا طبقہ ابھرا جو ہادی اسلام جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات کو نشانہ تنقید و تنقیص بنانے لگا اور آپ کی عظمت کے خلاف عوام میں طرح طرح کی باتیں پھیلانے لگا تھا اس طبقہ میں نام نہاد علماء کا بھی ایک گروہ تھا اور ملحدین کا لشکر بھی۔ انجمن نعمانیہ نے ایسے فتنوں کا دفاع کیا۔ عیسائی مشنریوں کے پادریوں کی سرکوبی کی اور گستاخان رسول کے مکر و فریب سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔ انجمن

سے وابستہ علمائے کرام نے برصغیر پاک و ہند کے ہر مقام پر اسلام کی حقانیت اور اپنے آقا و مولا کی عظمت کو نمایاں بھی کیا۔ اور اس کا تحفظ بھی کیا۔

انجمن نعمانیہ نے ایک دینی دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ تاکہ علمائے کرام کی ایک ایسی ٹیم تیار کی جائے جو باطل قوتوں کا علمی میدان میں مقابلہ کر سکے۔ ۱۸۸۷ء میں دارالعلوم نعمانیہ نے شہنشاہ عالمگیر کی بادشاہی مسجد لاہور میں کام شروع کیا اور پورے پچیس سال تک شاہی مسجد کو دینی علوم کی تدریسی تعلیم کا سرچشمہ بنائے رکھا۔ اس دارالعلوم سے قابل اساتذہ کرام نے ایسے شاگرد تیار کئے جو سارے ملک میں پھیلتے گئے اور علوم دینیہ کو پھیلاتے گئے۔ ۱۹۱۱ء کو انجمن نعمانیہ نے ٹکسالی دروازے کے اندر دارالعلوم نعمانیہ کی اپنی عمارت تعمیر کر کے اس میں تدریسی کام شروع کیا۔ ۱۹۱۱ء سے لے کر تقسیم ملک تک دارالعلوم نعمانیہ نے وہ کارنامے سرانجام دیئے جو تعلیمی اور تدریسی دنیا میں اپنی مثال آپ تھے۔ دارالعلوم کے قابل اساتذہ نے طلبائے دینیہ کے مختلف علوم و فنون سے دامن بھر دیئے۔ علم و فضل کی جب نہریں جاری ہوئیں تو تشنگان علوم دینیہ سیراب ہوتے گئے۔

ہم نے اس عظیم الشان انجمن اور اس کے دارالعلوم کی صد سالہ تاریخ مرتب کی ہے تا کہ قارئین یہ اندازہ لگا سکیں کہ ہمارے اسلاف نے غلامی کے دور میں، بے سرو سامانی کے باوجود، دین کی کتنی خدمات سرانجام دیں۔ آج ہم آزاد ہیں وسائل کی وسعت کے باوجود ہم وہ کام نہیں کر پا رہے جو وقت کا تقاضا ہے۔

انجمن نعمانیہ کی تاریخ مرتب کرتے وقت ہمیں وہ تمام ذرائع اطلاعات میسر نہیں آسکے جس کی ہمیں ضرورت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مطالعہ کرتے وقت آپ بعض مقامات پر محسوس کریں گے کہ سلسلہ بیاں ٹوٹتا دکھائی دیتا ہے، ہمارے سامنے انجمن نعمانیہ کے جاری کردہ وہ ماہنامے رہے ہیں جو زمانہ کی دستبرد سے بچ گئے تھے۔ ہم نے ان رپورٹوں سے بھی استفادہ

کیا جو مجالس شوریٰ کے فردنولیس مرتب کرتے رہے تھے۔ ہمارے سامنے وہ رجسٹر آئے جن کے بوسیدہ صفحات پر کوئی نہ کوئی ضروری بات پائی۔ دارالعلوم کی لائبریری سے ہزاروں کتابیں اور اہم کاغذات ضائع ہو گئے۔ ایک وقت آیا کہ دارالعلوم کی لائبریری کو آگ لگ گئی جس سے کتابوں اور رجسٹروں کا ذخیرہ نذر آتش ہو گیا۔ پھر فائر بریگیڈ نے آگ بجھانے کے لیے جتنا پانی پھینکا آگ سے بچ جانے والے کاغذات بھی آب زدہ ہو گئے۔ اس لائبریری پر ایک ایسا برا وقت بھی آیا۔ کہ کئی علمائے کرام آتے مطالعہ کر کے جو کتاب ہاتھ لگتی اٹھا کر لے جاتے اور جا کر اپنے ذاتی کتب خانے کی زینت بناتے۔ پھر جب یہی بزرگ موت کے دروازے پر پہنچتے، تو ان کی بے علم اولاد یا تو ''ابا جان'' کے تبرکات لوگوں میں تقسیم کر دیتی یا ردی میں پھینک دیتی۔ دارالعلوم کے علمی ورثہ پر ایک اور حادثہ بھی گزرا کہ انجمن کے بعض دردمند اراکین جب بیمار ہوتے۔ یا ریٹائرڈ ہوتے تو وہ تمام قیمتی کاغذات بڑی نیک نیتی سے اپنے گھر لے جاتے تاکہ ضائع ہونے سے بچ جائیں۔ انہیں اپنی ذاتی الماریوں میں مقفل کر دیتے تاکہ کوئی نااہل آدمی اس دینی ورثے کو ضائع نہ کر دے مگر جونہی فرشتہ اجل انہیں لینے آتا تو وہ خاموشی سے موت کی وادی میں چلے جاتے۔ پھر ان کی اولاد ''اباجی'' کے تبرکات کو دیمک کے حوالے کر دیتی۔ یا گھر کی الماریاں خالی کرانے کے لیے انہیں دوستوں میں تقسیم کر دیتی۔ ہم ان حادثات سے بچ جانے والے کاغذات کی بنیاد پر ''نعمانیہ کا تعارف'' مرتب کر رہے ہیں دوسرے لفظوں میں یہ ایک خاکہ ہے جو مستقبل میں کام کرنے والوں کی راہنمائی کرے گا۔

شاید ایک وقت آئے کہ کوئی بطل جلیل اٹھے جو کتابوں کی محبت کا جوہر کامل رکھتا ہو۔ اور اس قیمتی ذخیرہ کی نگرانی کرے اگرچہ تحقیق کی راہوں میں مایوسیاں ہمارا دامن کھینچتی ہیں۔ مگر ہمیں مستقبل کی راہیں بڑی روشن نظر آتی ہیں۔ کاش کوئی فرد آگے بڑھے اور اس اہم

کام کو حسن وخوبی سے انجام دے اگر کوئی ایسا شخص میسر آ گیا تو ہم اسے ''رجال الغیب'' کے طبقہ سے تصور کریں گے۔

''تاریخ نعمانیہ'' مرتب کرتے وقت ہم کئی ابواب اور عنوانات ادھورے چھوڑے جا رہے ہیں وہ ہماری نارسائی اور کوتاہ دستی کے غماز ہیں۔ ہم چاہتے تھے کہ ''فرزندان نعمانیہ'' کا ایک مکمل باب سامنے لاتے اور ہم بتا سکتے کہ کن کن اہل علم نے اس چشمۂ فیض سے جام عرفان پیئے ہیں اور آگے چل کر اس سلسلہ سے کہاں کہاں کس کس انداز میں چشمے جاری کیئے ہیں کاش ہم بتا سکتے کہ دارالعلوم کے انتظامی اور مالی معاملات کے لیے کن کن لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا! کاش ہم بتا سکتے کہ کس کس دور میں انتظامیہ کے اراکین نے اپنی زندگیاں وقف کر کے اپنے بلند و بالا عزائم کے ساتھ اس کارواں علم وفضل کو رواں دواں رکھا تھا کاش ہم بتا سکتے کہ حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ اور حافظ پیر جماعت علی شاہ علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ کن کن مشائخ نے اس گلشن علم وفضل کی آبیاری کی تھی۔ کاش ہم بتا سکتے کہ کن کن جلیل القدر علمائے اہلسنت نے تدریسی فرائض سرانجام دیئے تھے۔ کاش ہم بتا سکتے کہ کن سربراہان ریاست نے دست تعاون دراز کیا تھا۔

ہم جس وقت یہ کتاب مرتب کر رہے ہیں وہ انجمن نعمانیہ کا انحطاطی دور ہے۔ ہماری یہ ساری کوتاہیاں، نارسائیاں اور تنگ دامانیاں قارئین کو تشنہ لبی کا احساس دلائیں گی۔ مگر ہم معذرت کے خالی کشکول پھیلانے کے سواء کیا کر سکتے ہیں؟ پاکستان بننے کے بعد انجمن نعمانیہ کی مجالس شوریٰ میں لوگ آتے جاتے رہے۔ ان میں اکثر بے حس اور ست الوجود لوگ تھے۔ رسمی طور پر عہدیداروں کا انتخاب ہوتا اور ہر شخص کی خواہش ہوتی کہ وہ ایک اچھے عہدے کی کرسی پر بیٹھا نظر آئے۔ مگر وہ اپنی نااہلی کی وجہ سے دارالعلوم کے کام کو سہارا نہ دے سکتا تھا۔ ان میں اکثر ایسے ممبر تھے جو جاہل، اڑیل اور ضدی تھے۔ وہ علمی کاروان کی

راہنمائی کی اہلیت سے محروم تھے۔ اگر کوئی رکن کام کرنے کی کوشش کرتا۔ تو اس کے اپنے ہی ساتھی اپنی جہالت اور انانیت کے پتھر لے کر کام کرنے والوں پر برس پڑتے۔ ان نادانوں کی بستی سے اچھے لوگ دور ہوتے گئے۔ حساس لوگ علیحدہ ہوتے گئے۔ مخیّر حضرات کنارہ کش ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس دارالعلوم کے فارغ شاگرد پرانے دردمند اور اہل محبت ایک ایک کر کے بکھر گئے۔ مجلس شوریٰ کی نااہلی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جس دارالعلوم میں درس نظامی کی منتہی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں، جہاں سے فارغ ہونے والے دستار فضیلت سر پر رکھ کر جاتے تو لوگوں کی احترام سے گردنیں جھک جاتی۔ اب اس دارالعلوم میں حفظ و ناظرہ کے چند طلباء بیٹھے نظر آنے لگے۔ ان میں بھی ایسے بچے داخل ہوتے جن کو کوئی درس گاہ قبول نہ کرتی تھی۔ ان نادان اور عاقبت نااندیش حضرات میں ہمارا نام بھی دکھائی دیتا ہے۔ مگر جس نقار خانے میں سارے ڈھول بجا رہے ہوں اس میں طوطی کی آواز کب سنائی دیتی ہے۔ یہ ایک حادثہ ہے یہ ایک سانحہ ہے۔ جو ہمارے ''دارالعلوم نعمانیہ'' پر گزرا۔

ہماری نالائقیوں کی وجہ سے دارالعلوم کا اشاعتی شعبہ بند ہو گیا۔ ماہانہ رسالہ بند ہو گیا۔ سالانہ جلسے بند ہو گئے۔ اسلامی تقریبات پر علماء کرام کے اجتماعات بند ہو گئے۔ درس نظامی بند ہو گیا۔ حساب کے گوشوارے بند ہو گئے۔ دوسری طرف مخیّر حضرات کا تعاون بند ہو گیا۔ علماء کرام کا آنا جانا بند ہو گیا۔ مجلس شوریٰ کا اجلاس بازیچہ اطفال بن کر رہ گئے۔

یہ داستان غم ایک عرصہ تک جاری رہی۔ ۲۰۰۲ء سے ہمارے دو نوجوان اٹھے۔ عبد الستار غازی رکن جمعیت علماء پاکستان، اور محمد عرفان جنھوں نے مجلس شوریٰ کے نااہل ممبران کو خاموش دیکھ کر، دارالعلوم نعمانیہ کی سو سالہ بوسیدہ بلڈنگ کو از سر نو تعمیر کرنے کا بیڑا اٹھایا انھوں نے پرانی عمارت کے چھوٹے چھوٹے کمرے گرا کر ''امام اعظم ہال'' بنا دیا۔

اور طلباء اور اساتذہ کے کمرے از سر نو تعمیر کیے اور اس بلڈنگ کو کئی کئی منزلوں تک پہنچا دیا۔ یہ دونوں نوجوان میدان عمل میں نکلے اور مخیر حضرات سے لاکھوں روپے کا تعاون حاصل کر کے دارالعلوم نعمانیہ کو از سر نو تعمیر کرتے گئے۔ ہم دارالعلوم نعمانیہ کے اجڑے دور کی تاریخ مرتب کرتے ہوئے ان دونوں نوجوانوں کی ہمت کو سلام کرتے ہیں اور ان کی شبانہ روز محنتوں کو داد دیتے ہیں۔

جس طرح ان نوجوانوں نے آگے بڑھ کر ایک کام کیا ہے اور مسلسل کر رہے ہیں۔ شاید مستقبل میں کوئی عالم دین، کوئی مدرس، کوئی معلم، دارالعلوم نعمانیہ کی علمی رونقوں کو بحال کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔

ان گذارشات کے بعد آپ اگلے اوراق اور گلستان نعمانیہ کے مختلف ادوار پر ایک نظر ڈالیں۔ ان حالات کی ناسازگاری کے باوجود ہم امید کی شمع کو جلاتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں کہ شاید کوئی سکالر، کوئی محقق، کوئی ریسرچ ورکر، آگے بڑھے تو ہماری اس تلخ تحریر کو بنیاد بنا کر ایک علمی عمارت تعمیر کرے، ہماری غلطیوں کو درست کر سکے۔ ہمارے قلم کی لغزشوں کا مداوا کر سکے۔ اور ہم کہہ سکیں

مشاطہ را بگو کہ در اسباب حسن یار
چیزے فزوں کند، کہ تماشا بہ مارسد

............☆............

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆

مقدمہ

از: سید نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

انجمن نعمانیہ ۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۰۵ھ میں قائم ہوئی۔ اس کی عمر اب ایک سو چودہ برس تک پہنچنے والی ہے۔ لیکن اس میں جوانوں کا سا دم خم باقی ہے۔ بلکہ بیشتر دینی ادارے اس کی جواں ہمتی، سخت کوشی اور جواں تختی پر رشک کر رہے ہیں۔

اس انجمن کے بانیوں میں مولانا محرم علی چشتی، مفتی سلیم اللہ، مولوی سراج الدین، ڈپٹی غلام حسین، خلیفہ تاج الدین، شیخ چراغ دین اور مولانا نور بخش توکلی رحمتہ اللہ علیہم جیسی فاضل اور دردمند ہستیاں شامل تھیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ دربار گولڑہ شریف جیسے جلیل القدر شیخ طریقت نے اپنی ایک فارسی مثنوی "گوںگو" میں انجمن کے چند اکابرین کا اس طرح ذکر کیا ہے۔

آں علی غیور و متان و صمد
راجئ خود را کجا رسوا کند

یا الٰہی فیض از وصبانیہ
زود بارک انجمن نعمانیہ

انجمن نعمانیہ شد دار ایں
تاجدار خدمتش آں تاج دین

ولی سلیم الطبع والدیں خوش صفت
آں "سلیم اللہ مفتی" نیک ذلت

حق سلامت داردش از رنج و تب
دین و دنیا باشدش خیرالمآب

ہم "چراغ دین احمد" خلوش
الاماں یارب ز باد صرصرش

(مکاتیب پیر صاحب گولڑہ شریف، طبع دوم، لاہور، ص ۲۱۳)

انجمن نعمانیہ کا مدرسۃ العلوم المعروف بہ "جامعہ نعمانیہ" برصغیر کے دینی مدرسوں میں بلامبالغہ ایک امتیازی حیثیت کا مالک تھا اور اگر یہ بھی کہا جائے کہ انیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی اور بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں پنجاب بھر میں یہ احناف کا سب سے وقیع دینی ادارہ تھا تو بے جا نہ ہو گا۔ انجمن سے متعلق تمام حضرات حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور جب انجمن قائم ہوئی اس کے اغراض و مقاصد یہ قرار پائے۔

(ا) علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ کا اجراء اور قیام جس میں اعلیٰ درجہ تک تعلیم حسب عقائد اہل السنۃ والجماعۃ باتباع طریق حنفی دی جائے اور جس کے ذریعہ سے ایسے علمائے مکمل پیدا ہوں جو اسلام کی اشاعت اور قوم کی ہدایت اور دین اسلام کی تقویت کا باعث ہوں اور جس میں ایسے طریقہ سے تعلیم دی جائے کہ طلباء اپنے مذاق کے موافق کسب معاش کے لئے دنیوی علوم میں بھی جو خلاف شریعت نہ ہوں دستگاہ پیدا کر سکیں۔

(ب) بغرض افادۂ عامۂ مسلمین ایک ایسے اعلیٰ درجہ کے اسلامی کتب خانہ کا بہم پہنچانا جو شائقین علوم اسلامیہ کی وسعت معلومات کا باعث ہو۔

(ج) مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تحریر و تقریر علوم اسلامیہ کی اشاعت جس سے ان کے اخلاق' معاشرت' کسب معاش و معاملات دینی و دنیاوی میں پابندی شریعت غرائے مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امید کی جا سکے۔

(د) ایسے زنانہ مدارس کا اجراء اور قیام جن میں علاوہ تعلیم قرآن شریف اور ابتدائی مسائل فقہ حنفیہ کے دستکاری' سوزن کاری' زردوزی اور گوٹہ بافی وغیرہ سکھائی جائے۔

(ہ) ایسے مسکین و یتیم بچوں کی پرورش و تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جن کے ورثا نہ ہوں یا جن کے ورثا ایسا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

(و) بالعموم کافہ اہل اسلام اور بالخصوص فرقہ حنفیہ کے متعلق ہر قسم کے فلاح اور بہبودی کی تجاویز کا سوچنا اور عمل میں لانا اور حسب اقتضائے وقت حکام کی خدمت میں ادب کے ساتھ ایسے معروضات کا گذارش کرنا جو عموماً جملہ مسلمانوں اور خصوصاً فرقہ موصوف (حنفی) کے مفاد کے لحاظ سے پیش کرنا ضروری ہوں۔

(ماہنامہ "انجمن نعمانیہ" اپریل تا جون ۱۹۱۱ء صفحہ اندرون سرورق)

انجمن شروع کے سولہ سالوں میں شاہی مسجد کے حجروں میں درس و تدریس کا کام سرانجام دیتی رہی لیکن بعد میں شاہی مسجد کے متولی "انجمن اسلامیہ لاہور" سے اختلاف کی بنا پر "انجمن نعمانیہ" نے شاہی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ بند کر دیا اور اپنی علیحدہ عمارت اندرون ٹکسالی دروازہ قائم کرلی۔ انجمن کے دبیر (مفتی سلیم اللہ صاحب) کی طرف سے اس سلسلہ میں جو وضاحت شائع ہوئی ہے اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

" درسگاہ انجمن عرصہ سولہ سال سے اس وقت تک شاہی مسجد کے حجروں میں تھا۔ اس مسجد کا بانی شاہ عالمگیر اورنگ زیب نوراللہ مرقدہ حنفی المذہب

تھا۔ لہذا انجمن نعمانیہ کا دارالعلوم ان حجروں میں نہایت ہی مناسب اور حسب منشائے بانی تھا۔ حجروں پر کیا موقوف اس مسجد میں نماز وغیرہ جو کچھ ہو حنفی مذہب کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگر کوئی متولی اس کے خلاف کرے گا تو قیامت کو اللہ تبارک وتعالٰی کے دربار میں جوابدہ ہو گا۔ "انجمن اسلامیہ لاہور" جو آج کل اس مسجد کی تولیت کا ادعا کرتی ہے اسے حنفیوں کا درس ان حجروں میں ناگوار گزرا، چونکہ انجمن نعمانیہ ہمیشہ تنازعات سے نفرت کرتی رہی ہے اور اس کا امن پسند تدریسی مسلک سب کو معلوم ہے اس لئے درس گاہ کی تبدیلی مکان انجمن میں ضروری سمجھی گئی۔ بنابریں متوکلا علی اللہ تعمیر درس گاہ کا قیام فوراً شروع کر دیا گیا۔" (ماہنامہ "انجمن نعمانیہ" اپریل تا جون ۱۹۱۱ء صفحہ اندرون سرورق)

۲۳ جولائی ۱۸۹۹ء کو اراکین انجمن نعمانیہ کا ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں اراکین مجلس انتظامیہ اور عہدہ داران کا انتخاب کیا گیا۔ عہدیداران اور راکین کی فہرست بہت طوالنی ہے لیکن چونکہ ان محسنین کرام کے اسماء گرامی سے موجودہ نسل تقریباً ناآشنا ہے اس لئے ذیل میں مکمل فہرست دی جارہی ہے تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ مسلک حنفیہ کی ترویج و ترقی اور اشاعت کے لئے اس دور تہی دستی اور زمانہ غلامی میں کون کون سے بزرگوں نے تن، من دھن سے حصہ لیا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ والئی ریاست بہاولپور	مربی
۲۔ راجہ عطاء اللہ، آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم وزیر آباد	نائب مربی
۳۔ مولوی غلام محمد بگوی، امام شاہی مسجد	صدر اول
۴۔ سردار بہادر سید امیر علی شاہ صاحب رسالدار میجر پینشنر	صدر ثانی
۵۔ مولوی غلام قادر صاحب بھیروی	صدر ثالث
۶۔ حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب، لاہور	دبیر اول
۷۔ خلیفہ تاج الدین صاحب، مختار عدالت چیف کورٹ پنجاب،	دبیر ثانی

۸ــ	حاجی منشی چراغ دین صاحب، ٹھیکہ دار لاہور	مشیر مال
۹ــ	منشی محمد دین صاحب گجراتی	نائب مدیر
۱۰ــ	حافظ چراغ دین صاحب سوداگر، لاہور	امین انجمن
۱۱ــ	چوہدری نبی بخش صاحب بی اے، ایل ایل بی	ممتحن حسابات
۱۲ــ	قاضی ظفرالدین احمد، پروفیسر پنجاب یونیورسٹی	معائن دارالعلوم حصہ اعلیٰ
۱۳ــ	حافظ مفتی عنایت اللہ صاحب	معائن دارالعلوم حصہ ابتدائیہ
۱۴ــ	مولوی غلام احمد صاحب مدرس اعلیٰ دارالعلوم نعمانیہ	مہتمم دارالاقامتہ
۱۵ــ	خلیفہ محمد عبداللہ صاحب، منصرم انجمن نعمانیہ	مہتمم کتب خانہ
۱۶ــ	حاجی شیخ چراغ دین صاحب، ٹھیکہ دار لاہور	رکن مجلس انتظامیہ
۱۷ــ	مولوی فضل الدین، پلیڈر و میونسپل کمشنر لاہور	"
۱۸ــ	چوہدری فیض بخش صاحب، ٹھیکیدار و میونسپل کمشنر لاہور	"
۱۹ــ	مولوی غلام مصطفیٰ صاحب، مختار عدالت ہائے لاہور	"
۲۰ــ	منشی محرم علی چشتی صاحب، لاہور	"
۲۱ــ	منشی محمد شمس الدین صاحب، شائق لاہور	"
۲۲ــ	حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکماء، لاہور	"
۲۳ــ	مرزا نور علی صاحب، لاہور	"
۲۴ــ	مولوی کرم دین صاحب، مدرس ریاضی پنجاب یونیورسٹی	"
۲۵ــ	مولوی علم الدین صاحب، مینجر ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور	"
۲۶ــ	بابو محمد حسن صاحب، کلرک ریلوے	"
۲۷ــ	مفتی عبدالرحیم صاحب، لاہور	"
۲۸ــ	حافظ عمرالدین صاحب، نائب تحصیل دار لاہور	"
۲۹ــ	ڈاکٹر احمد حسین خاں صاحب، محکمہ ریلوے	"
۳۰ــ	منشی محمد عمر دراز خاں صاحب، لاہور	"
۳۱ــ	بابو غلام محمد صاحب، محکمہ ریلوے	"

۳۲۔ منشی پیر محمد صاحب، ایجنٹ مولوی تاج الدین صاحب رکن مجلس انتظامیہ
۳۳۔ خلیفہ محمد ہاشم، گورنمنٹ پریس لاہور "
۳۴۔ ملاں محمد بخش صاحب، مالک اخبار جعفرز ٹلی لاہور "
(منشی شائق صاحب نے کئی کتابیں لکھیں خصوصاً آپ کے اشعار میں قرآن پاک کا ترجمہ بڑا مقبول و مطبوع ہوا تھا۔ رپورٹ انجمن نعمانیہ ۱۸۹۹ء ص ۳۱ - ۳۲)

اس تسبیح میں کتنے گوہر ہائے گراں مایہ ہم رشتہ ہیں۔ ریاست بہاولپور انجمن کی مستقل سرپرست اور مربی تھی اور سالانہ چار سو روپیہ کی مستقل گرانٹ دیتی تھی۔ لیکن اس مستقل مد کے علاوہ ریاست بہاولپور کی طرف سے جو وقتاً فوقتاً امداد ملتی تھی وہ اس مستقل امداد سے بہت زیادہ تھی۔ چنانچہ جب شاہی مسجد کی انتظامیہ سے اختلاف کی بنا پر انجمن مذکور کو علیحدہ اپنی عمارت بنانے کی ضرورت پڑی تو نواب بہاولپور کی والدۂ ماجدہ نے انجمن کو ایک ہزار روپیہ کی خصوصی امداد سے نوازا اور اس رقم سے درسگاہ کا جو حصہ تعمیر کیا گیا اس پر معطیہ موصوفہ کے نام کا کتبہ لگا دیا گیا۔

(ماہنامہ انجمن نعمانیہ اپریل تا جون ۱۹۱۱ء، ص ۳ - ۴)

مندرجہ بالا بزرگان قوم کے علاوہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ فاضل بریلوی، حکیم الامت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اور پیر صاحب گولڑہ شریف رحمتہ اللہ علیہ اور پیر حافظ سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کو انجمن سے خاص تعلق تھا۔

۱۹۰۹ء مطابق ۱۳۲۸ھ میں جب انجمن کو ایک حنفی العقیدہ مدرس کی ضرورت پڑی تو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ہی سے رجوع کیا گیا۔
(حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جلد اول، کراچی، تالیف مولانا ظفرالدین بہاری، صفحہ ۲۴۴ - ۲۴۵)

مولانا تقدس علی خاں صاحب دام ظلہ، شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ، پیر

گوٹھ سندھ نے ایک موقعہ پر زوردار الفاظ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کی تصدیق کی اور اس کے علاوہ مزید فرمایا کہ مشہور خوش الحان قاری اور واعظ قاری احمد حسین فیروز پوری خالقی (سابقہ خطیب عید گاہ گجرات) اپنے وعظ کی مجلسوں میں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی کلام کثرت سے پڑھتے اور پڑھنے سے پہلے فرماتے کہ ہمارا داڑھی منڈا قلندر فرماتا ہے۔

مولانا تقدس علی خاں صاحب خود حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی نعتیہ کلام سے بڑے متاثر ہیں چنانچہ انہوں نے نہایت ہی درد بھری آواز میں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رباعی سنائی ۔

مسلماں آں فقیرے کج کلا ہے
رمیدا ز سینہ او سوز آہے
دلش نالد چرا نالد نداند
نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

(ارمغان حجاز)

انجمن نعمانیہ نصف صدی تک لاہور کی دینی فضا پر چھائی رہی ہے۔ جب بھی کوئی دینی تحریک اٹھی انجمن کے متوسلین اس میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۱۱ء میں لاہور میں جب عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا باقاعدہ جلسہ ہوا تو اسکی صدارت انجمن ہی کے ایک فاضل نے کی۔ اس جلسہ کی روداد ۸ مارچ ۱۹۱۱ء کے رسالہ تہذیب میں شائع ہوئی ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"لاہور میں حضرت صوفی حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اہل اسلام شہر کو عام منادی کی گئی کہ تمام دکاندار اور اہل حرفہ اپنا اپنا کام بند رکھیں اور دن بھر عید منائیں۔ نماز ظہر کے بعد سے نماز عشاء تک اسلامیہ کالج لاہور میں عظیم الشان جلسہ رہا۔ علمائے دین اور خوش بیان لیکچرار تقریریں کرتے رہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت خوبی سے لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ جلسے صرف تماشا نہیں بلکہ قومیت کو مضبوط کرنے اور اگلی اور پچھلی قوم کی شخصیت کو ایک کرنے کے لئے ان کا ہونا بہت ضروری ہے۔ انہوں نے کہا جب تک پوری قوم اپنے بزرگوں کے حالات سن کر خود ان عظیم الشان بزرگوں کی ذریت ہونے کا فخر اور گھمنڈ دل میں پیدا نہیں کرے گی تب تک ان کے سینوں میں اولوالعزمی اور بلند حوصلگی جوش زن نہیں ہو سکتی۔

شیخ عبدالقادر صاحب نے فرمایا میں تبرکاً" اس سلسلہ عظیم کی ابتداء اور انتہاء میں صرف دو باتوں کا ذکر کروں گا۔ پھر انہوں نے بتایا کہ سب سے اول احسان آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قرآن پاک ہے جو آپ امت کے لئے لے کر آئے اور سب سے آخیر احسان قیامت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہو گی۔

مسٹر ظفر علی خان بی۔ اے ایڈیٹر روزنامہ " زمیندار " لاہور نے نہایت پرجوش تقریر کی اور افسوس سے کہا کہ لاہور میں کم از کم مسلمانوں کی ایک لاکھ آبادی ہے جس میں پچاس ہزار عورتیں سمجھ لو۔ پچاس ہزار مردوں کو لازم تھا کہ وہ سب آج کالج کے میدان میں جمع ہوتے اور اس کالج کے گرد نعرۂ " یارسول اللہ" لگاتے اور درود شریف کے ذکر سے یہ میدان گونج اٹھتا۔

شمس العلماء مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی، شمس العلماء مولوی عبدالحکیم صاحب اور پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاق و شمائل پر تقریریں کیں۔"

(سبیل الرشاد، تالیف ممتاز علی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۲۴ء، ص ۳۴ - ۳۵)

شہر کے بیشتر دینی جلسوں میں تقاریر کے سٹیج پر " جامعہ نعمانیہ " کے علماء ہی چھائے ہوئے تھے۔ ۱۹۳۱ء میں باغ بیرون موچی دروازہ میں میلادالنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تقریر مولانا سید احمد سعید کاظمی کی اور صدارت حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی تھی۔ اس جلسہ کی کیفیت

اور حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کہانی مولانا کاظمی کی زبانی سنئے، فرماتے ہیں :

" علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات مقدس کی عظمت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہ حسن اتفاق تھا کہ ۱۹۳۱ء میں " دارالعلوم نعمانیہ لاہور " کے مدرس کے حیثیت میں ایک جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں شرکت کے لئے گیا۔ اس جلسہ کا اہتمام بیرون موچی دروازہ کیا گیا تھا۔ علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ اس جلسہ کے صدر تھے اور یہ عرصہ دراز سے چلا آرہا تھا کہ " دارالعلوم نعمانیہ لاہور" کے مدرس اس جلسے میں مذہبی تقاریر کر رہے تھے۔ جلسے سے قبل علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف مجھ سے کرایا گیا، میں نے " محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " پر سیر حاصل تقریر کی۔

دوران جلسہ وہ اس قدر روئے کہ ہر دیکھنے والا یہ محسوس کر رہا تھا کہ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت میں مخمور ہیں۔ جلسے کے اختتام پر انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں آج روحانی غذا میسر کی ہے۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ ذی علم تو تھے ہی مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات مقدس کی عظمت ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ ایک سچے مسلمان تھے۔ ان کی شاعری میں خالصتاً" اسلام کا رنگ جھلکتا تھا۔

(روزنامہ امروز ' ۲۴ فروری ۱۹۸۲ء، مضمون سید محمد عبداللہ قادری)

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ گولڑوی کے انجمن نعمانیہ سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ انجمن کے کئی کارکن اور مدرسین پیر صاحب کے احباب و معتقدین میں شامل تھے۔ مثلاً انتظامیہ میں سے مولانا محرم علی چشتی اور مدرسین میں سے مولوی محمد حسن فیضی صاحب رحمتہ اللہ علیہم اور دوسرے حضرات آپ کے عقیدت مند تھے۔ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ میں انجمن کے چھیویں

سالانہ جلسہ کی صدارت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور نہایت ہی بلیغ اور فکر انگیز خطبہ ارشاد فرمایا جو مکتوبات طیبات مطبوعہ لاہور ۱۹۵۴ء کے صفحات ۱۹۱ تا ۱۹۸ پر پھیلا ہوا ہے۔ اس خطبہ کے متعلق پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگار مولانا فیض احمد صاحب فرماتے ہیں :

" محرم الحرام ۱۳۳۱ھ میں آں جناب نے مولانا تاج الدین صاحب دبیر انجمن نعمانیہ لاہور، مفتی غلام مرتضٰی صاحب میانوی مدرس نعمانیہ، مولوی محرم علی چشتی وکیل لاہور اور دیگر عقیدت مندوں کی درخواست پر انجمن کے سالانہ جلسہ میں یہ معرکۃ الآرا تقریر فرمائی۔ جس میں پنجاب و ہند کے مشاہیر علمائے کرام کے علاوہ جدید تعلیم یافتہ صاحبان، وکلاء، کالجوں کے طلباء اور عوام کثیر تعداد میں شریک تھے۔ اور آں جناب کی یہ بین کرامت ہے کہ باوجودیکہ آپ پیشہ ور مقرر یا خطیب نہیں تھے لیکن ایسے مختلف الخیال مجمع میں اس قدر جامع اور بلیغ تقریر فرمائی کہ سب سامعین عش عش کر اٹھے۔ حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمتہ اللہ علیہ جو فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے رفیق خاص اور سنی علماء میں ممتاز شخصیت تھے آپ کی تقریر سن کر فرمانے لگے کہ سبحان اللہ ! حضرت نے اس مختصر وقت میں ابتدائے خطبہ میں تصوف و حقیقت کے وہ باریک اسرار و رموز بیان فرمائے ہیں جو خواص اور علماء کے فہم سے بھی بالاتر ہیں۔ اور آخر میں فقہ و شریعت کے وہ عام فہم مسائل بیان کئے ہیں جو عوام کے بھی ذہن نشین ہو گئے ہیں۔ بلاریب یہ علوم وہبیہ کی شان ہے جو کاملین اولیاء کرام کو بارگاہ ایزدی سے عطا ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات طیبات، تالیف پیر صاحب گولڑہ شریف، بار دوم ۱۹۷۴ء، ص ۱۴۵)

" انجمن نعمانیہ " کے آئندہ جلسہ سالانہ کی صدارت کے لئے بھی حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے انجمن کی انتظامیہ کی طرف سے گذارش کی گئی۔ جس میں بوجوہ آپ شرکت نہ کر سکے۔ لیکن آپ نے عذر کے طور پر مولانا محرم علی چشتی اور مولوی تاج الدین احمد صاحب کو جو خط لکھا ہے اس سے اس

تعلق و محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو آپ کو انجمن نعمانیہ سے تھی۔ خط فارسی زبان میں ... نثر کا ایک عمدہ نمونہ ہے ملاحظہ ہو :

مہربان من چشتی صاحب مولوی تاج الدین احمد صاحب!

بعد اہدائے سلام مسنون عذر عدم تعمیل عنایت نامہ درباب شمولیت جلسہ انجمن نعمانیہ لاہور شرح رسانند ۔

والعذر عند کرام الناس مقبول
کیف لا و کل میسر لما خلق لہ

و ایں بے ہیچ از تہہ دل دعائے ترقی و عروج مدرسۃ الاسلام مدرسہ نعمانیہ و حسن خاتمہ متعلقانش از معلمین و متعلمین و معاونین بدرگاہ آں مجیب المضطر و کاشف السوء می نماید۔ اغلب آں کہ ایں خلوص تدارک مافات من الحضور الجسمانی خواہد نمود۔ مکرمی جناب مولوی غازی صاحب بلاہور رسیدہ باشند۔ تجدید اقامت آں جا از حضرت اوشاں باید طلبید و ہر لحظہ در حسن نیت و تفویض کلی بحضرت حق جل و علا باید بود کہ بغیر ازیں امید حصول دولت جاودانی بطالت و جہالت دوارند' مندرجہ بیت حضرت سعدی علیہ الرحمہ را واجب التعمیل انگارند ۔

یکے آں کہ در خویش خودبیں مباش
دوم آں کہ در غیر بدبیں مباش

اطاعت خالق عزاسمہ و خدمت خلق را نسخہ جامع برائے حصول شفائے ایمانی دانند ...... ۔

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود
گفت گاہ گاہ ایں سگے درکوئے لیلیٰ رفتہ بود

و مشرب ہذا را منافی امر معروف و نہی عن المنکر نہ پندارند کہ ایں از

اہم مہمات شعب خدمت خلق است۔ زیادہ دعا۔"

مہر علی شاہ عفی عنہ

(مکتوبات طیبات' لاہور' ص ۲۱۶ - ۲۱۷)

حضرت علامہ اقبال' اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب' پیر مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہم اور اراکین انجمن نعمانیہ کے علاوہ برصغیر کے جن اور اکابرین کا اس انجمن سے کسی نہ کسی حیثیت سے تعلق رہا ہے مثلاً مدرسین' متعلمین اور معاونین وغیرہ یا وہ بزرگ ہستیاں جو انجمن کے اجلاسوں میں رونق کا باعث بنتی رہیں کی اجمالی فہرست ملاحظہ ہو۔

مولانا محمد حسن صاحب فیضی (بھین ضلع جہلم)۔ مولوی غلام احمد صاحب (کوٹ اسحاق ضلع گوجرانوالہ)۔ مولوی غلام مرتضیٰ صاحب (میانی ضلع سرگودھا)۔ حافظ پیر جماعت علی شاہ صاحب (علی پور شریف)۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب لاثانی (علی پور شریف)۔ مولانا حامد رضا خاں صاحب (بریلی شریف)۔ حضرت شاہ علی حسین محدث (کچھوچھہ شریف)۔ مولانا محمد نعیم الدین (مراد آباد)۔ مولانا حاکم علی (پروفیسر ریاضی اسلامیہ کالج لاہور)۔ قاری شاہ سلیمان (پھلواری شریف)۔ مولانا نواب الدین (رمداس)۔ مولانا محمد یار فریدی (بہاولپور)۔ مولانا اصغر علی صاحب روحی (کٹھالہ ضلع گجرات)۔ مولانا غلام احمد اخگر (امرتسر)۔ علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب (الوری ثم لاہوری)۔ علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد (لاہور)۔ علامہ سید ابوالبرکات (لاہور)۔ مولانا سردار احمد (فیصل آباد)۔ مولانا مفتی محمد عبداللہ (ٹونک)۔ شیخ فضل الٰہی (گجرات)۔ شاہ وصی احمد محدث سورتی (پیلی بھیت)۔ مولانا امجد علی صاحب بہار شریعت (اعظم گڑھ)۔ مولانا نور احمد (امرتسر)۔ مولانا غلام مرشد انگہ (ضلع سرگودھا)۔ مولانا کرم الدین دبیر (بھین ضلع جہلم)۔ سید محمد محدث (کچھوچھہ شریف)۔ علامہ نور بخش توکلی (چک قاضیاں ضلع لدھیانہ)۔ مولانا محمد یوسف (کوٹلی لوہاراں)۔ مولانا پروفیسر سید علی احمد شاہ (بٹالہ)۔ مولانا غلام محمد گھوٹوی (گجرات)۔ مولانا غلام محمد ترنم (امرتسر)۔ مولانا

نثار احمد (کانپور اور مولانا عبدالحق حقانی (دہلی)۔ وغیرہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین"
(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اخبار امروز ۲۴ فروری ۱۹۸۲ء مضمون سید محمد عبداللہ قادری اور ہفت روزہ استقلال لاہور ۹ تا ۱۵ جنوری ۱۹۸۲ء مضمون محمد دین کلیم صاحب)

مندرجہ بالا حضرات میں سے کئی بزرگ ایسے بھی تھے جب وہ دارالعلوم نعمانیہ میں تشریف لاتے طلباء کا امتحان لیتے۔ مدرسین اور متعلمین کی حوصلہ افزائی فرماتے اور دارالعلوم کے رجسٹر میں اپنی رائے درج فرماتے۔ مثلاً ۱۹ شعبان ۱۳۱۶ھ کو مولانا کرم الدین دبیر رئیس بھیں ضلع جہلم اور مولانا عبدالحق صاحب حقانی دارالعلوم کے معائنہ کے لئے تشریف لاتے ہیں اور مدرسہ کے رجسٹر میں مشترکہ طور پر اپنے تاثرات قلمبند فرماتے ہیں یہ نادر تحریر ملاحظہ ہو :

" آج ہم نے ایک جماعت فضلا تبحرین کے ساتھ مسجد شاہی میں جا کر طلباء دارالعلوم نعمانیہ کے تعلیم کا حال دریافت کیا۔ حالت عمدہ نظر آئی۔ اعلیٰ جماعت کے طلباء سے قاضی مبارک' شرح چغمینی' ہدایہ اور صحیح مسلم میں سوالات ہوئے۔ طلباء نے بہت عمدہ جواب دیا۔ دوم جماعت کے طلباء سے شرح جامی' قطبی' شرح وقایہ اور نورالانوار میں سے چند مقامات پوچھے گئے۔ بعض طلباء نے اچھے جواب دیئے۔ دوسرے طلباء خاطرخواہ جواب نہ دے سکے۔ مولوی صاحب مدرس دوم کو مناسب رہے کہ اپنی ہر دو جماعت کے طلباء کی تصحیح عبارت اور تفہیم مطالب کی طرف پوری توجہ کریں کیونکہ اکثر طلباء عبارت کے پڑھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ عربی عبارت لکھوانے کی بھی مشق کرانی چاہئے۔ اردو سے عربی اور عربی سے اردو ترجمہ بھی کرایا جائے۔ طلباء کو ہفتہ وار تقریر اور وعظ کہنے کی بھی مشق کرائی جائے۔" (رپورٹ انجمن نعمانیہ ' ۱۸۹۸ء و ۱۸۹۹ء ' ص ۴۰)

مولانا کرم الدین دبیر اور مولانا حقانی سے ایک دن پہلے مولانا غلام رسول صاحب امرتسری اور مولانا عبدالحق صاحب پشاوری نے بھی دارالعلوم کا معائنہ کیا

اور درج ذیل مشترکہ رائے رجسٹر پر درج کی۔

"آج ۱۸ شعبان ۱۳۱۶ ہجریہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ فقیر مع جماعت علماء مسجد شاہی لاہور میں گیا۔ وہاں تمام طلباء دارالعلوم نعمانیہ حاضر تھے اور جماعت اولیٰ سے صدرا، میرزاہد، ملاجلال، قاضی مبارک، ہدایہ و شرح چغمینی کے سوالات ہوئے۔ اس جماعت کے طلباء نے بہت عمدہ طرز سے جوابات دیئے۔ ازاں بعد جماعت دوم سے شرح وقایہ، نورالانوار اور قطبی وغیرہ کے متعلق سوالات ہوئے ان میں سے بھی بعض طلباء نے اچھی طرز پر جواب دیئے۔ خلاصۃ المرام یہ کہ دارالعلوم کی حالت عمدہ طرز پر ہے۔ میرے خیال میں تمام پنجاب کی اس دارالعلوم میں جس قدر علوم دینیہ کی تعلیم مفید ہے اور کہیں اس کی نظیر نہیں۔ بنابر ایں اہل اسلام پر لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس دارالعلوم کی مالی و جانی امداد کرتے رہیں۔ طلباء دارالعلوم کو اگر کسی قدر کم توجہی ہے تو وہ املا میں اس لئے اول مدرس صاحب و صاحبان اہتمام مدرسہ کو ضروری ہے کہ طلباء کو املا کی ترغیب فرمائیں۔" (رپورٹ انجمن نعمانیہ، ۱۸۹۸ء و ۱۸۹۹ء، ص ۳۹ - ۴۰)

انجمن نے ابتداء ہی سے اشاعت علوم دینیہ کی طرف خاص توجہ دی ہے۔ نہ صرف ایک ماہنامے کا اجراء کیا بلکہ کئی وقیع دینی کتابیں بھی شائع کیں۔ ابتدائی دور ہی میں انجمن نے مولوی عبداللہ صاحب جامی بہاولپوری کی ضخیم فارسی کتاب "مختصر قدوری مع شرح فارسی" شائع کی۔ مختصر قدوری کہ یہ فارسی شرح خاص اہمیت کی حامل ہے اور علم فقہ میں اس کا پایہ بہت بلند ہے۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو انجمن نے اپنے ترجمان "ماہنامہ انجمن نعمانیہ" میں اس کا تعارف یوں کرایا ہے۔

"مختصر قدوری علم فقہ اہلسنت میں حنفی مسلک کی ایک مستند کتاب ہے جو تعریف و توصیف کی محتاج نہیں۔ ہر ایک صاحب سواد اس کتاب کے حالات سے واقف ہے۔ مولانا عبداللہ جامی صاحب مرحوم بہاولپوری نے اس مستند کتاب

کی ایک نہایت قابل قدر بڑی تحقیق کے ساتھ فارسی زبان میں شرح لکھی ہے جس سے تمام فارسی جاننے والوں کو تحقیقات مسائل کا فائدہ پہنچنے کی امید کی گئی ہے۔ اللہ جل جلالہ' شرح کی اس محنت خالصا" بوجہ اللہ قبول فرما کر جزائے خیر عاقبت میں عطا فرمائیں۔ فاضل شارح مرحوم نے حق تصنیف اس کا انجمن نعمانیہ کو عطا فرما دیا ہوا ہے اور انجمن نے محض بنظر افادہ مسلمین اس کو چھپوا کر شائع کیا ہے۔ کتاب مذکورہ ۱۰۳۶ صفحات ' ۲۰ x ۲۶ کی تقطیع سفید کاغذ ڈی پر عمدہ اہتمام کے ساتھ مکمل چھپی ہوئی ہے اور قیمت بغرض اشاعت دین صرف دو روپے ہے۔" (ماہنامہ انجمن نعمانیہ اپریل تا جون ۱۹۱۱ء ' ص ۳۰)

انجمن کے ماہنامہ کو مولانا محمد حسن فیضی ' مولانا نور بخش توکلی اور مولانا اصغر علی صاحب روحی رحمتہ اللہ علیہم جیسے فاضل حضرات کا تعاون رہا ہے اور یہ بلاشبہ اپنے دور کا علمی ' دینی اور ادبی لحاظ سے بلند پایہ مجلّہ تھا۔

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی پہلی دہائیوں میں کوئی بھی جلسہ چاہئے وہ دینی ہو یا علمی و ادبی اس وقت تک کامیاب نہ سمجھا جاتا تھا جب تک کہ اسے اپنے دور کے نمائندہ شعرا کا تعاون حاصل نہ ہوتا بلکہ اجلاس کی جان اور روح وہ نظمیں سمجھی جاتیں جو اجلاس میں حاضر ہو کر محظوظ کرنے کے لئے پڑھی جاتیں۔ انجمن نعمانیہ اس لحاظ سے بھی خوش قسمت رہی ہے کہ اسے نامی گرامی اساتذۂ سخن کا تعاون حاصل رہا ہے۔

انجمن کے ابتدائی دور میں مرزا ارشد گورگانی اور سید ناظر حسین ناظم لکھنوی کا پورے پنجاب میں طوطی بولتا تھا اور کوئی بھی جلسہ ان کی شمولیت کے بغیر کامیابی کو نہ پہنچ پاتا .... ان دونوں .... حضرات کا انجمن کو ہمیشہ تعاون حاصل رہا وہ اس کے سالانہ جلسوں میں تشریف لاتے' حاضرین کو اپنے کلام سے شاد فرماتے' اس وقت ہمارے سامنے دو طویل نظمیں ہیں جن میں پہلی مرزا ارشد گورگانی کی ہے جو انجمن کے سالانہ جلسہ ۱۸۹۸ء میں پڑھی گئی اور دوسری ناظم کی ہے جو

۱۸۹۹ء کے سالانہ اجلاس میں سنائی گئی۔

یہ دونوں نظمیں مسدس کی شکل میں ہیں۔ پہلی کے ستاون اور دوسری کے اسی بند ہیں۔ نظمیں حمد و نعت سے شروع ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کے عروج و زوال اور اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالتی ہوئی حاضرین کو انجمن کی مالی امداد کی دلکش و حسین ترغیب پر ختم ہوتی ہیں۔ اس زمانہ میں انجمن کے سالانہ اجلاس سنہری مسجد میں ہوتے تھے۔ اس کا ذکر ایک بند میں مرزا ارشد اس طرح کرتے ہیں ؎

خانہ ایزد سبحان سنہری مسجد
ہو مبارک تجھے یہ شان سنہری مسجد
میں تیری شان کے قربان سنہری مسجد
علماء ہیں تیرے مہماں سنہری مسجد
بیت اللہ میں کیا رکن رکیں بیٹھے ہیں
عرش پر ڈھونڈنے کیوں جاؤں یہیں بیٹھے ہیں

اس سالانہ اجلاس سے پہلے انجمن کے ایک بانی خلیفہ حمیدالدین حمید اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔ مرزا ارشد ان کا ذکر خیر اس طرح کرتے ہیں ؎

یاد آجاتا ہے ہر وقت ہمیں روئے حمید
جلوہ گر دل میں سدا ہے رخ نیکوئے حمید
قلب میں بیٹھا ہوا ہے اثر خوئے حمید
کاٹ شمشیر کر جاتے ہیں ابروئے حمید

اب دیکھئے چندہ کی اپیل کا دلفریب انداز ؎

مدد اور دین کی مدد اس میں کمی کا ڈھرکا
گوش دل سے تو سنو جیب میں وہ کیا کھڑکا

یہ وہ کھڑکا ہے کہ سنتے ہی مرا جی بھڑکا
جیبیں لوں کھینچ بنوں پانچ برس کا لڑکا
دین کے واسطے ہو حرص تو کچھ عیب نہیں
چندہ آجائے تو کیا یہ مدد غیب نہیں

طالب علم کی بہبود یہی چندہ ہے
ہے جو شے بزم میں باسود یہی چندہ ہے
زر صافی طمع آلود یہی چندہ ہے
یارو "ارشد" کا مقصود یہی چندہ ہے

نظم پڑھنے فقط آیا ہوں میں چندے کیلئے
خدمت قوم یہ مخصوص ہے بندہ کیلئے
وہی رہ جائے گا جو راہ حق میں دو گے
اک یہاں دوگے تو وہاں ایک کے جا دس لوگے

جب ملے ایک کے دس دس تو بڑے خوش ہوگے
اس گھڑی "مرزا ارشد" کو بھی کچھ سمجھو گے
اس منافع میں یاروں کا بھی حصہ ہو گا
ورنہ پھر واں میرا آپ کا قصہ ہو گا

حمد و نعت کے چند بند ملاحظہ فرمائیں ۔

تیری قدرت سے کسی شئے کو نہ خالی پایا
جملہ عالم کا تجھے خالق و والی پایا
تو ہے وہ اعظم و اسنیٰ و معالی پایا
کہ ہر اک ارفع و عالی سے عالی پایا
لامکاں کیونکر کہوں خاص مکاں تیرا ہے
تو جہاں چاہے رہے کون و مکاں تیرا ہے

ہر گھڑی وردِ زباں ہو تیرے محبوب کی نعت
تیرے محبوب کی مرغوب کی مطلوب کی نعت
عرش پر شور ملائک ہو رقم خوب کی نعت
واہ کس شان کی حمد کس اسلوب کی نعت
خلد ہر بیت کا اللہ صلہ دے تجھ کو
یہ صلہ احمد مختار ﷺ دلا دے تجھ کو

نظم پڑھنے سے پہلے ارشد گورگانی صاحب نے چند رباعیاں پڑھیں جو حمد و نعت اور دوسرے موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ایک رباعی میں انہوں نے مفتی سلیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر حسین شاعرانہ انداز میں کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ۔

گر فضل کرے مجھ پہ خداوند کریم
ہر مغز میں پہنچے گل معنی کی شمیم
باتوں میں گلستان معنی کھل جائیں
تحسین کو موجود ہے خود طبع سلیم

سید ناظر حسین خان صاحب ناظم کی طویل مسدس کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے۔ مرزا ارشد دہلی سے اور ناظم لکھنؤ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ارشد صاحب کی نظم میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو مدرسہ دہلی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اسی طرح ناظم صاحب لکھنؤ کے ترجمان ہیں۔ ناظم کی ایک رباعی ملاحظہ کیجئے جو انہوں نے مسدس شروع کرنے سے پہلے پڑھی تھی ۔

مملو درِ معنی سے میرا سینہ ہے
دل میں یہ صفائی ہے کہ آئینہ ہے
جب قفل دہن کھلا جواہر نکلے
گویا کہ زباں کلید گنجینہ ہے
(ملاحظہ ہو رپورٹ انجمن نعمانیہ ہند ۱۸۹۹ء صفحات ۱ تا ۱۴)

یہ دونوں نظمیں اردو ادب کا بہترین سرمایہ ہیں۔

دارالعلوم نعمانیہ کا نصاب تعلیم

دارالعلوم کا نصاب مرتب کرنے کے لیے جن چند علمائے کرام کے نام ریکارڈ میں موجود ہیں ان میں سے مصر کے "جامع ازہر" کے سربراہ، قسطنطنیہ کے دارالعلوم ابا صوفیہ کے چانسلر اور بیروت کی دینی درسگاہوں کے اساتذہ سے مشورہ کیا گیا۔ ندوۃ العلماء کانپور کے چند علماء بھی اس بورڈ میں لیے گئے جو نصاب مرتب کر رہے تھے۔ صرف دینی اداروں ہی نہیں اس وقت کے انگریزی اداروں سے بھی دانشوران عصر سے مشورے طلب کیے تھے۔ جناب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب سے باقاعدہ گفتگو کی گئی اس سلسلہ میں خان بہادر محمد برکت علی خان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پریذیڈنٹ

میونسپل کمیٹی لاہور اور جنرل سیکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور نے بڑی جدوجہد کی۔ سید قمرالدین فیلو پنجاب یونیورسٹی مولانا عبدالحکیم پروفیسر اورینٹل کالج لاہور، شیخ دانشمند ایم ای، سقراط مولانا حاکم علی نقشبندی مجددی پروفیسر مشن کالج لاہور جیسے ماہرین تعلیم نے نصاب سازی میں اہم کردار ادا کیا۔

اس وقت ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب جناب جے سائم، ایم۔ اے، ایل۔ ایل ڈی تھے انہوں نے انجمن نعمانیہ کی ایک عرض داشت پر اپنے مفید مشوروں سے نوازا انہوں نے کرنل راجہ عطاء اللہ خان صاحب کے نام ۲۳ر اپریل ۱۸۹۴ء کو ایک چھٹی لکھ کر دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے تدریسی امور پر بڑی راہنمائی کی۔ یہ چھٹی دارالعلوم نعمانیہ کے ماہانہ جریدہ نعمانیہ لاہور میں چھپی ہے۔ جس کی تفصیلات یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں۔

انجمن نعمانیہ مشنری سکولوں کے مقابلہ میں

یہ وہ زمانہ تھا جب انگریزی حکومت برصغیر میں اپنے انداز پر تعلیم کو عام کرنا چاہتی تھی اس نے ملک بھر میں سکولوں اور کالجوں کا جال بچھا دیا۔ حکومتی سکولوں کے ساتھ ساتھ اس نے کئی مشنری ادارے قائم کیے اور سکول، کالج کھولے۔ ساتھ ہی پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار ڈاکٹر لائیٹنر نے دینی مدرسوں کی ایک رپورٹ مرتب کی۔ جس میں پنجاب کے تمام دینی اداروں کی تفصیلات لکھیں۔ انجمن اسلامیہ لاہور نے انجمن حمایت اسلام کے زیر اہتمام اسلامیہ کالج کی بنیاد رکھی۔ ان تمام مدارس کا مقصد یہ تھا کہ طلباء کو انگریزی علوم سے شناسا بنا کر زندگی کی دوڑ میں شامل کر لیا جائے۔ انجمن اسلامیہ اور انجمن حمایت اسلام، سرسید احمد خان آف علی گڑھ کے تعلیمی کارناموں سے بڑی متاثر تھیں اسی لیے انہیں کے پیش کردہ تعلیمی انداز کو مسلمانوں میں رائج کرنے کے لیے کوشاں تھیں۔

لارڈ میکالے نے برٹش گورنمنٹ کو جو تعلیمی پالیسی دی اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ برصغیر کے لوگوں کو اسلامی تہذیب و تمدن سے ہٹا کر انگریزی تہذیب سے آشنا کیا جائے۔ سرسید احمد خان نے ان مقاصد کی تکمیل کے لیے علی گڑھ میں ایک ایسے کالج کی بنیاد رکھی (جو بعد میں یونیورسٹی کا درجہ پا گیا) جس نے مسلمانوں میں انگریزی زبان و تعلیم کو پھیلانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ان تمام کوششوں کے برعکس مسلمانوں کا ایک ایسا طبقہ بھی موجود تھا جو مسلمانوں کو دینی علوم سے وابستہ رکھ کر دین اسلام کی عظمت کو قائم رکھنا چاہتا تھا۔ ان مسلمانوں میں "انجمن نعمانیہ لاہور" کے بانی اراکین پیش پیش تھے۔ انہوں نے دارالعلوم نعمانیہ کو اس انداز میں چلایا کہ ہزاروں طالبان علم دستار فضیلت کے ساتھ قرآن و احادیث کی روشنیاں لے کر ملک میں پھیلنے لگے اور اپنی مساجد' مدارس اور روحانی بارگاہوں کو نہ صرف آباد کیا بلکہ ان علمی اور روحانی مراکز سے علم و فضل کے چشمے جاری کیے۔

۱۸ر فروری ۱۸۹۴ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کا سالانہ جلسہ مسجد وزیر خان لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا اصغر علی روحی ایم او ایل نے ایک زبردست عربی قصیدہ پڑھا۔ جسے اہل علم و فضل نے بے حد پسند کیا۔ اسی جلسہ میں حکیم شجاع الدین رئیس لاہور و طبیب امرتسر نے دارالعلوم نعمانیہ کے دینی علمی خدمات پر ایک زبردست نظم لکھی۔ جس کے چند شعر پیش ہیں۔

بھلا یہ انجمن ہے یا کہ گلدستہ ہے پھولوں کا
میرے نزدیک ہر اک اس کا گل دشت گلستاں ہے
عجب اس مدرسہ میں ہوتی ہے تعلیم قرآنی
کہ فائق قاریوں پہ جس کا ہر طفل دبستاں ہے

"جلالین" اور "کشاف" اور "بیضاوی" اور "اتقان" کا
اسی کے فیض سے ہر ایک عقدہ اس کا آساں ہے
"بخاری" اور "مسلم" کی اسی سے ہوگئی صحبت
یہ کیا نام مبارک حضرت نعمان کا بحران ہے
کہیں "شرح وقایہ" ہے کہیں "کنز" اور "ہدایہ" ہے
کہیں "عینی" کھلی ہے اور کہیں "شامی" کا دوراں ہے

لاہور کے روساء انجمن کے معاون بن گئے

انجمن نعمانیہ کی بنیاد رکھے ابھی سات سال گزرے تھے کہ چند مزید دردمند مسلمان حضرات نے اپنی اعزازی خدمات پیش کیں اور دارالعلوم نعمانیہ کی مزید شاخیں لاہور میں قائم کر دی گئیں۔ موچی دروازہ کے اندر بکن خان کی مسجد میں مدرسہ علوم اسلامیہ کے نام سے جاری کیا گیا۔ پھر کرنل راجہ عطاء اللہ خان جو ان دنوں آنریری مجسٹریٹ وزیر آباد تھے۔ انجمن کے مربی تھے۔ وہ انجمن کے جلسوں میں شرکت کرتے اور مالی امداد فرماتے تھے۔ رسالدار میجر سید امیر علی شاہ صاحب معاونین میں شامل ہوگئے۔ حاجی شیخ چراغ دین ٹھیکیدار حج سے واپس آئے تو انہوں نے اپنا سارا زاد راہ انجمن نعمانیہ کو دے دیا۔ حکیم مفتی سلیم اللہ مہتمم "شفاخانہ سلیمی" اور محافظ فنانشل کمشنر پنجاب دبیر انجمن بنے۔ الحاج منشی چراغ دین نے انجمن کے لیے بہاولپور، بمبئی اور دوسرے شہروں کا سفر کیا اور انجمن کی مالی امداد کے لیے مخیر سینوں کو آمادہ کیا۔

ملک کے علمائے کرام انجمن نعمانیہ کے جلسوں میں

انجمن نعمانیہ کے علماء کرام نے عوام کے اندر دینی اور اسلامی

بیداری کے لیے تقاریر کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ انجمن کے تدریسی فضلاء کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں سے خطیبوں کو دعوت دے کر لاہور کے جلسوں میں تقاریر کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ بتاریخ ۹ر ۱۰ فروری ۱۸۹۵ء کو موچی دروازہ کے اندر مسجد بکن خان میں علمائے کرام کو دعوت دی گئی اور مسجد وزیر خان لاہور میں جلسے منعقد کیے گئے۔ ان میں حکیم نور الدین بھیروی (ابھی وہ گمراہ نہیں ہوا تھا)، مولوی احمد علی شاہ مرزا پوری، نواب محسن الملک، مولوی سید مہدی علی خان علی گڑھ جیسے اہل قلم نے لکھ کر مقالے پیش کیے۔ دوسری طرف مولانا غلام محمد فاضل ہوشیار پوری نے زبردست تقاریر کیں۔ مولانا غلام احمد صاحب صدر مدرس، دارالعلوم نعمانیہ نے اپنی تقاریر کی دھاک بٹھا دی۔ مولانا غلام احمد صاحب نے عربی میں بھی لیکچر دیے جو بعد میں چھپوا کر اہل علم و فضل کی خدمت میں پیش کیے گئے۔

مولانا کی تقاریر کو پنجابی میں ترجمہ کر کے تقسیم کیا گیا۔ ... عبداللہ حافظ آبادی نے توحید اور "اثبات نبوت" پر خطابات کیے ... پسند کیا گیا۔ مولانا عبدالرحمان ضلع جالندھر کی بستی دانشمنداں نے "تعلیم و علم دین" کے موضوع پر تقاریر کا ایک سلسلہ شروع کیا یہ دونوں علماء کرام دارالعلوم نعمانیہ سے سند فضیلت حاصل کر چکے تھے۔ ان دنوں مولوی محمد حسن صاحب محدث دیوہ شریف مقیم فیض پور کلاں نے بھرپور طاقت ... خطابات کیے۔

۱۰ر فروری ۱۸۹۵ء میں جن علماء نے مسجد نواب وزیر خان میں تقاریر کیں ان میں قاری مولانا عزیز الرحمان ساکن داتہ ضلع ہزارہ نے قرآن سنا کر اہل جلسہ کو خوش کام کر دیا۔ پھر انھوں نے "علم دین کی اہمیت" پر ایک پر مغز مقالہ پیش کیا۔ اسی جلسہ میں مولوی نجف علی مترجم چیف کورٹ پنجاب

نے ایک تحریری مقالہ پڑھا جو بعد میں چھپ کر تقسیم ہوا تھا۔ ان دنوں فاضل یگانہ جناب مولانا علامہ اصغر علی روحی ایم۔ اے نے اپنی عربی نظم سنائی اور پھر اس کا اردو ترجمہ بھی سنایا۔ یہ انداز قدرداں حضرات نے بے حد پسند کیا۔ حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب دبیر انجمن نعمانیہ نے دارالعلوم نعمانیہ کی علمی خدمات پر ایک مبسوط رپورٹ تیار کی۔

ایک ہندو سکالر حکیم وزیرچند دارالعلوم نعمانیہ کے فیض یافتہ تھے۔ علماء کرام کی صف میں کھڑے ہو کر "اسلام کے دنیا پر احسانات" پر ایک تحریری مقالہ پیش کیا۔ مولانا محمد افضل ساکن مزنگ لاہور نے ایک تحریری تقریر کی۔ ان کے ساتھ مولانا خیرات علی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مولانا غلام محمد صاحب بگوی خطیب بادشاہی مسجد لاہور کی تقریر اس جلسہ کی بہترین تقریر تھی۔ یہی تقریر بعد میں چھپ کر تقسیم کی گئی۔ مولانا عبدالرحمٰن جالندھری نے بھی دینی علوم کی ضرورت پر بڑی زبردست تقریر کی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن بھکلوی جو مولانا غلام احمد صاحب صدر مدرس نعمانیہ کے شاگرد خاص تھے نے اپنی تقاریر سے لاہور شہر میں ایک نیا رنگ پیدا کر دیا۔

زعمائے ملت کی انجمن نعمانیہ میں آمد

۱۸۹۵ء/ ۱۳۱۲ھ کو انجمن نعمانیہ کی دینی خدمات کے اعتراف کے طور پر دنیائے اسلام کے بہت سے زعما نے انجمن کے دفتر میں آنا شروع کیا۔ شہزادہ نصراللہ خان صاحب فرزند ارجمند جناب امیر عبدالرحمان والی افغانستان اپنے خدام کے لشکر کے ساتھ "دارالعلوم نعمانیہ" میں تشریف لائے۔ انہوں نے کرنل غلام رسول سفیر افغانستان کی وساطت سے ان دنوں پندرہ سو روپیہ انجمن نعمانیہ کے اخراجات کے لیے مہیا کیے۔

اسی دوران محمد صادق خاں عباسی والی بہاول پور لاہور تشریف لائے تو ان کی خدمت میں انجمن نعمانیہ کے منتظمین کا ایک وفد بہ قیادت سید امیر شاہ صاحب سردار بہادر بہاول پور ہاؤس لاہور پیش ہوا اور انجمن کی دینی خدمات پر گفتگو کی نواب صاحب نے فوری طور پر انجمن کے لیے چار سو روپیہ دیا اور حکم دیا کہ انجمن کے لیے ہر سال پانچ سو روپیہ وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ چند دنوں بعد ریاست بہاول پور کے وزیراعظم جناب میر ابراہیم علی خان دارالعلوم میں خود تشریف لائے اور اپنی طرف سے عطیات بھی پیش کیے اور انجمن کی کارکردگی پر تفصیلی گفتگو کر کے نواب آف بہاول پور کی خدمت میں پیش کی۔

نواب بہاول پور کی سالگرہ پر انجمن نعمانیہ لاہور کے دبیر تاج الدین صاحب اور حافظ چراغ دین صاحب نواب آف بہاول پور کے جشن سالگرہ میں شریک ہوئے۔ اسی موقعہ پر نواب صاحب کے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام فرید آف چاچڑاں شریف بھی موجود تھے۔ آپ کو دارالعلوم نعمانیہ کی علمی خدمات کی تفصیلات بیان کیں تو آپ نے مدرسہ کے لیے ہدیہ بھی عطا فرمایا اور اپنے مریدوں کو بھی توجہ دلائی۔

مرزا اعظم بیگ رئیس لاہور نے دارالعلوم نعمانیہ کے منتظمین سے ملاقات کر کے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور عطیات بھی پیش کیے۔ اس سال ستمبر ۱۸۹۰ء میں انجمن نعمانیہ کے دو اراکین مولانا تاج الدین احمد اور حافظ چراغ الدین بمبئی پہنچے وہاں کے مسلمانوں کو دارالعلوم کے اخراجات کی توجہ دلائی۔ اکثر روسا بمبئی نے انجمن نعمانیہ کے لیے سالانہ وظیفہ مقرر کیے ان مخیر حضرات میں حاجی رحمت اللہ، حاجی دادو صاحب جیسے حضرات کے نام آتے ہیں اسی دوران کانپور کے تاجروں نے مولانا تاج الدین کی کوششوں

سے بہت سی تدریسی کتابیں ارسال کیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا انجمن نعمانیہ کو خراج تحسین

اسی سال اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے دارالعلوم نعمانیہ لاہور کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ نے اپنے وہ اعتراضات جو مجلس ندوۃ العلماء کے جناب عبدالقادر بدایونی پر کیے تھے انجمن نعمانیہ لاہور کو مہیا کیے تاکہ انجمن کے اراکین اور علمائے لاہور صحیح صورت حال سے واقف ہو سکیں اور ندوۃ کے عمائدین جس انداز میں کام کر رہے ہیں ان سے آگاہی ہو سکے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے دارالعلوم کے اساتذہ سے تاثرات مانگے تھے تاکہ وہ ندوۃ العلماء کو دکھا سکیں۔ علمائے اہلسنّت کی اس مجلس نے آپ کے اعتراضات پر غور و غوض کیا اور اپنے تاثرات سے "ندوۃ العلماء" کے ناظم اعلیٰ جناب مولانا محمد علی کو آگاہ کیا۔ ان دنوں بریلی شریف میں ندوۃ العلماء کا جو جلسہ ہوا اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی دعوت پر انجمن نعمانیہ کی طرف سے مولانا تاج الدین احمد اور حکیم مفتی سلیم اللہ صاحبان بھی شریک ہوئے۔

دانشوران عصر کی انجمن نعمانیہ میں آمد

"انجمن نعمانیہ" کے دینی معاملات میں خدمات کی دعوت نے ہر دردمند مسلمان کو متاثر کیا۔ چنانچہ جس طرح علمائے کرام، زعمائے ہندوستان انجمن کی طرف بڑھے اسی طرح سے دانشوران ملک نے انجمن نعمانیہ کی حسن کارکردگی کو بذات خود ملاحظہ کیا۔ چنانچہ وہ لوگ یکے بعد دیگرے دارالعلوم میں آنے شروع ہوئے اور اساتذہ اور اراکین نعمانیہ سے ملتے

رہے۔ ہم چند حضرات کے نام اور ان کے تاثرات کے اقتباسات پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس دارالعلوم کو اپنی آمد سے نوازا۔

منشی نو لکشور آنجہانی

ملک میں اسلامی لٹریچر کے معروف ناشر منشی نو لکشور آنجہانی انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات سے بے حد متاثر تھے۔ نو لکشور کے تین مطابع لاہور، دہلی، لکھنؤ میں بے پناہ اسلامی کتابیں شائع کر رہے تھے۔ وہ انجمن نعمانیہ میں ۵ر فروری ۱۸۹۰ء کو بذات خود تشریف لائے اور اساتذہ اور تلامذہ سے گفتگو کی۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مولانا غلام احمد صاحب کی عالمانہ قابلیت اور فضائل علمیہ سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ میری رائے ہے کہ اگر یہ مدرسہ کچھ عرصہ تک اسی گرم جوشی سے کام کرتا رہا اور ممبران کمیٹی اتفاق و اتحاد سے کام میں سرگرم رہے تو ایک دن عربی زبان کا یہ مرکز سارے ملک میں مشہور ہوگا۔ مجھے چند بچوں کا امتحان لے کر بڑی مسرت ہوئی ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ آج کے بعد میرے مطابع میں جس قدر عربی کتابیں چھپا کریں گی جن کا ایک ایک نسخہ انجمن نعمانیہ کی لائبریری کو مہیا کیا جائے گا"۔ خصوصی مالی امداد کے علاوہ منشی نو لکشور نے معائنہ کے وقت پچاس روپے دارالعلوم کے طلباء کو دیے۔

مولانا غلام فاضل ہوشیار پوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے معائنہ کے وقت لکھا۔ احقر نے مشکوۃ شریف، شمس بازغہ، قاضی مبارک، ملا حسن میں دارالعلوم کے طلباء کا امتحان لیا۔ مجھے ان کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہونے کا موقعہ ملا ہے۔ مجھے مولانا غلام احمد صاحب مدرس اعلیٰ کی قابلیت نے بے حد متاثر کیا ہے۔

مولانا نور محمد مہتمم دارالعلوم حقانی لودھیانہ

مولانا نور محمد صاحب لودھیانہ پنجاب کے ایک بڑے ادارے کے مہتمم تھے۔ وہ دارالعلوم نعمانیہ میں آئے انہوں نے طلباء کا امتحان لیا اور بعض تجاویز بھی پیش کیں۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

"موجودہ طلباء کی تعداد میں اضافہ کیا جانا ضروری ہے۔ عربی خوان طلباء پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے ان کی تعداد اتنی بڑھایئے کہ یہ لوگ ملک میں علمی کمی کو پورا کر سکیں۔ میں مولانا غلام احمد صاحب صدر مدرس کی قابلیت سے متاثر ہوا ہوں' مگر ان کی قابلیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انجمن کے اراکین کو چاہیئے کہ طلباء کی تعداد بڑھانے کی کوشش کریں اور ان کے اخراجات کے لیے مزید ذرائع آمدنی مہیا کریں۔ طلباء کو مختلف مضامین میں بیک وقت پڑھایا جائے تاکہ وہ تیزی سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر دینی راہنمائی کے لیے آگے بڑھ سکیں۔

میاں غلام صمدانی صاحب سیٹھی پشاور

آپ پشاور کے روسا میں سے تھے اور دینی محبت رکھتے تھے۔ آپ ۲۵ر دسمبر ۱۸۹۴ء کو لاہور تشریف لائے اور دارالعلوم نعمانیہ کا معائنہ کیا۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

"میں نے مسجد بکن خان کے شعبہ علمیہ عربیہ کا معائنہ کیا۔ یہ شعبہ انجمن نعمانیہ کے زیر اہتمام چل رہا ہے تفسیر و حدیث کی بلند پایہ کتابیں پڑھائی جا رہی ہیں۔ معقول و منقول پر بڑی توجہ دی جاتی ہے۔ میں حاجی الٰہی بخش مرحوم پشاوری میر احمد سیٹھی پشاوری کی

خدمات کو سراہتا ہوں اور انجمن کے مالی امور میں ہم لوگ معاونت کریں گے"۔

حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواری رحمتہ اللہ علیہ علی گڑھ

حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواری علی گڑھ کالج کے پروفیسر تھے اور آپ کو اعتقادی طور پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب سے روحانی اور علمی تعلق تھا۔ آپ مدرسہ نعمانیہ میں خود تشریف لائے اور اساتذہ اور طلباء سے علمی موضوعات پر گفتگو کی۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

"اللھم بارک فی امور اتہم اللہ تعالیٰ انجمن نعمانیہ کو قائم و دائم رکھے۔ آج مسلمانوں کو ایسے خاص اسلامی مدارس کی اعانت میرے نزدیک بہت ضروری ہے اور خیال کرنا چاہیے۔

تا زمے خانہ و می نام و نشان خواہد بود
مرا خاک رہ پیر مغاں خواہد بود

مولانا محمد الدین پشاوری رحمتہ اللہ علیہ

مولانا محمد الدین رحمتہ اللہ علیہ پشاور کے اجلا علمائے کرام اور مدرسین میں سے تھے۔ آپ دارالعلوم نعمانیہ میں ۱۱ر شوال ۱۳۱۲ھ کو تشریف لائے اور حافظ قرآن اور قاریان دارالعلوم کا امتحان لیا آپ نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

"میں نے اس قسم کے مشاق حافظ اور قاری کسی دینی مدرسہ میں نہیں دیکھے"

سید نادر علی شاہ صاحب سیفی مالک رہبر ہند

سید نادر علی شاہ صاحب ملک کے ایک بلند پایہ صحافی تھے اور "رہبر

ہند اخبار" کے مالک اور ایڈیٹر تھے۔ آپ دارالعلوم نعمانیہ کے معاونین میں سے تھے۔ آپ حکیم سلیم اللہ مفتی نعمانیہ اور مولانا تاج الدین صاحب کی درخواست پر انجمن نعمانیہ کے دفتر میں آئے۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

"اگرچہ میں انگریزی زبان کی تعلیم کا زبردست حامی ہوں مگر میں علوم دینیہ اور عربیہ جس انداز سے دارالعلوم نعمانیہ میں پڑھائے جاتے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مولوی چراغ الدین صاحب نے علم ریاضی میں طلباء کو طاق کر دیا ہے۔ میں اقلیدس والجبرا طبعیات اور فلسفہ کی کتابوں کی تعلیم پر بے پناہ خوش ہوا ہوں۔ میں دارالعلوم کے طلباء کی واقفیت' تفسیر حدیث' فقہ کی تعلیم پر اظہار تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہاں کے بعض طلباء کی قوت بیانیہ نے مجھے بڑا متاثر کیا ہے۔ مولانا غلام احمد صاحب' صدر مدرس نے معقولات میں جس فضیلت کو حاصل کیا ہے مجھے مولانا مولوی محمد حئی صاحب کی زبانی مفصل علم ہوا ہے۔ وہ آج ہندوستان کے تمام مدارس میں فقہ' علم حساب میں یکتا ہیں۔ میری دلی خواہش ہے کہ دارالعلوم نعمانیہ میں ایک شیعہ مدرس کو بھی رکھا جائے تاکہ طلباء کو شیعوں کے عقائد اور مسائل سے بھی واقفیت ہو سکے۔ میں دارالعلوم کے تدریسی کمروں کو وسیع دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ طلباء سہولت سے تعلیم حاصل کر سکیں۔ دفتری نظام کو بھی وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان امور کی طرف توجہ دیں"۔

"ان دنوں مولوی فدا محمد صاحب قرآن شریف پڑھاتے ہیں۔

مولوی محمد صاحب قرآن حفظ کراتے ہیں۔ حفظ کرنے اور قرآت سیکھنے والے قاری طالب علم چٹائیوں پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ بچے قالینوں پر بیٹھ کر پڑھیں۔ یہاں کے طلباء اور مدرسین کو مزید سہولتیں ملنا چاہئیں"۔

خان احمد شاہ صاحب ڈسٹرکٹ جج گوجرانوالہ

"مجھے جناب سردار یار محمد خان صاحب بہادر' جناب سردار محمد حیات خان صاحب کے ساتھ دارالعلوم نعمانیہ کے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ میں یہ جان کر بے حد خوش ہوا کہ یہاں کہ طلباء عربی میں کتابیں پڑھ رہے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ یہاں کے طلباء عام کالجوں کے طلباء سے زیادہ ذہین اور محنتی ہیں۔ اس وقت دینی مدارس کے قیام کی بڑی ضرورت ہے۔ سارے ملک میں ایسے ادارے قائم ہونے چاہئیں۔ میں یہاں کے تمام طلباء کو واعظ اسلام اور خادم دین دیکھنا چاہتا ہوں۔ مگر جب تک کوئی طالب علم معاشی طور پر خوشحال نہ ہوگا اس وقت تک تو وہ حق کی آواز بلند نہیں کر سکے گا۔ اس لیے مجھے انجمن کے اراکین سے گزارش کرنا ہے کہ وہ ان طالب علموں کی دنیاوی خوشحالی پر بھی توجہ دیں۔ مجھے انجمن کے دینی کاموں پر دلی اطمینان ہوا ہے اور اسے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں"۔

سردار یار محمد خان اکسٹرا اسسٹنٹ گجرات

"میں آج انجمن نعمانیہ کی نگرانی میں چلنے والے دارالعلوم کے دیکھنے کے لیے ڈسٹرکٹ جج گوجرانوالہ کے ساتھ آیا ہوں مجھے ان کے خیالات سے پورا پورا اتفاق ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ دارالعلوم کی ایک اپنی بلڈنگ (مکان) بنائی جائے۔ کیونکہ ابھی تک طلباء مساجد میں بیٹھ کر تعلیم حاصل

رہے ہیں۔ پھر ان مساجد میں عام لوگوں کو عبادت کے علاوہ طلباء کو بھی تکلیف ہے"۔

سردار محمد حیات خان صاحب پوپلزئی گجرات

"میں اپنے معزز ساتھیوں کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں اور مدرسہ کی مالی امداد کے لیے کوشاں رہنے کا یقین دلاتا ہوں"۔

مولانا قاضی ظفرالدین احمد' پنجاب یونیورسٹی لاہور

آپ ۶/ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ کو مدرسہ نعمانیہ لاہور کے معائنہ کے لیے آئے۔ آپ نے بہت سی جماعتوں کے طلبا کا امتحان لیا اور بڑے اطمینان کا اظہار کیا اور اپنی رپورٹ میں لکھا:

"مدرسہ اپنے فرائض بخوبی ادا کر رہا ہے اور یہاں جس قسم کے علماء تدریس میں مصروف ہیں ان کی قابلیت ملک بھر میں مسلم ہے۔ میں نے امتحان لیتے وقت سختی سے کام لیا ہے مگر طلباء نے ان مشکل سوالات کو بھی حل کر دیا ہے یہ طلباء ادب عربی اور ریاضی میں پختہ کار ہیں۔ یہاں مختلف ممالک سے آئے ہوئے طلباء نے بڑی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے تدریسی علماء کے صدر مدرس مولانا غلام احمد صاحب بڑے فاضل اور تعلیم میں گہری دلچسپی لیتے ہیں اگر دارالعلوم نعمانیہ کی بلڈنگ کا اپنا بندوبست ہو جائے تو طلباء کو بڑی سہولت ہو جائے گی"۔

دارالعلوم نعمانیہ کی اس زمانہ میں آمدنی بھی نہایت قلیل تھی۔ مگر چونکہ نہایت سستا دور تھا اسی لیے اخراجات بھی تھوڑے ہوتے تھے۔ آج کے دور میں ہم گرانی کی وجہ سے اخراجات دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں کہ

جنوری سے دسمبر ۱۸۹۵ء کو انجمن نعمانیہ نے جو گوشوارہ تیار کیا اس کے پیش نظر سال بھر میں کل آمدنی ۵۷۵۱ روپے اور سالانہ خرچہ ۳۶۲۳ روپے تھا۔ مگر یہ وہ زمانہ تھا جب ایک روپیہ میں تین من گندم آتی تھی۔ ایک روپیہ کا سو سیر گڑ ملتا تھا' ایک روپیہ میں چالیس سیر سفید چینی ملتی تھی۔ ایک روپے کی تین ہزار اینٹیں اور مستری دن بھر کی مزدوری چھ آنے لیتا تھا۔

۱۸۹۷ء کی سالانہ رپورٹ

انجمن نعمانیہ کو قائم ہوئے دس سال ہو چکے تھے کہ دارالعلوم نے ایک رپورٹ شائع کی جسے مولانا تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب اور دبیر انجمن نعمانیہ نے مرتب کیا تھا اور ۱۳۱۴ھ کو چھپ کر سامنے آئی۔ اس رپورٹ میں انجمن کے اغراض و مقاصد' دارالعلوم نعمانیہ کو وسعت دینے کی تجاویز' سابقہ برسوں میں انجمن کی رفتار کا جائزہ شائع کیا گیا تھا۔

انجمن نعمانیہ کا تعارفی وفد مسلمانوں کی خدمت میں

ماہ ستمبر ۱۸۹۶ء کو انجمن نعمانیہ کا ایک تعارفی وفد جس میں مولانا تاج الدین احمد صاحب' حافظ چراغ الدین صاحب' خلیفہ محمد عبداللہ صاحب' مولانا قمرالدین صاحب دبیر انجمن شریک تھے۔ یہ وفد ملک کے مقتدر علماء و مشائخ کی ملاقات کو نکلا۔ صاحبزادہ سید ظہور الحسن فاضلی سجادہ نشین بٹالہ شریف پہلے میزبان محترم تھے۔ جنہوں نے نعمانیہ کے اس وفد کو پرتپاک طریقہ سے خوش آمدید کہا۔ اور بڑے اعزاز سے پذیرائی فرمائی۔ آپ نے مدرسہ کے لیے مالی معاونت فرمائی اور ان کی دینی کوششوں کی تعریف کی۔ اس وفد نے شیخ غلام نبی منصف (اعزازی جج) جالندھر سے ملاقات کی جنہوں سے انجمن کی طرف خصوصی توجہ دی۔ یہ وفد گجرات گیا جہاں سردار یار محمد خان یوسفزئی جو گجرات ء

کے رئیس اعظم اور میونسپل کمیٹی گجرات کے وائس پریذیڈنٹ تھے' سے ملا انہوں نے مدرسہ کی مالی امداد فرمائی اور آئندہ کے لیے مستقل وظیفہ مقرر کیا۔ سردار حیات محمد خان رئیس گجرات نے بھی مالی امداد فرمائی اور آئندہ کے لیے ہر ماہ وظیفہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا اس وفد کو شیخ احمد بخش صاحب خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گجرات نے مالی امداد سے نوازا۔ شیخ غلام حسین صاحب گجرات کے سوداگر کی حیثیت سے معقول مالی امداد کا وعدہ کیا۔ منشی بشیر احمد صاحب محرر تحصیل گجرات اور دوسرے عمائدین گجرات نے وفد کی باتیں نہایت دلچسپی سے سنیں اور امداد کا وعدہ کیا۔ اس وفد کی گجرات کے لوگوں نے بڑی پذیرائی بخشی اور انجمن کے اغراض و مقاصد سے واقفیت کو حاصل کی۔

انجمن نعمانیہ کا موچی دروازہ لاہور میں ایک جلسہ

جنوری ۱۸۹۷ء کو انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ موچی دروازہ میں ہوا۔ جس میں حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری ہاشمی (صاحب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل) نے بڑی پر مغز تقریر کی۔ جلسہ میں وزیر آباد سے مولانا عبدالمنان تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے اپنی تقریر سے لاہور والوں کو بے حد متاثر کیا۔ مولانا عبداللہ ٹونکی پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور بھی اہم مقرر تھے۔ ۔ اسی طرح مولانا عبدالمجید وکیل سیالکوٹ نے بڑے ادبی انداز میں تقریر کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان حضرات کے خطابات "کلام الملک ملک الکلام" کا مظہر تھے۔ اس جلسہ میں مولانا محمد حسین بٹالوی بھی آئے تھے۔ (غالباً انہوں نے ابھی وہابیت سے رشتہ نہیں جوڑا تھا) اور اپنی تقریر سے سامعین کو مسحور کر دیا۔ دارالعلوم نعمانیہ کی خدمات کو سید نثار علی صاحب شہرت نے ایک مرصع نظم میں پیش کی۔

دوسرے روز کے اجلاس میں دارالعلوم نعمانیہ کے طلباء' حفاظ' قاری اور مقررین کے علاوہ مولانا ابو الفیض محمد حسن صاحب فیضی ساکن موضع بھین چکوال نے (جو ان دنوں راولپنڈی اسلامیہ ہائی سکول کے مدرس تھے) اپنی فصیح و بلیغ تقریر سے سامعین کو خوش کر دیا آپ کی تقریر اہل لاہور نے بے حد پسند کی اور انجمن کے اراکین نے مولانا کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

انجمن نعمانیہ اور انجمن حمایت اسلام کے اتحاد کی کوششیں

انجمن نعمانیہ لاہور کو قائم ہوئے اب تقریباً دس سال ہو چکے ہیں۔ انجمن کے دو دارالعلوم قائم ہو چکے تھے۔ ایک موچی دروازہ لاہور جامع مسجد بکن خان میں قائم تھا اور دوسرا بادشاہی مسجد لاہور میں قائم تھا۔ ان مدارس میں بلند پایہ مدرس' علمائے کرام تدریس دے رہے تھے اور ان چند سالوں میں دور دراز سے طلباء داخلہ لینے آ رہے تھے۔ دوسری طرف لاہور میں مسلمانوں کی ایک اور "انجمن حمایت اسلام" بھی تعلیمی اور تدریسی میدان میں کام کر رہی تھی۔ اس نے سکول اور کالج کھولے اور طلباء کو انگریزی زبان اور مروجہ تعلیم کی اشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

یہ دونوں انجمنیں دردمند مسلمانوں کے تعاون سے چل رہی تھیں اور ان دردمند حضرات کے سامنے مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں تعلیم کو عام کر دیا جائے اور جو لوگ اپنے بچوں کو انگریزی زبان کے لیے مشنری سکولوں میں داخلہ لینے پر مجبور ہیں انہیں اسلامی تعلیمات سے بھی روشناس کرایا جائے۔ انگریز مشنری کے سکول ان دنوں عیسائی پادریوں کے زیر اہتمام کام کر رہے تھے۔ جہاں انگریزی کے ساتھ ساتھ عیسائیت کی تبلیغ دی جاتی تھی۔ دونوں انجمنوں کے دردمند اراکین نے فیصلہ کیا کہ "انجمن حمایت اسلام" اور "انجمن نعمانیہ" کو یک جا کر کے ایک بلند پایہ تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے جو

سارے ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے شمع اسلام کی روشنیاں پھیلائے۔

تحقیق کے دوران انجمن نعمانیہ کے دفتر سے ایک خصوصی فائل ہمارے سامنے آئی ہے جو دونوں اسلامی انجمنوں کی یکجائی کی کوششوں کے معاملات پر روشنی ڈالتی ہے۔ یکم اگست 1897ء کو انجمن خادم العلوم اسلامیہ المعروف بہ انجمن نعمانیہ لاہور کا ایک ہنگامی اجلاس منشی محرم علی چشتی کے مکان پر منعقد ہوا۔ یہ اجلاس "انجمن حمایت اسلام" کے چند اراکین کی درخواست پر بلایا گیا تھا جو انجمن نعمانیہ سے الحاق یا ادغام کے خواہاں تھے۔ چنانچہ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل اراکین و بانیان "انجمن نعمانیہ" تشریف لائے:

۱۔ میر اشفاق حسین بی۔ اے، ایل ایل بی وکیل ریاست بہاول پور رکن انجمن نعمانیہ لاہور

۲۔ مولانا تاج الدین احمد مختار عدالت اور سیکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور

۳۔ حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب دبیر انجمن نعمانیہ لاہور

۴۔ حاجی منشی چراغ الدین، نائب دبیر انجمن نعمانیہ لاہور

۵۔ مولانا محرم علی چشتی، رکن انجمن نعمانیہ لاہور

۶۔ مولانا شمس الدین سابق صدر مدرس انجمن نعمانیہ لاہور

اس اجلاس کا اہتمام لاہور کی ایک نامور سیاسی صحافی اور دینی شخصیت مولانا محرم علی چشتی ایڈووکیٹ نے اپنے مکان واقعہ ٹکسالی گیٹ میں کیا۔ اس اجلاس میں انجمن نعمانیہ کی طرف سے چند احباب کا ایک وفد تشکیل دیا گیا جو "انجمن حمایت اسلام" سے گفتگو کرے گا۔ چنانچہ مولانا محرم علی چشتی کی نگرانی میں میر اشفاق حسین ایڈوکیٹ کو میر اجلاس مقرر کیا گیا اور شمس الدین شائق کو سیکرٹری بنایا گیا۔ اس اجلاس میں ان حضرات کو حتمی

گفتگو کرنے اور دوسرے معاملات طے کرنے کا اختیار دیا گیا۔

یکم اگست ۱۸۹۷ء کو مولانا محرم علی چشتی کے مکان پر "انجمن حمایت اسلام" کا وفد بھی آگیا جہاں طے پایا کہ ۵ر اگست ۱۸۹۷ء کو شاہی مسجد لاہور میں ایک مشترکہ اجلاس بلایا جائے۔ جس میں دونوں انجمنوں کے مقتدر حضرات شرکت کریں گے چنانچہ مقررہ تاریخ پر اس طرح انجمن حمایت اسلام کی طرف سے مندرجہ ذیل حضرات تشریف لائے۔

۱۔ خان بہادر خدا بخش صاحب جج پنجاب کورٹ صدر انجمن حمایت اسلام

۲۔ مولوی شمس الدین، سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

۳۔ مولانا کریم بخش صاحب صدر مدرس

۴۔ مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

اس اجلاس میں مولانا محرم علی چشتی صاحب نے اتحاد و اتفاق سے مل کر تعلیم کو عام کرنے کے جذبہ کو سراہتے ہوئے انجمن حمایت اسلام کے وفد کو خوش آمدید کہا اور سب کی آراء کو فرداً فرداً سنا۔ جن امور پر اتفاق ہوا وہ یہ تھے۔ کہ انتظامی معاملات میں دونوں انجمنوں کے اراکین کا ایک بورڈ بنا دیا جائے گا۔ مالی معاملات کی نگرانی دونوں انجمنوں کے اراکین مل کر فیصلے کیا کریں گے، تبلیغی اور اشاعتی شعبہ کو متفقہ طور پر فروغ دیا جائے گا۔

تدریسی اور تعلیمی معاملات میں اجلاس کے اراکین کو اتفاق نہ ہو سکا۔ انجمن حمایت اسلام کے اراکین کے سامنے عربی اور دینی علوم کو فروغ دینا تھا اور وہ اس سلسلہ میں اپنی رائے کا اظہار بخوبی کرتے تھے کہ تعلیمی اور تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لیے بلا تفریق مذہب و ملت اساتذہ کا تقرر کیا جائے۔ عیسائی، ہندو، سکھ، مرزائی، نیچری، وہابی، رافضی سب اساتذہ یکساں

طور پر تعلیم دیا کریں گے۔ مگر "انجمن نعمانیہ" کے اراکین چاہتے تھے کہ تعلیم و تدریس کے سلسلہ میں خالصتاً مسلمان اساتذہ ہی کو مقرر کیا جائے۔ اس سلسلہ میں صرف عربی، انگریزی کی تعلیم کی ضرورت کو پورا کرنا کافی نہیں بلکہ اعتقادی اور نظریاتی تعلیم کو اسلامی انداز میں جاری کرنے کو ترجیح دی جائے۔ ایک عیسائی، ایک مرزائی، ایک رافضی، ایک نیچری استاد نظریاتی انداز میں ہمارے مقاصد کو پورا نہیں کر سکتا چنانچہ تعلیم کی مسند پر صرف اہلسنت حنفی اساتذہ کو ہی مقرر کیا جائے گا۔

مولوی شمس الدین کا موقف تھا کہ ہم ملک میں مسلمان بچوں کے لیے تعلیم عام کرنا چاہتے ہیں لہٰذا یک جہتی اور اتفاق کا تقاضا ہے کہ سارے مکتبِ فکر اور مختلف مذاہب کے لوگ اس میں حصہ لیں۔

مولوی کریم بخش صاحب خان بہادر جج خدا بخش صاحب اور خلیفہ عماد الدین "انجمن حمایت اسلام" کے نکتہ نظر کی تائید کر رہے تھے۔ مگر مولانا محرم علی چشتی تعلیم کے معاملہ میں صرف صحیح العقیدہ اساتذہ کی خدمات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اسی دوران شام کی نماز کا وقت آگیا۔ سب حضرات نماز ادا کرنے لگے تو اعلان ہوا کہ کیا آپ لوگ عیسائی پروفیسر، رافضی ذاکر، وہابی مولوی، نیچری علیگ اور مرزائی سکالر کی امامت میں نماز ادا کرنا پسند کریں گے۔ انجمن حمایت اسلام کے صدر جج خدا بخش نے اعلان کیا میں تو صرف حنفی عالم دین کے پیچھے نماز ادا کر سکتا ہوں۔ کوئی بدمذہب میرا امام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مولانا محرم علی چشتی کی اقتداء میں سب نے نماز ادا کی۔

دراصل "انجمن حمایت اسلام" کے اراکین مسلمانوں میں تعلیم عام کرنے کے لیے اپنی درسگاہوں کے دروازے ہر مذہب کے اساتذہ کے لیے کھلے رکھنا چاہتے تھے اور وہ علی گڑھ کالج کے بانی سرسید احمد خاں کے

خیالات کی پیروی کر رہے تھے۔ دوسری طرف "انجمن نعمانیہ لاہور" کے اراکین دینی تعلیم کو خالص نظریاتی بنیادوں پر فروغ دینا چاہتے تھے اور کسی بد عقیدہ اور بد مذہب کو استاد کی حیثیت سے مقرر نہیں کر سکتے تھے۔ یہ لوگ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے نظریات کے حامی تھے اور وہ اپنے شاگردوں کو بد عقیدہ اساتذہ کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔

ان دونوں انجمنوں کے اراکین ایک عرصہ تک ایک دوسرے کو قائل کرتے رہے کئی اجلاس ہوئے' باہمی خط و کتابت بھی رہی مگر تعلیم و تربیت کا معاملہ طے نہ ہو سکا۔ "انجمن حمایت اسلام" کے ماہواری رسالہ "مجریہ" ۱۵ر ستمبر ۱۸۹۷ء میں ان واقعات کی ساری روداد چھپی تھی اور اس میں دونوں انجمنوں کی طویل خط و کتابت کو بھی شائع کر دیا گیا ہے۔

دونوں انجمنوں کو یکجا کرنے کی کوشش جون ۱۸۹۶ء سے اگست ۱۸۹۷ء تک جاری رہیں۔ آخرکار یہ کوششیں کامیاب نہ ہو سکیں۔ آخر فیصلہ ہوا کہ دونوں انجمنیں اپنے تعلیمی اداروں کو اپنی صواب دید کے مطابق چلاتی رہیں۔ دونوں انجمنوں کے مختلف اجلاسوں میں اس بات کو متفقہ طور پر سراہا گیا کہ ملت اسلامیہ میں اتفاق اور اتحاد کی بڑی ضرورت ہے اور علمی سطح پر اس قوم کے نوجوانوں کو زیور تعلیم سے مزین کرنا نہایت ضروری ہے مگر ایک بات جس پر ان انجمنوں کے اراکین متفق اور متحد نہ ہو سکے وہ یہ تھی کہ انجمن حمایت اسلام کے اراکین علمی میدان میں ہر مذہب و ملت کے اساتذہ کی تدریسی خدمات حاصل کرنے پر مصر تھے۔ اس کے پیچھے علی گڑھ کا تدریسی اور تعلیمی نظام رائج تھا۔ علی گڑھ سے سرسید احمد خاں اور ان کے رفقائے کار "انجمن حمایت اسلام" کے اراکین اور مدارس پر چھائے ہوئے تھے اور

ان کے ہاں اساتذہ میں ہندو' سکھ' عیسائی' نیچری' رافضی وہابی' مرزائی کی کوئی تمیز نہ تھی۔ انجمن نے ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ قرآن چھاپ کر عام کیا۔ علی گڑھ کے اساتذہ اور مستشرقین کے لیکچروں کا اہتمام کیا۔ دوسری طرف انجمن نعمانیہ کے اراکین اپنے تعلیمی اور تدریسی اداروں میں ایسے اساتذہ کے تقرر کو یقینی بناتی تھی جو عقیدے کے لحاظ سے خالص حنفی اور سنی ہوں۔ وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مکتب اہلسنّت سے ہم خیال اساتذہ کو تدریسی امور پر مقرر کرتے تھے ان کے ہاں درس نظامی کے ماہر شاگرد پیدا کرتا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں انجمنیں اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود یکجا نہ ہو سکیں اور انجمن حمایت اسلام کے صدر خان بہادر جج خدا بخش نے اگست ۱۸۹۶ء میں فیصلہ دیا جسے انجمن حمایت اسلام کے ماہواری رسالہ مطبوعہ ۱۵ر ستمبر ۱۸۹۷ء میں ذیل الفاظ میں شائع کیا گیا۔

"انجمن حمایت اسلام اور انجمن نعمانیہ لاہور کے مقتدر زعماء کی کوششوں کے باوجود یکجا ہونے میں ناکام رہے ہیں۔ ۲ر اگست ۱۸۹۷ء میں شاہی مسجد لاہور میں دونوں انجمن کے وکیلوں (نمائندوں) کا مجمع ہوا جس میں کسی قدر گفتگو ہونے کے بعد جناب خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج عدالت نے فرمایا' کہ نظر بر حالات و خیالات مجلس میرے نزدیک ابھی ان دونوں مجلسوں کے ملنے کا موقعہ نہیں آیا۔ پس یہ دونوں اپنے اپنے طریق کے مطابق اپنا اپنا کام کریں۔ اگر کوئی اور مدرسہ دینیہ جاری بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ قوم کو ایسے کئی مدرسوں کی ضرورت ہے۔ جناب شیخ صاحب کی اس رائے کے ساتھ اکثر اراکین نے اتفاق کر لیا اور مجمع (اجلاس) کے اکثر حصے کی شیخ صاحب کی واقعی اور سچی رائے

کے ساتھ اتفاق کرنے کے بڑی وجہ یہ تھی کہ انجمن نعمانیہ اپنے ترکیب اور اپنے سارے سلسلہ تعلیم کو صرف حنفیوں تک محدود اور مخصوص رکھنا چاہتی تھی اور انجمن حمایت اسلام کے اغراض و مقاصد وسیع تھے جو تمام کلمہ گو مسلمانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کارروائی کو جب انجمن حمایت اسلام کی مجلس منتظمہ کے اجلاس منعقدہ ۱۵ر اگست ۱۸۹۷ء میں پیش کیا گیا تو مجلس موصوفہ نے بالا اتفاق فیصلہ کیا' کہ ساری خط و کتابت ممبران انجمن کی اطلاع کے واسطے جو ایک عرصہ سے اس کے نتیجہ کے منتظر ہیں بذریعہ رسالہ شائع کیا جائے نیز یہ قرار دیا کہ حسب ہدایت و فیصلہ جلسہ منعقدہ ۱۷ر مئی ۱۸۹۷ء و مجلس منتظمہ ۳۱ر مئی ۱۸۹۷ء اسلامیہ کالج لاہور کے متعلق مدرسہ عربیہ دینیہ کی ایک شاخ کھول دی جائے گی اور اس کے متعلق تجاویز زیر غور کرنے کے واسطے ذیل ممبران پر مشتمل کمیٹی بنا دی گئی جو اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔

مفتی محمد عبداللہ ٹونکی' وائس پریذیڈنٹ' خلیفہ عماد الدین صاحب' مرزا عبدالرحیم صاحب' مولوی علی محمد صاحب' مولوی کریم بخش صاحب' مولوی عبدالعزیز صاحب۔

اس فیصلے کے بعد انجمن حمایت اسلام نے لاہور میں ایک عربی دینی مدرسہ قائم کیا جس کا نام "مدرسہ حمیدیہ" رکھا گیا۔ یہ مدرسہ خلیفہ حمید الدین مرحوم کی یاد میں رکھا گیا۔ اس مدرسہ نے ۱۷ر اکتوبر ۱۸۹۷ء بمطابق ۲۰ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ کو کام کرنا شروع کر دیا۔ خلیفہ عماد الدین کو پہلا ناظم مدرسہ مقرر کیا گیا۔

انجمن نعمانیہ کے سالانہ جلسہ میں بٹالہ شریف کے سجادہ نشین

حضرت حافظ ظہور الحسن صاحب نے بڑی زبردست تقریر کی جس میں روحانیت کے نکات بیان کر کے اہل دل کو ان کا گرویدہ بنا لیا۔ مولانا اصغر علی روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کی فاضلانہ تقریر نے اہل علم و فضل کو بے حد متاثر کیا۔

اسی سال ہز ہائنس نواب شیر احمد خان صاحب والی پالن پور انجمن نعمانیہ لاہور میں تشریف لائے اور مالی معاونت فرمائی۔

دارالعلوم نعمانیہ کی تدریسی وسعت

۱۷ر مارچ ۱۸۹۷ء کو دارالعلوم نعمانیہ میں طلبا کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر عربی طلباء کی شاہی مسجد میں علیحدہ کلاس جاری کی گئی۔ مگر طعام و قیام کا سارا اہتمام انجمن نعمانیہ ہی کرتی۔ اس طرح طلباء کو سہولت بھی ہوگئی اور مدرسہ کو ترقی بھی ملی۔

"ندوۃ العلماء لکھنؤ" نے میرٹھ میں اپنے سالانہ جلسہ میں انجمن نعمانیہ لاہور کے اراکین اور اساتذہ کو دعوت دی۔ جناب مشیر انجمن اور دبیر انجمن مولانا تاج الدین احمد میرٹھ پہنچے۔ انہی دنوں پنڈت لیکھرام کو قتل کر دیا گیا۔ یہ پنڈت مرزا غلام احمد قادیانی کا حریف تھا۔ اس کے قتل کی وجہ سے سیکورٹی کے پیش نظر علماء کرام کی سخت نگرانی ہونے لگی اور "ندوۃ العلماء" کا جلسہ بد نظمی کی نذر ہوگیا۔

انجمن نعمانیہ کے بانی مولانا غلام دستگیر قصوری کی رحلت

انجمن نعمانیہ کے کاغذات میں مولانا ابو عبدالرحمٰن، غلام دستگیر قصوری الہاشمی کی وفات حسرت آیات پر جو قرار دادیں پیش کی گئیں ان میں آپ کی علمی خدمات کو بے پناہ ہدیہ تحسین پیش کیا گیا۔ ان کی علمی اور عملی

شخصیت کو بے پناہ عقیدت مندانہ خیالات سے یاد کیا گیا۔ انجمن نعمانیہ کے بانی اور علماء کرام کی ٹیم کے سربراہ ہونے کی وجہ سے ان کی رحلت کو اہل سنت کے لیے ایک قومی نقصان قرار دیا گیا۔ آپ کی وفات ۳۰ر محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بروز پنجشنبہ کو ہوئی تھی۔

انجمن نعمانیہ لاہور کا سالانہ جلسہ

انجمن نعمانیہ لاہور نے اپنے ماہواری رسالہ (فروری--- اپریل ۱۹۰۱ء) میں انجمن کے بعض حالات شائع کیے تھے اور انجمن کے تیرہویں سالانہ جلسہ جو ۲۵'۲۷ر جنوری ۱۹۰۱ء میں منعقد ہوا تھا کی روئیداد شائع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ سالانہ جلسہ لاہور کے رئیس نواب شیخ غلام محبوب سبحانی بھاٹی دروازہ لاہور کی کوٹھی کے وسیع میدان میں ہوا تھا۔ اس جلسے کے دوران ہی ملکہ وکٹوریہ کی موت کی خبر پہنچی تھی۔ اس جلسہ میں لاہور کے بڑے بڑے رؤسا نے شرکت کی۔ جس میں شیخ محمد انعام علی' سیشن جج سیالکوٹ' مولانا محرم علی چشتی' ایڈیٹر اخبار "رفیق ہند" مولوی فضل الدین پلیڈر چیف کورٹ پنجاب' چوہدری نبی بخش پلیڈر چیف کورٹ پنجاب' نواب غلام محبوب سبحانی رئیس اعظم لاہور' سردار یار محمد خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گجرات جیسے حضرات نے خطاب کیا۔

ان زعمائے اہلسنت کے علاوہ اس وقت کے مقتدر علمائے اہلسنت میں سے جن نامور بزرگوں نے تقریریں کیں ان میں مولانا غلام اللہ قصوری' مولانا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری' مولوی نہال احمد علوی' مولانا ... بخش اور مولانا عبدالسلام رفیقی کمشنر کانگڑہ نے اہل لاہور کو خوش کر دیا۔ اس جلسہ کے دوسرے اجلاس میں مولانا عبدالسلام صاحب پانی پتی' مولوی محمد فیروز الدین ایڈیٹر شیر ہند (مالک فیروز سنز لاہور) مولوی محمد فیروز الدین ڈسکوی' حکیم

خدا بخش گجرات' چوہدری سلطان محمد خان صاحب' میر منشی گورنمنٹ افغانستان' مفتی غلام رسول امرتسری نے تقاریر کیں۔ ان دنوں مولوی فتح محمد تائب لکھنوی کی مترجم اردو قرآن پاک ہونے کی وجہ سے بڑی شہرت تھی۔ وہ لکھنؤ سے خصوصی طور پر انجمن نعمانیہ کے جلسہ کے لیے آئے۔ انجمن کے تیسرے دن قاضی فضل احمد کورٹ انسپکٹر (مؤلف انوار آفتاب صداقت) مفتی محمد عبدالسلام شملوی' حافظ مشتاق احمد لودھیانوی' قاضی فضل الدین قاضی گجرات' مولوی محمد حسین نے تقاریر کیں اس آخری اجلاس میں انجمن کے اساتذہ اور طلباء نے بھرپور حصہ لیا۔

اسی سال حکیم پیر بخش نے اپنی ساری جائیداد انجمن کے نام وقف کر دی۔ انہوں نے ایک پوری کٹڑی جس میں بارہ کمرے تھے انجمن کے نام وقف کر دی۔

ہندوستان کے اہل علم و فضل دارالعلوم نعمانیہ میں

دارالعلوم نعمانیہ نے اس سال اپنے طلباء کے امتحان کے لیے مولانا عبدالحق حقانی (مولف تفسیر حقانی) مولوی فتح محمد تائب لکھنوی (مترجم قرآن پاک) مولانا غلام رسول قاسمی امرتسری' مفتی محمد عبداللہ ٹونکی' پروفیسر قاضی ظفر الدین احمد پنجاب یونیورسٹی' مفتی عنایت اللہ صاحب ناظر ممتحن مقرر ہوئے۔ جنہوں نے نہایت سختی سے امتحان لیے اور دارالعلوم نعمانیہ کے طلباء نے اعلیٰ پوزیشن حاصل کی۔

انجمن نعمانیہ کے اراکین ملک کی علمی درسگاہوں میں

اس سال انجمن نعمانیہ لاہور کی علمی شہرت سارے برصغیر میں پھیل گئی تھی چنانچہ ہندوستان کے علمی اداروں نے دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ کو

دعوت خطاب دی۔ مولانا محرم علی چشتی ایک وفد لے کر شملہ گئے جہاں علمی مدارس میں تقاریر کیں اور لوگوں سے انجمن نعمانیہ کے لیے مالی امداد بھی حاصل کی۔ مولانا غلام احمد مدرس اعظم دارالعلوم نعمانیہ لاہور نے پٹنہ (بہار) پہنچ کر اپنی علمی قابلیت کا مظاہرہ کیا۔ مولانا ابو الفیض محمد حسن فیضی نے ڈیرہ غازی خان پہنچ کر انجمن کا تعارف کرایا۔ انجمن کی ایک شاخ مسجد بکن خان اندرون موچی گیٹ لاہور میں قائم ہو چکی تھی مگر مسجد کی چھت گرنے پر اسے اکبری دروازے کی ایک حویلی میں منتقل کرنا پڑا اور عربی طلباء کا ایک حصہ شاہی مسجد لاہور کے اساتذہ کے ماتحت کر دیا گیا۔

مولانا غلام محمد بگوی دارالعلوم کی علمی ٹیم میں ایک قابل قدر استاد تھے وہ اسی سال فوت ہوئے' جس سے انجمن کو بہت ہی نقصان ہوا۔

انجمن نعمانیہ کی خدمات کو ملکی اخبارات نے ہدیہ تحسین پیش کیا

انجمن نعمانیہ لاہور کے نگران محرم علی چشتی کی کوششوں سے جن رسائل میں انجمن کا تعارف شائع ہوا ان میں تہذیب نسواں (لاہور) اشرف الاخبار (دہلی) سراج الاخبار (جہلم) پنجاب آرگن (وزیر آباد) اتفاق (مدراس) لاہور پنچ (لاہور) معلومات دنیا (لاہور) مشیر دکن (حیدر آباد دکن) آریہ گزٹ پنجاب (لاہور) صادق الاخبار (بہاول پور) طوطی ہند (میرٹھ) رہبر (مراد آباد) راجپوتانہ گزٹ (اجمیر) سیالکوٹ پیپر (سیالکوٹ) پبلک گزٹ (امرتسر) صدائے ہند (لاہور) آفتاب ہند (جالندھر) غم خوار ہند (لاہور) کپور تھلہ اخبار (کپور تھلہ) آفتاب پنجاب (لاہور) روہیل کھنڈ گزٹ (بریلی) ریاض الاخبار (گورکھپور) مسلم ہیرالڈ (بمبئی) مشیر ہند (لاہور) خیر خواہ عالم (دہلی) تفریح (لکھنؤ) ملک و دولت (حیدر آباد دکن) دولت ہند (بھیرہ شریف) شوکت الاسلام (حیدر آباد دکن) الحامی (مدارس) گلزار ہند (لاہور) مفید عام (آگرہ)

اخبار عالم (میرٹھ) خادم ہند (لاہور) خیر خواہ عالم (دہلی) ہمدرد ہند (لاہور) دبدبۂ سکندری (رام پور) قاسم الاخبار (بنگلور) سربر روزگار (آگرہ) ملا جعفر زٹلی (لاہور) نظارہ عالم (مدارس) تحفہ سرحد (بنوں) زمیندار کاشتکار (بجنور) مخبر دکن (مدارس) آگرہ اخبار (آگرہ) دولت مند (ڈیرہ اسماعیل خان) تحفہ احمدیہ (کانپور) اودھ پنچ (لکھنؤ) پنچ بہادر (بمبئی) سول اینڈ ملٹری نیوز (لدھیانہ) مسلم کرانیکل (کلکتہ) وطن (لاہور) بہاول گزٹ (لاہور)

اگرچہ ان رسائل اور اخبارات کی تفصیل سے انجمن نعمانیہ کی تاریخ سے کوئی تعلق نہیں مگر ان جرائد نے انجمن نعمانیہ کے تعارف میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔ بدیں وجہ ہم ان جرائد کو انجمن نعمانیہ کے قلمی معاونین میں شمار کرتے ہیں۔

انجمن نعمانیہ کے اسی اجلاس میں محمد الدین بی اے وزارت بہاول پور' چوہدری نبی بخش پلیڈر چیف کورٹ پنجاب' حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری' مولانا شمس الدین شائق لاہور' ناظر حسین صاحب ناظم لاہور' نے تقاریر کیں تھیں۔ مولانا محرم علی چشتی نے ان علماء کرام اور اخبارات و جرائد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انجمن نعمانیہ کے درپیش مشکلات کا تفصیلی تذکرہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک وقت تھا کہ اہلسنّت کے مخالف مدارس کے منتظمین انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات کو نظر انداز کرتے ہوئے مذاق اڑایا کرتے تھے مگر آج اس کی ترقی اور کامیابی دیکھ کر ان میں سے اکثر اپنے بچوں کو انجمن کے دارالعلوم میں داخل کرا رہے ہیں۔ ہمیں ان سے ہمدردی ہے اور ہم ان کے بچوں کی تعلیم کا اہتمام کر رہے ہیں۔

غیر مسلم دامن اسلام میں

اسی سال انجمن نعمانیہ کے مبلغین کے زیر اثر بہت سے غیر مسلم دامن اسلام سے وابستہ ہوئے۔ انجمن کے ایک سیکرٹری حکیم غلام محی الدین

صاحب قادری نے کلکتہ پہنچ کر گیارہ یہودی، ستائیس انگریز عیسائی، بتیس یورشین لامذہب، سولہ پارسی، تین بت پرست چینی، پانچ سو ستائیس ہندوؤں کو کلمہ توحید پڑھا کر مسلمان کیا۔ انجمن نعمانیہ کی اس کوشش پر جنوبی ہندوستان کے مسلمانوں نے بے پناہ مسرت کا اظہار کیا ہے۔

حکیم نور الدین بھیروی دارالعلوم نعمانیہ میں

یہ بات ہم نے ریکارڈ میں بڑی حیرت سے نوٹ کی ہے کہ مولوی حکیم نور الدین بھیروی جو غالباً ابھی تک مسلمان تھے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور اس کی انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات کو سن کر آگے بڑھے۔ حکیم نور الدین بھیروی مولانا غلام قادر بھیروی خطیب بیگم شاہی مسجد کے رشتہ دار تھے۔ ان کی وساطت سے انہوں نے دارالعلوم نعمانیہ میں ایک لائبریری کے قیام کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ ایک کتاب خانہ کی بنیاد رکھی جائے۔ اس نے اپنی بہت سی ذاتی کتابوں کا عطیہ بھی پیش کیا۔ دارالعلوم نعمانیہ نے طلبا کے لیے ایک خصوصی نصاب تعلیم مرتب کرنے والی کمیٹی میں شریک رہے۔ جس سے طلباء تھوڑے وقت میں تعلیم و تدریس کے مراحل سے گزر سکیں۔

رفقائے نعمانیہ کا انتقال

۱۸۹۸ء میں انجمن نعمانیہ کے ایک خاص رفیق علم و فضل مولانا خیر اللہ شاہ صاحب میر واعظ کا ۹ رمضان المبارک ۱۸۹۸ھ کو انتقال ہوگیا۔ اسی ماہ مولانا مولوی غلام محی الدین نے رحلت فرمائی۔ مولانا غلام محی الدین اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے عقیدت مند، مولانا نور بخش توکلی ایم اے مدیر ماہنامہ نعمانیہ (انجمن نعمانیہ کا ماہواری رسالہ) کے ہم سبق و ہم درس تھے۔ یہ دونوں بزرگ امرتسر میں استاد الکل فی الکل مولانا مفتی غلام رسول شہید نقشبندی مجددی نوری قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ انجمن نعمانیہ کے ایک اور خیر خواہ و معاون حافظ پیر محمد عبدالغنی قادری ہمدانی

طویل علالت کے بعد ۱۴ شوال المکرم بروز جمعہ ۱۳۳۸ھ انتقال کر گئے۔

انجمن نعمانیہ لاہور کو حویلی ہبہ کردی

ریاست بہاول پور کے نواب عالی وقار کی طرف سے دارالعلوم نعمانیہ لاہور کو چار سو روپیہ علوفہ (وظیفہ) ۱۸۹۴ء سے جاری تھا۔ مگر ۱۹۰۱ء میں بعض وجوہات کی بناء پر نواب آف بہاول پور نے یہ وظیفہ کم کر کے ۲۰۰ روپے کر دیا مگر دوسری طرف لاہور کے ایک حکیم پیر بخش مرحوم کے وارثوں نے حکیم صاحب کے ترکہ سے دو ہزار روپیہ نقد دارالعلوم نعمانیہ کو دیا پھر ساتھ ہی انہوں نے ایک کٹڑی جو بارہ کمروں پر مشتمل تھی اور نعمانیہ کی خرید شدہ زمین کے متصل تھی وقف کر کے دارالعلوم کو دے دی۔

طلباء کے سالانہ امتحان

67

۱۹۰۱ء میں طلبائے دارالعلوم نعمانیہ کے سالانہ امتحانات کے لیے مندرجہ ذیل ممتحین تشریف لائے۔ مولانا عبدالحق صاحب حقانی (صاحب تفسیر حقانی) مولانا فتح محمد تائب مولانا غلام رسول امرتسری' حافظ محمد عبداللہ ٹونکی عربی پروفیسر پنجاب یونیورسٹی قاضی پروفیسر ظفرالدین احمد پنجاب یونیورسٹی' مولانا غلام الدین صاحب' ماسٹر دل محمد (دل حساب کے مولف) مفتی عنایت اللہ ناظر' حافظ چراغ الدین (سوداگر لاہور)۔

نعمانیہ کے صدر اول مولانا غلام محمد بگوی کی رحلت

انجمن کے نامور بانی مدرس اور پہلے صدر استاذ العلماء مولانا غلام محمد بگوی خطیب بادشاہی مسجد ۴ جمادی الآخر ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۱ء کو فوت ہوگئے۔ جس سے دارالعلوم نعمانیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا اور انجمن ایک قابل عالم دین سے محروم ہوگئی۔

انجمن نعمانیہ لاہور کو شاعرانہ انداز میں ہدیہ تحسین

۱۹۰۱ء کے سالانہ جلسہ میں جہاں برصغیر کے علمائے اہلسنت نے اپنے

خطابات سے حاضرین جلسہ کو نوازا وہاں وقت کے مایہ ناز شعراء نے بھی اس جلسہ میں اپنے کلام سے انجمن نعمانیہ لاہور کا تعارف کرایا۔ سید ناظر حسین خان ناظم اپنے وقت کے ایک معروف شاعر تھے۔ انہوں نے انجمن نعمانیہ کے سالانہ جلسہ ۱۹۰۱ء میں ایک زبردست نظم پڑھی اس نظم سے جناب ناظم نے علم و ادب کے فضائل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ انجمن کے اراکین اساتذہ اور طلباء کا تعارف بھی کرایا تھا۔ یہ طویل نظم انجمن نعمانیہ لاہور کے ماہواری رسالہ جلد نمبر ۳ مئی، جون ۱۹۰۱ء میں چھپی تھی۔

یاد رہے کہ وہ زمانہ تھا جب مسلمانوں میں سرسید احمد خان کا تعلیمی منصوبہ بڑا مقبول ہو رہا تھا۔ سرسید، علی گڑھ کالج کے لیے چندہ لینے انہی دنوں لاہور بھی آئے تھے مگر ان کے خیالات میں نیچریت تھی۔ وہ انگریز اور انگریزی کی حمایت میں اتنے آگے جا چکے تھے کہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اسلام کے بنیادی اصولوں پر بھی تنقید کرنے سے باز نہ آتے۔ ان کے اس رویہ نے مسلمانوں میں بیزاری اور علمائے کرام میں مخالفت کا رجحان پیدا کر دیا تھا۔ علمائے کرام نے بھی سرسید کی نیچریت اور الحاد پر سخت مزاحمت کی۔ اس نظم کا اکثر حصہ سرسید کے نظریات کے خلاف تنقیدی اشارے دیتا ہے۔

۲۴/نومبر ۱۹۱۵ء کو اسی سال سید غلام مرتضیٰ ضلع کچہری لاہور نے اپنی دو
کمہ زمین انجمن نعمانیہ کے نام وقف کر دی۔ یہ زمین موضع چندرا ضلع لاہور میں
کھ ڑ (جواب تک نعمانیہ کے پاس ہے) اور اس زرعی زمین کے ساتھ تھی جو بعض
حضرات نے انجمن نعمانیہ کو ہدیہ کی تھی۔

انجمن نعمانیہ نے اپنے رسالہ مئی اور جون ۱۹۰۱ء میں ایک رپورٹ شائع کی جس میں انجمن کے حالات، کارکردگی، مشکلات، مالی معاملات، تعلیمی احوال اور دیگر معمولات پر مفصل روشنی ڈالی گئی تھی۔ اسی طرح جولائی اور اگست کے شماروں میں جن علماء کرام کی تقاریر چھپیں ان میں حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی لودہانیوی، مولانا محمد عبدالرحمٰن برہان ضلع راولپنڈی، شیخ محمد استاد علی سیشن جج سیالکوٹ اور نواب شیخ غلام محبوب سبحانی رئیس اعظم لاہور کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اسی شمارے میں مولوی فیروز الدین ڈسکوی کا کیا ہوا سورہ ملک کا منظوم پنجابی ترجمہ چھپوا کر تقسیم کیا گیا۔

لاہور میں علماء کرام کی ایک انجمن "مستشار العلماء لاہور" قائم تھی جس میں وقت کے بلند پایہ مفتیان وقت اور علمائے کرام مسلمانوں کے دینی مسائل کا حل پیش کیا کرتے تھے۔ انجمن نعمانیہ لاہور نے اس انجمن کی ناقص کارکردگی اور عقیدہ میں ناپختگی کی وجہ سے یکم جولائی کو علیحدگی اختیار کرنے کا اعلان کیا۔

انجمن نعمانیہ کا یتیم خانہ

یکم ستمبر ۱۹۰۱ء میں انجمن نعمانیہ نے اپنے دارالعلوم کے علاوہ ایک یتیم خانہ کھولنے کا اعلان کیا جس میں صرف یتیم بچے ہی قیام پذیر ہوں گے۔ اس یتیم خانہ کا ایک مہتمم، ایک قائم مقام مہتمم، ایک چوکیدار، ایک باورچی اور ایک حجام مقرر کیے گئے مگر یہ سارے عہدے اعزازی تھے۔ ایک وقت آیا کہ مہتمم کے علاوہ تمام عملہ کی تنخواہیں مقرر کر دیں گئیں۔

غیر مسلم دامن اسلام میں

انجمن نعمانیہ کے ایک رکن مولوی حکیم غلام محی الدین صاحب قادری کے ہاتھ پر چھ سو ستاون ۶۵۷ غیر مسلم دامن اسلام میں آئے تو ہندوستان کے غیر مسلموں میں اس کا بہت سخت رد عمل ہوا۔ ان نو مسلم حضرات کو ان کی ملازمتوں سے جواب دے دیا گیا اور ان کے لیے مالی مشکلات پیدا کر دیں گئیں۔ انجمن نعمانیہ کے اراکین نے اس صورت حال کو سنبھالنے کے لیے ایک کمیٹی قائم کی

جنھوں نے ایسے تمام نو مسلم حضرات کو ملازمتیں دلائیں اور جن کے کاروبار متاثر ہوئے تھے انہیں مالی امداد دی۔ اس سلسلہ میں کلکتے اور بمبئی کے مسلمان سیٹھوں نے بڑا اہم کردار ادا کیا اور انجمن نعمانیہ کی اپیل پر ایسے نو مسلم کاروباری لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے تعاون کیا۔ جو لوگ مشرف بااسلام ہوئے' جب تک انہیں روزگار نہیں ملا انجمن نعمانیہ لاہور کی قائم کردہ یہ کمیٹی ان کے اخراجات کی کفیل بنی رہی۔

دارالعلوم نعمانیہ کے استاد ابوالفیض محمد حسن فیضی کی وفات

اس سال انجمن نعمانیہ لاہور کو ایک زبردست علمی نقصان ہوا۔ دارالعلوم کے شعبہ ادب عربی کے سربراہ مولانا ابوالفیض محمد حسن صاحب فیضی رئیس بھین تحصیل چکوال بروز جمعہ ۱۸/ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اس جہان فانی سے راہ گرائے عالم جاودانی ہوئے۔ آپ کے فضل و کمال کا ایک زمانہ معترف تھا۔ مولانا فیضی صاحب ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ قاضی ڈھاباں والے کے نواسے قاضی حمید الدین لاہوری کے شاگرد اور حکیم مفتی سلیم اللہ لاہوری کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔ آپ نے مولانا فیض الحسن فیضی آف چکوال' جو عربی کے فاضل استاد تھے اور آپ کو عربی ادب میں خصوصی ملکہ حاصل تھا' سے عربی ادب پر عبور حاصل کیا۔ خان آف کھڈ آپ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ یکم جنوری ۱۸۸۹ء سے لے کر تاحیات دارالعلوم نعمانیہ کے علمی سربراہ اور صدر مدرس رہے۔ انجمن نعمانیہ نے اس فاضل عالم دین کو ہدیہ تبریک پیش کرنے کے لیے سنہری مسجد لاہور میں ایک تعزیتی جلسہ کیا۔ دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ و طلباء نے دس روز متواتر قرآن خوانی کر کے آپ کی روح کو ایصال ثواب کا اہتمام کیا اور اعلان کیا کہ آپ کے دو بیٹوں فیض الحسن اور فتح الدین کے تمام علمی اخراجات انجمن برداشت کرے گی۔

دارالعلوم نعمانیہ اپنی بلڈنگ میں

انگریزوں نے شاہی مسجد واگزار کی تو اس کی تولیت اور نگہداشت کے

حقوق انجمن اسلامیہ لاہور کو دیے گئے۔ یہ انجمن مختلف رفاہی کاموں میں حصہ لے رہی تھی اور لاہور کی کئی مساجد اس کے زیر نگرانی آگئیں۔ انجمن اسلامیہ لاہور' انجمن نعمانیہ لاہور کی علمی اور تبلیغی خدمات کو بہت سراہتی تھی مگر کچھ عرصہ کے بعد اس کے اراکین نے شاہی مسجد میں انجمن نعمانیہ کے طلباء کی تدریس و تعلیم پر بعض پابندیاں لگانی شروع کر دیں جسے انجمن نعمانیہ نے پسند نہ کیا۔ انجمن نعمانیہ کا ایک شعبہ تدریس بکن خان کی جامع مسجد' اندرون موچی گیٹ لاہور میں کام کر رہا تھا۔ مگر اعلیٰ تعلیم کی کلاسیں شاہی مسجد میں قائم تھیں اور ان کے کھانے کا اہتمام مسجد کے باہر دیوار کے ساتھ ملحقہ کمروں میں ہوتا تھا۔ طلباء شاہی مسجد کے حجروں میں قیام کرتے اور مسجد کے صحن اور برآمدوں میں مسند تدریس بچھتی اور یہ طلباء چشمہ علوم دینیہ سے سیراب ہوتے۔ ۱۹۰۰ء میں انجمن اسلامیہ نے انجمن نعمانیہ کو ایک نوٹس دیا کہ وہ ایک کرایہ دار کی حیثیت سے مساجد شاہی کو استعمال کر سکتے ہیں' خواہ یہ کرایہ ایک روپیہ ماہوار ہی ہو۔ چنانچہ ۲۱/ جنوری ۱۹۰۰ء کو انجمن اسلامیہ نے' انجمن نعمانیہ کے سیکرٹری کو نوٹس دیا کہ وہ مسجد کو خالی کر دیں۔ یہ بات انجمن نعمانیہ کو منظور نہ تھی۔ آہستہ آہستہ نوبت انگریزی حکام تک جا پہنچی۔ اگرچہ لاہور کے ڈپٹی کمشنر کے خطوط سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ اس معاملہ میں دخل نہیں دینا چاہتے مگر انہوں نے مشورہ دیا کہ چونکہ "انجمن اسلامیہ پنجاب" متولی ہے اس لیے "انجمن نعمانیہ" کو چاہیے کہ وہ متولی سے صلح کرے یا کرایہ دار کی حیثیت سے ایک اقرار نامہ لکھ کر دے۔ کرایہ خواہ آٹھ آنے ماہوار ہی ہو تاکہ انجمن اسلامیہ کی تولیت کا استحقاق برقرار رہ سکے۔

دوسری طرف انجمن نعمانیہ کا موقف یہ تھا کہ مسجد کے کسی حصہ کو کرایہ پر نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی مسجد کے کسی حصے کو کرایہ پر لیا جا سکتا ہے اس لیے ہم مسجد کے تدریسی استعمال پر کوئی کرایہ دینے کو تیار نہیں۔ انجمن نعمانیہ اپنے فنڈ سے مسجد کے حجروں کی مرمت اور دوسری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہزاروں روپے خرچ کرتی رہتی تھی انہوں نے ڈپٹی کمشنر لاہور کے مشورہ اور انجمن اسلامیہ پنجاب کے نوٹس کو نظرانداز کرتے ہوئے تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری

رکھا۔

ان دنوں انجمن اسلامیہ پنجاب کے وکیل گوبند رام ایک ہندو تھے۔ جنہیں نہ شریعت سے واقفیت تھی نہ مسجد کے حقوق و فرائض کا علم تھا۔ اس نے انجمن نعمانیہ لاہور کو ایک قانونی نوٹس دیا کہ یا تو وہ کرایہ دار کی حیثیت اختیار کرے یا مسجد کو خالی کردے۔ ان دنوں انجمن نعمانیہ کے سیکرٹری حکیم مفتی محمد سلیم اللہ مرحوم تھے۔ انہوں نے انجمن اسلامیہ پنجاب کے صدر نواب فتح محمد خاں قزلباش سے ملاقات کر کے اپنے موقف سے آگاہ کیا اور اس معاملہ کو سلجھانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی استدعا کی۔

انجمن کے ریکارڈ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انجمن اسلامیہ پنجاب اس معاملہ کو ڈپٹی کمشنر لاہور کی عدالت میں لے گئی۔ جس نے ۲۲/ جنوری ۱۹۰۲ء کو ایک مراسلہ جاری کیا کہ انہیں انجمن اسلامیہ پنجاب اور انجمن نعمانیہ لاہور کے ان دینی معاملات میں کسی قسم کے فیصلہ دینے یا حکم نامہ جاری کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ اس سال انجمن اسلامیہ پنجاب کے سیکرٹری خان بہادر برکت علی خان نے انجمن کے اراکین کو بلا کر تصفیہ کرانے کی کوشش کی اور انہیں کرایہ کے لیے اقرار نامہ لکھنے پر آمادہ کیا' مگر انجمن نعمانیہ نے صاف انکار کر دیا کہ مسجد کے استعمال کے لیے کسی قسم کا کرایہ نامہ نہیں لکھا جا سکتا۔ ان دونوں انجمنوں کی باہم آویزش اور اختلافات کو اس وقت کے مشہور اخبار "پیسہ اخبار" نے مورخہ ۲۸/ جون ۱۹۰۲ء کو ان الفاظ میں ایک رپورٹ شائع کی۔

"انجمن اسلامیہ پنجاب کی درخواست پر ڈپٹی کمشنر لاہور نے ایک مراسلہ جاری کیا ہے اور انجمن اسلامیہ کو مشورہ دیا کہ اگرچہ گورنمنٹ آف انڈیا نے شاہی مسجد کی تولیت کا استحقاق انجمن اسلامیہ پنجاب کو دیا ہے اور گورنمنٹ آف انڈیا اس کے حق تولیت کے استحقاق کو منظور اور تسلیم کرتی ہے اور لاہور کی دوسری مساجد کی حفاظت اور نگرانی کے حق کو بھی تسلیم کرتی ہے اور اس انجمن کو ان قدیم مساجد کو جو سکھ دور میں تباہ و برباد ہو چکی تھی کی از سر نو تعمیر و آبادی کی ذمہ داری دیتی ہے مگر انجمن اسلامیہ پنجاب شاہی مسجد کے وہ حجرے جو عربی اور دینی

تعلیم کے طلباء کے زیرِ استعمال ہیں انہیں باہمی تصفیہ اور رضامندی سے خالی کرا سکتی ہے تو ایسا کرنے پر گورنمنٹ اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں دے گی"۔

"پیسہ اخبار" لاہور نے مزید لکھا ہے کہ اس مراسلے کے باوجود انجمن اسلامیہ اور انجمن نعمانیہ ایک عرصہ تک اپنے معاملات کو طے نہ کر سکے۔ ان دنوں شاہی قلعہ لاہور برطانیہ کی فوج کا ایک پڑاؤ تھا۔ سول عدالتوں اور شہری انتظامیہ سے مایوس ہو کر انجمن اسلامیہ نے ملٹری کے نمائندے سے درخواست کی کہ شاہی مسجد سے نعمانیہ کے درس و تدریس کو ہٹایا جائے۔

۱۹۰۳ء میں انجمن نعمانیہ کی تنظیم نو

انجمن نعمانیہ لاہور کے پرانے ریکارڈ میں ڈپٹی کمشنر لاہور کا ایک ایسا خط ملا جس میں اس نے ۱۹/ جون ۱۹۰۳ء کو انجمن نعمانیہ لاہور کو لکھا تھا۔ اس خط میں اس نے انجمن کے اراکین کی فہرست طلب کی تھی جو ۱۹۰۳ء میں انتظامی امور کر سرانجام دے رہے تھے۔ ہم ان بزرگان ملت کے اسمائے گرامی قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

۱- ہز ایکسیلنسی نواب محمد صادق خان عباسی والی ریاست بہاول پور------ سرپرست اعلیٰ۔

۲- کرنل راجہ محمد عطاء اللہ صاحب آف وزیر آباد' مربی انجمن نعمانیہ۔

۳- کپتان بہادر سید صاحب رئیس اعظم لاہور' پریذیڈنٹ۔

۴- حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب دفتر فنانشل کمشنر لاہور' جنرل سیکرٹری۔

۵- خلیفہ تاج الدین صاحب پلیڈر پنجاب چیف کورٹ' جائنٹ سیکرٹری

۶- بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک' فنانشل سیکرٹری۔

۷- منشی محمد الدین گجراتی ہیڈ کلرک' اسسٹنٹ سیکرٹری۔

۸- حاجی چراغ الدین صاحب' پریذیڈنٹ یتیم خانہ۔

۹- قاضی ظفر الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج' انسپکٹر درجہ اول

۱۰- چوہدری نبی بخش صاحب پلیڈر ہائی کورٹ' ممتحن حسابات

۱۱۔ مولانا کریم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج، انسپکٹر شعبہ فارسی انجمن نعمانیہ کے اراکین نے محسوس کیا کہ انجمن اسلامیہ پنجاب اپنی تولیت کے استحقاق کے پیش نظر آئے دن دخل در معقولیت کرتی رہے گی چنانچہ انہوں نے ایک ہنگامی اجلاس میں فیصلہ کیا کہ انجمن کو اپنی زر خرید زمین پر دارالعلوم نعمانیہ کے لیے اپنی ذاتی بلڈنگ قائم کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں انجمن کے ریکارڈ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک ہنگامی اجلاس بلایا گیا جس کی صدارت شیخ میاں کریم بخش نے کی۔

انجمن نعمانیہ اور نواب آف بہاول پور

مولوی فیض الحسن جہلمی ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ میں پڑھا کرتے تھے۔ ان دنوں نواب آف بہاول پور بھی لاہور تشریف لائے اور لاہور میں ا[illegible]ی اجلاس ہوا تو آپ انجمن نعمانیہ کے ترجمان بن کر شریک اجلاس ہوئے تھے۔ نعمانیہ کے ایک ہونہار طالب علم نے ایک قصیدہ پڑھا۔ یہ ۱۹۰۲ء مورخہ ۳۰/ مئی کے رسالہ نعمانیہ میں چھپا اس سال سید علی زینی امروہوی جو دارالعلوم نعمانیہ کے سابقہ طالب علم تھے اور اب وہ ہندوستان میں ایک مدرسہ کے مدرس تھے، نے بھی ایک زبردست قصیدہ باجلاس نواب آف بہاول پور پڑھا۔

یکم جنوری ۱۹۰۴ء کو چیف سیکرٹری بہاول پور جناب محمد الدین صاحب نے نواب آف بہاول کی طرف سے دارالعلوم نعمانیہ کو وظیفہ دینے کا حکم نامہ جاری کیا جس میں ریاست بہاول پور کی طرف سے انجمن کو چار سو روپیہ سالانہ وظیفہ جاری کیا گیا۔ ایک اور مراسلہ میں نواب آف بہاول پور نے ریاست بہاول پور کے نعمانیہ کے تمام زیر تعلیم طلباء کو خصوصی وظیفے جاری کرنے کا حکم نامہ جاری کیا۔ ریاست بہاول پور کی طرف سے یہ وظائف ۱۹۳۳ء تک جاری رہے۔ یہ وظائف ہر سال نواب آف بہاول پور کی سالگرہ کی تقریب پر جاری ہوا کرتے تھے۔ ۷۱

حضرت خواجہ ضیاء الدین سجادہ نشین سیال شریف دار العلوم نعمانیہ میں

حضرت خواجہ ضیاء الدین سجادہ نشین سیال شریف اپنے وقت کے مقتدر مشائخ سے ہوئے ہیں اور پنجاب میں سلسلہ چشتیہ کے سربراہوں میں شمار ہوتے تھے۔ پنجاب اور ڈیرہ جات کے بڑے بڑے امراء' رؤساء اور والیان ریاست آپ کے مرید تھے۔ آپ نے ہمیشہ انجمن نعمانیہ کی دینی خدمات کی قدر کی۔ لاہور تشریف لاتے تو نعمانیہ کے علماء' اساتذہ اور طلباء کے ساتھ کچھ وقت گزارتے۔ ایک بار انجمن نعمانیہ کے سیکرٹری نے آپ کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی کہ آپ نواب آف بہاول پور اور نواب محمد حیات خاں ٹوانہ' سرگودھا کو دار العلوم کی مالی امداد کے لیے تحکم کریں۔ آپ نے اس خط کا جواب انجمن کے مدیر کو دیا جو کاغذات میں موجود ہے جسے ہم نقل کر رہے ہیں۔

مکرمی و معظمی جناب مولوی تاج الدین سلمہ اللہ تعالیٰ

"بعد سلام مسنون و مشہود ضمیر منیر آنکہ آپ کا خط پہنچا۔ مافیہا سے آگاہی ہوئی۔ اگر آپ تشریف لائیں تو آپ کا گھر ہے چشم ماروشن دل ماشاد! لیکن اگر آپ کی یہ مرضی ہو کہ فقیر آپ کے ساتھ نواب آف بہاول پور یا محمد حیات خان ٹوانہ تک جائے تو یہ امر مشکل اور محال ہے کیونکہ فقیر خلاف طبیعت دنیا داروں کے دروازہ پر جانا پسند نہیں کرتا۔ ضرور ہے' آپ مجھے معاف فرمائیں"۔

در زیر بار منت بال ھما مرو
مسند نشین سایہ دیوار خویش باش

بئس الفقیر علی باب الامیر کا مقولہ ذہن نشین رہے۔

فقیر محمد ضیاء الدین سجادہ نشین سیال شریف

۱۱ ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ

شاہی مسجد سے نعمانیہ بلڈنگ میں (۱۹۱۱ء)

بادشاہی مسجد لاہور کی انجمن اسلامیہ سے اختلافات کی وجہ سے انجمن نعمانیہ ٹکسالی دروازہ کے اندر اپنی بلڈنگ کی تعمیر شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلے طالب علموں کے لیے دار الاقامہ ۱۹۰۸ء میں تعمیر ہو گیا طلباء شاہی مسجد کے حجروں کی بجائے انجمن کی اپنی بلڈنگ میں قیام کرنے لگے۔ ۱۹۱۱ء تک تمام طلباء اپنی بلڈنگ (موجودہ نعمانیہ ٹکسالی گیٹ لاہور) میں منتقل ہو گئے اس سے پہلے انجمن کے سالانہ جلسے مسجد وزیر خان سنہری مسجد اور طویلہ نواب غلام محبوب سبحانی (اندرون بھاٹی گیٹ) میں ہوا کرتے تھے۔ مگر ۱۹۱۱ء سے دار العلوم کے میدان میں جلسے ہونے لگے۔ انجمن کے ماہواری رسالہ کی جلد ۳۹ شمارہ ۲، ۳ مطبوعہ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ میں اپنی بلڈنگ میں آنے کی روئیداد چھپی ہے جس میں دار العلوم کے منتقل ہونے کے پہلے روز کا تذکرہ کیا گیا۔ پہلا دن جمعۃ المبارک تھا۔ نو بجے تلاوت قرآن کی گئی۔ رات گیارہ بجے مجلس میلاد مبارک کا آغاز ہوا۔ حضرت صوفی شاہ محمد حسین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حافظ محمد امین خان صاحب نے میلاد پاک پر ایک نہایت خوبصورت نظم پڑھی۔

پھر ان نعت خوانوں نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ ان نعت خوانوں میں منشی غلام محمد سیالوی، ملک عطاء اللہ خان شاہجہانپوری، غلام مصطفیٰ آس لاہوری، مولوی عبداللہ نے نہایت خوش الحانی سے نعتیں سنائیں۔ رات بارہ بجے صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا اور دعائے خیر کی گئی۔ حکیم مفتی سلیم اللہ خان "صدر انجمن" شدید بیماری کے باوجود اس محفل میں شریک رہے۔ افتتاحی تقریر پروفیسر مولانا نور بخش توکلی نے کی۔ دوسرے دن جلسے میں ابو النصر کمال الدین حمد اللہ صاحب مہتمم اعلیٰ ۲ سی خلیفہ احمد بخش امام مسجد بوہڑ والی، مولانا امام الدین رئیس بھیں، مولانا جمال الدین امام مسجد کوٹھی داراں نے تقاریر کیں۔

انجمن نعمانیہ کے اجلاس پر ایک نظر

انجمن نعمانیہ ۱۹۰۵ء میں قائم ہوئی اس کے دارالعلوم بکن خان کی مسجد موچی دروازہ لاہور اور شاہی مسجد لاہور میں قائم تھے۔ مگر اس کے سالانہ جلسے موچی دروازہ کے باغ، مسجد وزیر خان سنہری مسجد یا طویلہ نواب غلام محبوب سبحانی اندرون بھاٹی گیٹ لاہور میں ہوا کرتے تھے۔ مگر ۱۹۲۵ء کو یہ پہلا جلسہ تھا جو دارالعلوم کے اپنے صحن میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کا پہلا اجلاس میلاد مصطفیٰ پر مشتمل تھا۔ جس میں حافظ محمد امین خان خلیفہ مجاز صوفی شاہ محمد منیر مراد آبادی، مفتی غلام محمد بٹالوی، ملک عطاء اللہ خاں شاہجہانپوری، مفتی غلام مصطفیٰ صاحب آس لاہور، مولوی عبداللہ صاحب محرر ثانی انجمن نعمانیہ نے نہایت خوش الحانی میں نعت رسول اور میلاد پاک پڑھا۔ اس جلسہ میں سینوں کے نعت خواں مست جمال قادری میاں چراغ الدین "عشق لہر" پنجابی شاعر جیسے حضرات نے اپنا کلام سنایا۔ ان دنوں مفتی سلیم اللہ خاں صاحب بانی انجمن نعمانیہ فراش تھے۔ مگر اس کے باوجود آپ تین دن متواتر جلسوں میں حاضر ہو کر سارے جلسہ کی کارروائی میں شریک رہتے۔ جلسہ میں سالانہ روئیداد مولانا نور بخش توکلی ایم اے نے بیان فرمائی حالانکہ آپ ان دنوں رخصت لے کر اپنے وطن گئے ہوئے تھے، مگر صرف اس اجلاس میں شرکت کے لیے آئے۔ اس اجلاس میں سید غلام جعفر شاہ پھلواری خلف الرشید الشاہ سلیمان پھلواری نے زبردست تقریر کی۔ اسی طرح مولانا محمد غلام جاں ہزاروی خلیفہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کی تقریر کا خصوصی اثر ہوا پھر مولانا محمد یار بہاول پوری کی تقریر کا ایک خصوصی انداز تھا۔ اس جلسہ میں حافظ مشتاق احمد کانپوری، حاجی فضل احمد لدھیانوی (مولف انوار آفتاب صداقت) سید غلام قطب الدین برہمچاری، شاہ عبدالواحد پیلی بھیت کی تقاریر بھی بڑی اہم تھیں۔

ملک العلماء محمد ظفر الدین رضوی کی دارالعلوم نعمانیہ میں تقرری کی سفارش

۱۳۲۸ھ انجمن نعمانیہ کے دارالعلوم کو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ عالم دین معلم اور مدرس کی ضرورت پڑی تو انجمن کے مدیر خلیفہ تاج الدین احمد نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں قادری کو بریلی خط لکھا کہ آپ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کو اپنے معیار کا ایک صحیح العقیدہ سنی عالم دین مہیا کریں۔ تو اعلیٰ حضرت نے انجمن نعمانیہ لاہور، ۵؍ شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ کو ایک خط میں اپنے شاگرد خاص ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی کو انجمن نعمانیہ کے لیے ایک مدرس کی حیثیت سے تقرری کی سفارش کی۔ آپ نے لکھا کہ:

"مولانا ظفر الدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعزاء طلبہ سے ہیں اور میرے بجاں عزیز۔ ابتدائی کتب کے بعد یہیں سے تحصیل علوم ہیں۔ اور اب کئی سال سے میرے مدرسہ میں مدرس ہیں۔ اس کے علاوہ کار افتاء میں میرے معتمد و تعاون ہیں۔ میں نہیں کہتا جتنی درخواستیں آئی ہوں سب سے یہ زائد ہیں۔ مگر اتنا ضرور کہوں گا۔

(۱) سنی خالص مخلص نہایت صحیح العقیدہ ہادی مہدی ہیں۔
(۲) عام درسیات میں .بفضلہ تعالیٰ عاجز نہیں۔
(۳) مفتی ہیں۔
(۴) مصنف ہیں۔
(۵) واعظ ہیں۔
(۶) مناظرو .بفضلہ تعالیٰ کر سکتے ہیں۔
(۷) علماء زمانہ میں علم توقیت سے آگاہ ہیں۔ امام ابن حجر مکی نے زواجر میں اس علم کو فرض کفایہ لکھا ہے اور اب ہندوستان بھر میں بلکہ عامتہ بلاد میں یہ علم عملی بلکہ عامہ مسلمین سے روٹھ گیا ہے۔ فقیر نے بتوفیق قدیر اس کا احیا کیا اور سات صاحب بنانا چاہے جس میں بعض نے انتقال کیا اکثر اس صعوبت سے چھوڑ کر بیٹھے۔ مگر انہوں نے بقدر کفائیت اخذ کیا اور

اب میرے یہاں کے اوقات طلوع و غروب و نصف النہار پر روز تاریخ کے لیے اور جملہ اوقات ماہ مبارک رمضان شریف کے لیے بھی بناتے ہیں۔ فقیر آپ کے مدرسہ کے لیے اپنے نفس پر ایثار کر کے انہیں آپ کے لیے پیش کرتا ہے۔ اگر منظور ہو تو فوراً اطلاع دیجئے اور اپنے ایک اور دوست کو میں نے روک رکھا ہے کہ ان کی جگہ مقرر کروں۔ اگرچہ یہ دو عظیم کام یعنی افتاء و توقیت اور ان سے اہم تصنیف میں وہ ابھی ہاتھ نہیں بٹا سکتے اس لیے وعظ و مناظرہ تو کر سکتے۔ آپ کے دارالعلوم کے لیے ان سے بہتر دوسرا معلم و مدرس نہیں ملے گا"۔

اس مکتوب کے جواب میں غالباً انجمن نعمانیہ لاہور اپنی بعض مشکلات کی وجہ سے ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی اور تدریسی خدمات حاصل نہ کر سکی یا ملک العلماء رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے کوئی موانع پیش آئے' جس کی وجہ سے آپ دارالعلوم نعمانیہ کی مسند تدریس کو رونق نہ بخش سکے۔ مگر اعلیٰ حضرت کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو انجمن نعمانیہ لاہور کی سربلندی اور ترقی سے کتنی دلچسپی تھی۔

دارالعلوم نعمانیہ کے ابتدائی اساتذہ (۱۹۰۳ء)

دارالعلوم نعمانیہ کے ابتدائی صدر مدرس فاضل ادب عربی مولانا مولوی غلام احمد تھے۔ نعمانیہ میں آپ کا تقرر یکم جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوا۔ آپ ۱۶ر اپریل ۱۹۰۷ء کو فوت ہوئے۔ ۱۹۰۴ء کو علی زینی مدرس مقرر ہوئے۔ اسی طرح مولانا مولوی عبدالقادر المعروف غلام بہ قادر بھیروی ۱۶ر نومبر ۱۹۰۹ء کو مدرس اور مفتی انجمن کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ اس وقت آپ کی تنخواہ ۲۰ روپے تھی۔ یکم اکتوبر ۱۹۱۱ء سے ایک اور استاد مولانا مولوی نور بخش توکلی صاحب کا تقرر ہوا۔ مولوی محمد حسن صاحب کو ۲۲ر جنوری ۱۹۱۲ء کو مدرس

مقرر کیا گیا۔ مولوی غلام رسول صاحب ۲۰ر فروری ۱۹۱۲ء کو مدرس اول مقرر ہوئے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب کو نعمانیہ کا مدرس اور مفتی ۲۰ر جون ۱۹۱۲ء کو مقرر کیا گیا۔

مولانا غلام معین الدین یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو مدرس اول مقرر کیے گئے۔ اسی زمانہ میں مولانا مولوی فیض الحسن ۱۲ر جنوری ۱۹۰۶ء کو مدرس مقرر ہوئے۔ آپ ۳۰ر مارچ ۱۹۰۸ء کو انجمن سے علیحدہ ہوگئے۔

دارالعلوم نعمانیہ کے دو شعبے

جن دنوں "انجمن نعمانیہ" کا دارالعلوم نعمانیہ مسجد بکن خان اندرون موچی دروازہ لاہور (ابتدائی کتابیں) اور بادشاہی مسجد لاہور کے حجروں میں تھا۔ ان دنوں کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہی مسجد کی عربی کلاس کے لیے مندرجہ ذیل علمائے کرام کام کر رہے تھے۔

۱۔ مولانا غلام احمد ـــــــ مدرس اعظم
۲۔ خلیفہ محمد عبداللہ صاحب ـــــــ منصرم اعلیٰ
۳۔ سید علی زینی امروہی صاحب ـــــــ مدرس
۴۔ مولانا نور احمد صاحب ـــــــ سفیر انجمن
۵۔ مولانا محمد ابراہیم ـــــــ مدرس اعلیٰ منطق و معقول
۶۔ مولانا جلال الدین صاحب ـــــــ نقیب انجمن
۷۔ مولانا امام الولی صاحب ـــــــ نقیب انجمن
۸۔ مولانا عبدالغفور صاحب ـــــــ مدرس فارسی

علمائے اہلسنّت کا انجمن نعمانیہ سے تعاون ۱۴

اپریل تا جون ۱۹۱۲ء میں انجمن نعمانیہ کی جو روئیداد چھپی اس کے ابتدائیہ میں علامہ نور بخش توکلی نے ان علماء کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے انجمن نعمانیہ سے علمی تعاون کیا۔ آپ نے اعتراف کیا کہ پنجاب اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں علماء اہلسنّت نے انجمن کی علمی خدمات کو سراہا۔ آپ نے اس روئیداد میں ان علمائے کرام کا خصوصی طور پر ذکر فرماتے ہوئے بڑے دکھ کا اظہار کیا جو سال رواں میں داغ مفارقت دے گئے تھے۔ ان میں تاج الدین الفحول محب الرسول حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا عبدالصمد صاحب سہوانی، حاجی سید عبدالقدوس سہوانی، مولانا عبدالقدس بنگلوری، مولانا عبداللہ مدرس اعلیٰ جامع مسجد بمبئی اور مولانا شیر الدین کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ حضرات اہلسنّت کے ستون تھے اور انجمن نعمانیہ کے معاون تھے۔ اسی رپورٹ میں ان مرحوم علماء کی وفات پر اظہار غم کرتے ہوئے عوام اہلسنّت کو سہارا دیا گیا کہ اللہ کے فضل سے ابھی تک اہلسنّت کے جید علماء کرام خدمت دین کے لیے موجود ہیں۔ جن میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، واقف حقیقت، مروج شریعت، مجدد طریقت، حکیم امت، سند المفسرین، استاذ المدرسین، خاتمہ المحقق والمحدثین، زبدۃ العارفین، عمدۃ السالکین، ملک العلماء، ملاک الفضلا، مظہر کلمات اللہ العلیا، حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ قبلہ عالم گولڑوی۔ دوسرے اعلیٰ حضرت مجدد مایتہ حاضرہ مقرر ملت طاہرہ آیتہ من آیات اللہ حجتہ من حجج اللہ الطاہرہ، علامہ زماں، فہامہ سیگاں، حافظ قرآن، واعظ خوش بیاں، سرکوب وہابیاں، بیخ کن

نیچریاں حضرت مولانا قاری احمد رضا خان محدث بریلوی قادری دام فیضہ الصوری المعنوی اور جناب مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی جناب مولانا محب احمد بدایونی' مولانا فضل احمد بدایونی' عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین جامع کمالات العلیہ صاحب الافاضات الجلیہ اللبیب العریف' و الادیب العضریف حضرت مولانا شاہ عبدالغفار ناگوری۔ البحر الجلیل' النبیل الشہید فی الدیار والامصار کا الشمس فی النصف والنہار عمدۃ الواصلین زبدۃ الکاملین مولانا قاضی تاج الدین قبلہ مفتی علاقہ پھوار ادام اللہ حسنہ' فیضہ فی اللیل والنہار' جامع منقولات و معقولات حاوی کلیات و جزئیات' محقق بے عدیل' مدقق بے مثیل' عالم راسخ جلیل المشائخ' افضل الفقہاء اکمل الکملا' سلطان الواعظین' امام الواعظین مولانا استاذنا مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے اسمائے گرامی آفتاب نصف النہار کی طرح چمک رہے ہیں۔ (رحمتہ اللہ علیہ اجمعین)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ایک نادر فتویٰ

مولانا اکرام الدین بخاری خطیب جامع مسجد وزیر خان جو نعمانیہ کی علمی کمیٹی کے رکن تھے۔ آپ نے ۲۳/ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خدمت میں ایک استفتاء لکھ کر بھیجا جس میں "رضیع اور مرضعہ" کی اولاد کے مابین نکاح کے متعلق پوچھا گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت مفتی الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے استفسار کے جواب میں ایک مکمل رسالہ "الجلی الحسن فی حرمتہ ولد اخی اللبن" (۱۳۳۰ھ) لکھ کر بھیجا یہ رسالہ دارالعلوم نعمانیہ کے رسالہ مطبوعہ اپریل تا جون ۱۹۱۴ء میں چھپا تھا (اب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ... نے اسے دوبارہ چھاپ دیا ہے) اس مسئلہ کی اہمیت اہل علم و فضل پر واضح ... گئی تھی اور ایسے علمی نکتے اٹھائے گئے کہ اہل علم و فضل دنگ رہ گئے۔ انجمن نعمانیہ کے شعبہ اشاعت نے اسے چھپوا کر تقسیم عام کیا تھا۔

دارالعلوم کے بلند پایہ اساتذہ

نعمانیہ کے ریکارڈ میں ایک نگاہ ڈالی جائے تو ہمیں دارالعلوم نعمانیہ ...

میں بڑے بڑے بلند پایہ علمائے کرام مسند تدریس پر جلوہ آراء دکھائی دیتے ہیں۔

۱۸۸۹ء کو ایک زبردست عالم دین' ادب عربی کے نامور استاد مولانا محمد حسن فیضی چکوال سے لاہور تشریف لائے۔ آپ کو انجمن نعمانیہ کا منصبرم مقرر کرلیا گیا۔ آپ نے اس منصب پر جس لیاقت اور جانفشانی سے اپنے فرائض سر انجام دیے اس سے انجمن کے انتظامی معاملات میں بڑی بہتری ہوئی۔ اسی سال ایک اور عالم دین مولانا نورالحسن کی تقرری ہوئی۔ مولانا نورالحسن تدریس میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور درس نظامی کی انتہائی آخرین کتابوں پر آپ کو بڑا عبور حاصل تھا۔ وہ ایک عرصہ تک تدریسی ٹیم میں انجمن نعمانیہ میں رہے۔

اسی سال ۲۰/ فروری ۱۹۱۲ء کو ایک اور عالم دین مولانا غلام رسول کو مدرس اول بنایا گیا۔ مولانا غلام رسول دارالعلوم نعمانیہ میں ایک عرصہ تک وابستہ رہے اور مسند تدریس کو رونق بخشی۔

ان دنوں ملک بھر سے دینی مسائل پر بے پناہ سوالات کا سلسلہ شروع ہوا اور لوگوں کو دینی مسائل کے حل اور فتویٰ جاری کرنے کے لیے ایک مفتی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ انجمن نعمانیہ نے مفتی عبدالعزیز صاحب کو انجمن کے شعبہ الاستفتاء کا انچارج اور ناظم مقرر کیا۔ آپ کا تقرر ۲۰/ جون ۱۹۱۲ء کو ہوا۔ اسی دارالعلوم میں ایک اور عالم دین مولانا حکیم اللہ دین نے ۱۲/ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو مسند تدریس پر جلوہ فرما ہو کر طلباء کو پڑھانا شروع کیا۔ یہ وہ سال تھا جب دارالعلوم نعمانیہ میں ایک زبردست تدریسی ٹیم موجود تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کے گوشے گوشے سے طلباء قطار در قطار پہنچنا شروع ہوئے اور انجمن کے لیے ان تمام تشنگان علم کو سیراب کرنے کا خصوصی اہتمام کرنا پڑا۔

شاہ جہاں بیگم نواب آف بھوپال (1914ء)

ریاست بھوپال کی نواب (شاہ جہاں بیگم) نے انجمن نعمانیہ لاہور کی علمی خدمت کا سنا تو اپنے خاص ایلچی کو بھوپال سے لاہور بھیجا جس نے یکم جولائی ۱۹۱۴ء کو انجمن نعمانیہ کے اراکین کے سامنے بیگم صاحبہ کی طرف سے دو سو روپیہ ماہوار کے وظیفے کا اعلان کیا۔ یہ مخیر اور علم دوست خاتون تھی۔ علماء و فضلاء کو

نوازتی رہتی تھی اور دینی اداروں کو مالی امداد دیتی رہتی تھی۔ دارالعلوم نعمانیہ کی ضروریات کی اس نے ایک رپورٹ طلب کی تھی۔

انجمن نعمانیہ لاہور کے دارالعلوم کو سنوارنے کے لیے مزید اقدامات اٹھائے گئے۔ خواجہ نور بخش توکلی نے کتب خانہ (لائبریری) کو مربوط کیا۔ دارالیتامیٰ میں سہولتیں مہیا کیں۔ دارالاقامہ کا نظام درست کیا گیا۔ باورچی خانہ کو بہتر بنایا اور اس طرح طلباء اور اساتذہ کو بہتر سہولتیں میسر آئیں۔ نعمانیہ کے ماہواری رسالہ مطبوعہ جنوری تا جون ۱۹۱۴ء میں یہ افسوسناک اطلاع چھپی کہ حضرت علامہ مطیع الرسول مولانا عبدالمقتدر قادری بدایوانی ۲۵/ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ کو رحلت فرما گئے۔ آپ مفتی عبدالقادر بدایونی کے صاحبزادے بھی تھے اور علمی قائم مقام بھی تھے۔ وہ اپنے وطن سے انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ پر آتے تو بدایوں کے مقتدر سنی علماء کا ایک وفد ساتھ لاتے پھر ان مہمانان بدایوں کے سارے اخراجات خود برداشت کرتے۔ انجمن نعمانیہ کے اراکین کو مولانا محمد ذاکر بگوی چشتی کے انتقال کی خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ مولانا ذاکر بگوی رحمتہ اللہ علیہ شاہی مسجد کے خطیب تھے۔ انجمن حمایت اسلام کے حمیدیہ سکول لاہور کے صدر مدرس تھے۔ اسی سال شمس العلماء مولوی عبدالحق حقانی دہلوی مولف تفسیر حقانی پروفیسر مدرسہ عالیہ کلکتہ رئیس دہلی اور وظیفہ خوار ریاست حیدر آباد دکن ۱۲/ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ کو فوت ہو گئے۔ وہ زندگی بھر انجمن کے اکثر سالانہ جلسوں میں باقاعدگی سے شرکت فرمایا کرتے تھے۔ محدث سورتی علامہ وصی احمد قادری پیلی بھیتی کا انتقال پرملال بھی اسی سال ۹/ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ کو بمقام پیلی بھیت ہوا۔ آپ انجمن نعمانیہ کے خاص علمی رفیق تھے۔ دبدبۂ سکندری (رامپور) میں آپ کے علمی کارناموں اور اعتقادی خدمات بڑے بلند پایہ مضامین چھپے۔ آپ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے مرید تھے اور سمدھی بھی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے علمی اور نظریاتی ترجمان تھے آپ اعلیٰ حضرت کے نمائندہ کی حیثیت سے ہی دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسوں میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔

امیر ملت حافظ پیر جماعت علی شاہ علی پوری کی خصوصی خدمات

(1913ء)

۹/ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ ہوا اس جلسہ میں برصغیر کے جن علماء کرام نے خطاب کیا ان میں مولانا وصی احمد سورتی، مولانا خلیل الدین حسن المتخلص "بحافظ" اعزازی مجسٹریٹ پیلی بھیت، مولانا ظہور الحسن صدر مدرس مدرسہ حنیفہ جونپور (انڈیا) سید محمد دیدار علی شاہ الحنفی النقشبندی (ریاست الور) مولانا محرم علی چشتی (صدر انجمن) خلیفہ تاج الدین احمد سیکرٹری انجمن، نواب عبدالجبار خان سی آئی اے، رئیس بردواں (انڈیا) کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ان جلسوں میں پیر سید حافظ جماعت علی شاہ علی پوری رحمتہ اللہ علیہ ہر اجلاس کے صدر ہوتے اور انجمن کے اغراض و مقاصد بیان کرنے کے بعد لوگوں کو انجمن کی مالی امداد کی تلقین کرتے۔ اس اجلاس کی آخری تقریر پیر حافظ جماعت شاہ علی پوری نے کی تھی۔ آپ نے بہت سے اہل ثروت حضرات کو انجمن کی امداد کے لیے تاحیات معاون بنایا اور ان سے مالی تعاون کا وعدہ لیا۔ آپ نے خود بھی اس اجلاس میں تاحیات خصوصی تعاون کرنے کا اعلان فرمایا اس آخری اجلاس میں لکھنؤ سے آنے والے مولانا ہدایت الرسول کی تقریر کو اہل علم و فضل نے بڑا پسند کیا۔

اجلاس میں سیکرٹری انجمن نعمانیہ کی ایک مفصل روئیداد میں بتایا گیا کہ ۱۳۳۱ھ کو انجمن نعمانیہ لاہور کو قائم ہوئے چھبیس سال ہو چکے ہیں اور اسے بہت سی مشکلات کا سامنا رہا۔ مگر بے پناہ کامرانیوں سے سرفراز ہوئی۔ قواعد و ضوابط کی منظوری حاصل ہوئی اور اسے چھپوا کر تمام مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔ انجمن نعمانیہ کے ایک رکن حافظ چراغ الدین صاحب نے اپنے ذاتی مکان میں مستورات کا ایک تدریسی شعبہ قائم کیا۔ انجمن نے ایک اشتہار کے ذریعے مستورات اساتذہ اور طلباء کو دعوت تعلیم و تدریس دی۔ ۱۵/ مئی ۱۹۱۳ء میں مستورات کا داخلہ بھی شروع کر دیا گیا۔

انجمن نعمانیہ کے اشاعتی امور پر ایک نظر

اس سال میں انجمن نعمانیہ نے دینی کتابوں کی اشاعت کا ایک شعبہ قائم کیا اور بہت سی کتابیں شائع کیں۔ ان میں سید جعفر بن حسن برزنجی (م ۱۱۷۹ھ) کا میلاد نامہ معہ ترجمہ چھپا۔ یہ ترجمہ انجمن کے سیکرٹری جناب پروفیسر نور بخش توکلی نے کیا تھا۔ اس کا اردو نام "مولود بے نظیر" رکھا گیا۔ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ اسمٰعیل یوسف بنہائی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا تھا "کہ یہ بے نظیر مولود ان دنوں حرمین الشریفین میں پڑھا جاتا ہے۔ الحمد اللہ اب یہ کتاب دوبارہ مفتی محمد خان قادری صاحب کے زیر اہتمام دعوت اسلامی لاہور نے حال ہی میں شائع کر دی ہے۔ ایک اور کتاب "تصفیتہ القلوب" چھپی۔ جس میں تصور شیخ کے موضوع پر دلائل تھے۔ اس کتاب کو حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑا پسند فرمایا اور اپنی تصدیقی مہر ثبت کی۔ قمرالذان 'الکل المدلل علی الداری' صلوٰۃ القرآن جیسی کتابیں شائع ہوئیں۔ پروفیسر خواجہ نور بخش توکلی کی تصنیف "گلشن اخلاق" بھی اسی سال شائع ہوئی۔ انجمن نعمانیہ نے اپنے اشاعتی شعبہ سے انوار نعمانیہ مولفہ قاضی محمد فضیل الدین مرحوم گجرات سوانح عمری حضرت نعمت اللہ شاہ ولی "حل نکات بیدل" رسالہ تقلید (محمد عبداللہ ٹونکی) تاج بہاول خانی شرح نام حق (از مولانا عبداللہ حاجی مرحوم) تفسیر بے نظیر سورہ فاتحہ 'فاتحہ خوانی اور اس کا طریقہ 'ترجمہ فتوح الغیب 'افضل المقال فی حکم "السلوٰۃ بالفعال" "چہل احادیث" "ابواب المصادر" "نجات المومنین" "منہیات امام غزالی" "دقایق الشہادت" "کفایہ منصوری" "شرح انوار العاشقین" "قمر الخائنین فی ثبوت شہادت امام حسین المیمون۔ ترجمہ جامع صغیر "مطالب القرآن" "عبیر الحسانہ فی مناقب الائمتہ الثلاثہ" "سیر الصادقین" "مفاتیح السلام (از بنارسی) مسالک السالکین' تاریخ معاشرت ہند و انگلینڈ" "دیوان حسینی" (تالیف سید غلام نبی شاہ جالندھری مرحوم) "مثنوی گوگلو" (محرم علی چشتی) "مجموعہ فتاویٰ" "کتاب المجید فی وجوب التعلید" رسالہ تصوف وا ہانیت" مختصر قدوری معہ شرح فارسی (مولانا محمد عبداللہ جمالی بہاول پور) جیسی کتابیں شائع کیں۔

لائبریری میں وسعت(1913ء)

شبعہ اشاعت کتب حنفیہ کے ساتھ ساتھ انجمن نعمانیہ لاہور نے اہل علم و فضل کو اپیل کی کہ لائبریری کے لیے دینی کتابیں بطور ہدیہ پیش کریں۔ اس اپیل کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ لوگوں نے بہت سی نادر اور نایاب کتابیں نعمانیہ کے کتب خانے کے لیے ہدیہ کیں۔ بعض حضرات کے اسمائے گرامی انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ میں ملتے ہیں۔ جنھوں نے اپنی ذاتی کتابیں ہدیہ کیں۔ مولانا نادر خان صاحب جمالی ضلع شاہ پور نے اپنی ساری کتابیں دے دیں۔ جناب حشمت اللہ خان صاحب سب انسپکٹر پولیس حصار اور شیخ فیروز الدین بساطی ڈبی بازار لاہور نے اپنے اپنے کتب خانے انجمن نعمانیہ کے حوالہ کر دیے۔ دوسری طرف انجمن نعمانیہ نے مصر، ترکی، بیروت، شام، عراق، ایران اور دوسرے ممالک کی چھپی ہوئی عربی فارسی کتابیں منگوا کر لائبریری کو علمی خزانوں سے بھر دیا۔ اس زمانہ میں ان ممالک سے کتابیں منگوانے میں کوئی رکاوٹ اور مشکل نہ تھی۔

مخیر حضرات کی دار العلوم نعمانیہ آمد(1913ء)

مارچ ۱۹۱۵ء کے ماہواری رسالہ انجمن نعمانیہ میں بعض ایسے مخیر حضرات کے نام ملتے ہیں جو انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے خود دار العلوم نعمانیہ مین آئے اور مالی امداد کے لیے اقدام کیے۔

ان حضرات میں سے آنریبل لفٹیننٹ کرنل محمد عمر حیات خان ٹوانہ ممبر کونسل آف انڈیا اور رئیس اعظم پنجاب کا نام ملتا ہے۔ شیخ برکت علی نے شاہدین محلہ لاہور کی وساطت سے اپنی جائیداد انجمن نعمانیہ کو وقف کر دی۔ حضرت پیر محمد میاں قادری برکاتی خان صاحب برکاتیہ ماہریرہ شریف نعمانیہ تشریف لائے۔ سرہند شریف سے ایک وفد آیا۔ مولوی سید میر حسن مالک مطبع رضوی دہلی اپنی تمام مطبوعات لے کر آئے۔ میاں افتخار الدین ولد میاں مجال الدین مرحوم رئیس باغبانپورہ لاہور۔ حافظ غلام مرتضیٰ صاحب پروفیسر مہندر کالج پٹیالہ، مولانا غلام مصطفیٰ قریشی مجددی نقشبندی بزرگوال گجرات

منشی محمد بخش چشتی حنفی

دارالعلوم نعمانیہ میں ان دنوں بلند پایہ علمائے تدریس کی ٹیم کام کر رہی تھی۔ جس کے صدر مدرس مولانا محمد حسن فیضی تھے جو عربی ادب کے ماہر استاد تھے۔ آپ انجمن نعمانیہ کے منصرم بھی تھے ان اساتذہ میں منشی محمد بخش چشتی حنفی بھی دارالعلوم کی تدریسی ٹیم میں تھے۔ وہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے عاشق تھے اور مسائل شرعیہ میں ان سے استفسار کرتے اور جب تک بریلی سے جواب نہ آتا' بے چین رہتے۔ مولانا محمد بخش ماہنامہ "ہنر" لاہور کے مدیر اعلیٰ بھی تھے۔ آپ قلم سے لکھنے کی بجائے کاتب کو زبانی عبارت لکھواتے تھے۔ آپ کی زبان فصاحت و بلاغت کا نمونہ ہوتی۔ شعر و ادب میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ ایک ماہر تعلیم سید حبیب شاہ ان دنوں دارالعلوم کے عربی مدرس کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ وہ ایک عرصہ تک دارالعلوم میں مدرس رہے۔ یہ حضرات انجمن نعمانیہ کے رفیق علم و فضل تھے۔

حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی دارالعلوم نعمانیہ میں (۱۹۱۵ء)

دارالعلوم نعمانیہ کا سالانہ جلسہ ۱۵' ۱۶' ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو منعقد ہوا۔ اس میں حضرت شاہ علی حسین صاحب سجادہ نشین کچھو چھہ شریف تشریف لائے اور زبردست تقریر فرمائی۔ مولانا محمد اکرام الدین بخاری خطیب جامع مسجد وزیر خان' مفتی محمد اعظم مرزا پوری' حکیم سلطان احمد' حکیم مولانا عبدالعلی' مولانا غلام قطب الدین چشتی نظامی' پردیسی' برہمچاری' نے تقاریر کیں۔ دوسرے روز سید دیدار علی شاہ الوری نے زبردست تقریر کی۔ اس جلسہ میں حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری مولانا کفایت رسول خلف مولانا ہدایت رسول رام پوری' محمد ذاکر حسین بگوی (بھیرہ) نے بھی تقریریں کیں۔

مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے بیٹے کی وفات (۱۹۱۵ء)

انجمن نعمانیہ نے ۱۹۱۴ء اور ۱۹۱۵ء کی اپنی سالانہ رپورٹ میں بعض امور پر روشنی ڈالی ہے۔ انجمن نعمانیہ کو قائم ہوئے آج ۲۹ سال ہوگئے تھے مگر اس سال کے دوران ایک اہم واقعہ رونما ہوا دارالعلوم انجمن نعمانیہ کے تدریسی شعبہ کے ایک اہم رکن مولانا دیدار علی شاہ الوری رحمتہ اللہ علیہ نے انجمن کے امور سے علیحدگی اختیار کرلی اور لاہور کو خیرباد کہہ کر اپنے وطن الور چلے گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مولانا الوری کا ایک جواں سال بیٹا سید علی احمد ایک دن بیمار رہ کر اچانک داغ مفارقت دے گیا۔ اس فرزند دلبند کی اچانک موت کا آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ دل گرفتہ ہو کر امور دنیا سے دست بردار ہوگئے اور یاد الٰہی میں مشغول رہنے لگے۔ انہیں لاہور رہنا بھی دوبھر ہوگیا۔ دارالعلوم سے رخصت لے کر اپنے وطن (الور) چلے گئے۔ اور ایک عرصہ تک لاہور نہ آسکے۔ آپ کے ایک عرصہ تک اسی طرح گوشہ نشین رہنے سے انجمن کے کام خصوصاً تدریسی کاموں میں بڑی رکاوٹ آگئی اگرچہ دوسرے اساتذہ نے ان اسباق کو جاری رکھا مگر مولانا الوری کی غیر حاضری سے اتنا نقصان ہوا کہ آپ کے شاگردوں کا ایک حلقہ کئی ماہ تک نہ سنبھل سکا۔

انجمن نعمانیہ کے اساتذہ اور اراکین کی رحلت

۱۹۱۶ء کے آخر میں دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ اور اراکین کے لیے

بعض علماء کرام کی رحلت بڑی پریشان کن بات تھی۔ چنانچہ نعمانیہ کے ماہواری رسالہ مطبوعہ جنوری تا جون (جلد ۱۷ شمارہ ۶) میں ان مشاہیر کا تذکرہ خصوصی طور پر کیا گیا ہے جن کی رحلت کو دنیائے اہلسنّت کے لیے بڑا علمی نقصان تصور کیا گیا۔

۲۰؍ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ کو حضرت مولانا علامہ عبدالمقتدر قادری بدایونی کی رحلت ہوئی۔ آپ حضرت مولانا عبدالقادر شہید بدایونی کے فرزند ارجمند تھے۔ ۲۰؍ جنوری ۱۹۱۶ء مطابق ۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ کو پروفیسر محمد ذاکر حسین بگوی سیالوی صدر مدرس حمیدیہ لاہور اور سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور رحلت فرما گئے۔ آپ انجمن نعمانیہ کے مخلص اراکین میں سے تھے۔

۱۳؍ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ میں شمس العلماء مولانا عبدالحق دہلوی مولف "تفسیر حقانی" اور "علوفہ خوار نظام" دکن کو قضائے الٰہی نے آ [illegible] حضرت مولانا مفتی وصی احمد صاحب محدث سورتی سنی قادری جلیس و [illegible] حضرت فاضل بریلوی ۹؍ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ کو پیلی بھیت میں انتقال فرما گئے۔ آپ انجمن نعمانیہ کے مخلص علمائے کرام اور اراکین میں سے تھے۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے رفیق علم و قلم بھی تھے اور انجمن نعمانیہ میں آپ کے سفیر اور رابطہ کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ آپ کی رحلت سے انجمن کو سخت نقصان پہنچا۔ حضرت وصی احمد محدث سورتی حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے مرید بھی تھے اور سمدھی بھی۔ آپ کی تاریخ وفات "روضہ قدس وصی احمد" (۱۳۳۴ھ) سے نکلتی ہے۔

انجمن نعمانیہ کا ایک خصوصی جلسہ

۱۹۱۹ء کو انجمن نعمانیہ کا تیسواں سالانہ جلسہ ۴، ۵، ۶ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰ نومبر ۱۹۱۹ء منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں حضور سید الانبیاء کے میلاد و حضرت امام ابو حنیفہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی سیرت پر خصوصی مقالات لکھے گئے اور جلسہ میں آنے والے علماء کرام نے انہی

موضوعات پر تقاریر کیں۔ حاجی محمد اکبر وارثی میرٹھ کے ایک خوش آواز نعت خوان تھے۔ وہ میرٹھ سے جلسہ میں آئے اور بڑی شیریں آواز میں نعتیں پڑھیں۔ حاجی قدرت اللہ دہلی سے آئے۔ حافظ محمد حسین امرتسر سے آئے۔ غلام محمد بجنور سے آئے۔ ان نعت خوانوں نے ہر اجلاس کے آغاز میں نعت خوانی کر کے سامعین کو مسحور کر دیا۔ حکیم مفتی سلیم اللہ' دبیر انجمن علالت کے باوجود سٹیج پر موجود رہے۔ مولانا سید محمد ابراہیم نے اپنا لکھا ہوا مقالہ پڑھا۔ مفتی سید اعظم شاہ مفتی آگرہ نے نہایت زور دار خطاب فرمایا۔ انجمن نعمانیہ کے اس اجلاس میں مولانا محمد یار صاحب فریدی گڑھی اختیار خاں' مولانا فتح محمد تائب کے بیٹے مولانا سعید احمد صاحب نے عمدہ خطاب کیا۔ حاجی محمد الدین قصوری۔ شیخ مولوی محمد صدیق لکھنوی نے تصوف کے نکات بیان کیے۔ قاضی سید عبدالغفار شاہ مہتمم مدرسہ عربیہ معسکر بنگلور نے عربی میں بے نقاط قصیدہ پڑھ کر سنایا مولانا روشن الدین بہاول پوری' غلام حیدر ہیڈ ماسٹر سرگودھا نے اپنے اپنے علمی مقالات لکھ کر بھیجے جنے علامہ نور بخش توکلی صاحب نے پڑھ کر سنائے اور بعد میں انجمن کے ماہواری رسالہ میں شائع کیے۔

مولانا وصی احمد سورتی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حکیم شاہ عبدالاحد صاحب اس جلسہ میں تشریف لائے اور پر زور خطاب کیا۔ مولانا شید معوان حسین مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم رام پور سے آئے مگر علالت کی وجہ سے تقریر نہ کر سکے۔ ان کی بجائے مولانا محمد یار فریدی نے پر اثر تقریر کی۔ قاضی فضل احمد نے بھی شرکت کی۔ اس اجلاس میں مولانا محمد امین صاحب خطیب جھنگ گھیانہ نے اردو انگریزی دونوں زبانوں میں خطاب کیا۔

ان علماء کرام کی تقاریر انجمن نعمانیہ کے ماہواری رسالے میں چھپ کر سارے ملک میں تقسیم ہوئیں۔ اس اجلاس میں مولانا عبدالغفار صاحب بنگلوری نے بے نقاط قصیدہ پڑھا۔

رہے ہیں۔

اس طرح قاضی محمد اسحاق جو ریاست انب ضلع ہزارہ کے بلند پایہ عالم دین تھے' نے عربی میں زبردست قصیدہ پڑھا۔
چند اشعار نقل کر رہے ہیں۔

امیر حبیب اللہ والی افغانستان اور مربی نعمانیہ کی وفات

اس سال ضیاء الملت والدین امیر حبیب اللہ خان والی دولت افغانستان کا انتقال ہوگیا۔ امیر حبیب اللہ خان انجمن نعمانیہ کے معاون اور مربی تھے۔ چنانچہ نعمانیہ میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ جس میں پنجاب بھر کے علمائے اہلسنت نے اساتذہ و تلامذہ کی ایک بھاری تعداد نے شرکت کی اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔

نعمانیہ کی ایک نئی شاخ کا آغاز

اسی سال مسجد میاں سرشت بازار حکیماں میں نعمانیہ کا ایک تدریسی شعبہ قائم کیا گیا۔ جس کی نگرانی حافظ چراغ الدین کے سپرد ہوئی۔ یہ وہی مسجد تھی جس میں انجمن نعمانیہ کی بنیاد کے لیے پہلا اجلاس منعقد ہوا تھا اور اس میں مقامی بچے قرآن اور حفظ قرآن کی دولت حاصل کرنے لگے۔

بخاری شریف کی خصوصی تعلیم کا ایک کورس

انجمن نعمانیہ کے ماہواری رسالہ اکتوبر تا مارچ ۱۹۲۰ء چھپا تو اس میں چھ ماہ کے دوران انجمن کی کارکردگی پر ایک رپورٹ سامنے آئی ہے جس میں بخاری شریف کی تدریسی تکمیل کے ایک اجلاس کا خصوصی ذکر آیا ہے۔ اس اجلاس میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں رہنے والے علماء اہلسنت کو شرکت کی خصوصی دعوت دی گئی تھی۔ طلباء کو بخاری کی تکمیل پر اسناد فضیلت دینے کے لیے موچی دروازہ کے باغ میں ایک شاندار اجلاس منعقد کیا

مولانا حکیم شاہ عبدالاحد خلف الرشید مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمتہ اللہ علیہ نے وعظ فرمایا۔ اس اجلاس میں مولانا شاہ معوان حسین مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم رامپور پہلی بار لاہور آئے۔ آپ کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ انجمن اسلامیہ پنجاب نے آپ کو بادشاہی مسجد لاہور کی خطابت پر مقرر کر دیا۔ کوٹلی لوہاراں سے ابو یوسف مولانا محمد شریف محدث بھی تشریف لائے پیرزادہ عبدالسلام واعظ ہمدانی ایک سو افراد لے کر جلسہ گاہ میں آئے اس اجلاس میں محمد بخش مدیر اعلیٰ "ہنٹر" لاہور کے بیٹے منشی تاج الدین احمد نے ایک زبردست نظم سنائی۔

قاضی فضل احمد نقشبندی سینئر انسپکٹر پولیس (مصنف "انوار آفتاب صداقت") اور حکیم خادم علی کوٹلی لوہاراں کی تقریر بھی پسند کی گئی۔

دوسرے دن کے اجلاس میں رات کے گیارہ بجے مفتی سید اعظم شاہ صاحب مفتی آگرہ کی تقریر نے حاضرین کے دلوں پر سکہ بٹھا دیا۔ اس اجلاس میں مولانا عبدالکریم شیخ الاشراق سجادہ نشین دربار امام صاحب سیالکوٹی پر اس تقریر کے دوران حالت وجد طاری ہو گئی۔ وہ پورا ایک گھنٹہ مرغ بسمل کی طرح تڑپتے رہے۔

اس جلسہ میں ہونے والی تقاریر "انجمن نعمانیہ" کے رسالوں میں چھپتی رہیں' جس سے دور دراز کے لوگ بھی محظوظ ہوتے رہے۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اس جلسہ میں سید الشاہ محمد عبدالغفار القادری صدر مدرس معسکر بنگلور نے ایک ایسا قصیدہ پڑھا جس پر کوئی نقطہ نہ تھا۔

تبرک درج اشاعت کر رہے ہیں۔

علامہ نور بخش توکلی کی قصیدہ شرح بردہ شریف

انجمن نعمانیہ کی جو رپورٹ ذوالحجہ ۱۳۲۷ھ میں شائع ہوئی۔ اس پر انجمن کی کارکردگی پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ انجمن کا اکتیسواں سالانہ جلسہ تھا۔

جو محرم الحرام ۷ ۱۳۳۷ھ کو منعقد ہوا تھا اور اس میں انجمن کے کوائف بیان کیے گئے۔

اس سال دارالعلوم کی مشرقی ڈیوڑھی پر دوسری منزل بنائی گئی اور دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ اور طلباء نے شہر کے گوشے گوشے میں مجالس برپا کر کے تقاریر کیں۔ ڈاکٹر محمد الدین بہاول پوری' مولانا مولوی عبدالصمد امرتسری اور صاحبزادہ محمد یوسف صاحب سجادہ نشین چشتیاں شریف اسی سال فوت ہوئے۔ جن کے ایصال ثواب کے لیے تعزیتی جلسے منعقد کیے گئے۔
علامہ نور بخش توکلی کا مرتبہ مجوزہ اردو قاعدہ چھپوایا گیا اور اسے تقسیم کیا گیا۔
اسی سال علامہ نور بخش توکلی نے قصیدہ بردہ کی عربی شرح لکھی۔

اسی سال انجمن نعمانیہ کے محسن اور سرپرست ضیاء الملت والدین امیر حبیب اللہ خان والئی سلطنت افغانستان کا انتقال ہوگیا انجمن نے آپ کے ایصال ثواب کے لیے ایک بھرپور تعزیتی اجلاس منعقد کیا جس میں لاہور کے علمائے احناف اور اساتذہ و طلباء نے قرآن خوانی کی۔ اس اجلاس میں افغانستان سے آئے بہت سے علماء اور بلند ندہ سے شرکت کی۔ چار سو قرآن پاک پڑھ کر امیر حبیب اللہ کے روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔

اسی سال مسجد میاں سرشت لاہور (جہاں انجمن نعمانیہ کا سب سے پہلا اجلاس ہوا تھا اور انجمن قائم کرنے کے لیے فیصلہ ہوا تھا) جس میں قرآن کی تدریس کا ایک شعبہ قائم کیا گیا۔

اس سال بعض رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ انجمن کو مختلف حضرات سے سات ہزار چار سو اٹھاسی خطوط آئے جس میں دینی مسائل پر استفسار کیا گیا تھا اور انجمن کے شعبہ خط و کتابت سے ان مسائل کو جواب دیا گیا۔ اس سال انجمن کے دارالافتاء سے ایک سو فتوے جاری کیے گئے۔

گیا۔ جس میں قرآن پاک اور بخاری شریف کے ثواب کا ہدیہ حضور کی بارگاہ میں اور حضور کی وساطت سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ حاجی محمد اکبر وارثی میرٹھ سے ایک بھرپور وفد کے ساتھ آئے۔ وارثی مرحوم زبردست نعت خوان تھے انہوں نے اپنی خوش آوازی سے لوگوں کو خوش کر دیا۔ ان کی خوش آوازی نے لاہور میں اس قدر شہرت حاصل کی کہ جلسہ گاہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ وارثی صاحب کے وفد میں حاجی قدرت اللہ دہلوی، حافظ محمد حسین امرتسری، غلام محمد خان صاحب بجنوری، مولانا محمد عبداللہ چشتی تھے۔ مفتی سلیم اللہ خان صدر انجمن نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ مولانا سید محمد ابراہیم نے تقریر کی۔ مفتی اعظم مفتی سید اعظم شاہ آگرہ سے تشریف لائے اور انجمن کی دینی خدمات کو دیکھ کر آپ دارالعلوم کے مہتمم بن گئے اور اپنے اثر و رسوخ سے انجمن کو ایک عرصہ تک اپنے اہتمام میں چلاتے رہے۔

موچی دروازہ کے اس جلسہ میں مولانا سعید احمد خلف الصدق مولانا فتح محمد تائب نے بڑی زبردست تقریر فرمائی۔ آپ ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ کے مدرس تھے۔ اس اجلاس میں مولانا محمد یار بہاول پوری بھی لاہور کی سٹیج پر جلوہ فرما ہوئے اور اپنی مخصوص تقریر سے عوام کو متاثر کیا۔

رات کے اجلاس میں حاجی محمد الدین قصوری اور محمد صدیق لکھنوی کی تقاریر صوفیانہ انداز میں پسند کی گئیں۔

بنگلور سے ایک بزرگ قاضی سید عبدالغفار شاہ مہتمم مدرسہ عربیہ معسکر بنگلور تشریف لائے۔ انہوں نے عربی میں ایک ایسا قصیدہ پڑھا جس میں ایک بھی نقطہ والا لفظ استعمال نہ کیا گیا۔ ریاست انب کے قاضی محمد اسحاق صاحب نے ایک عربی نظم سنائی۔ جس کا ترجمہ علامہ نور بخش توکلی نے سنایا۔ اس اجلاس میں مولانا روشن الدین بہاول پوری نے زبردست تقریر کی۔ آپ کی تقریر کو بڑا پسند کیا گیا اور لوگوں نے آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر انجمن نعمانیہ کی مالی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

دارالعلوم نعمانیہ اپنی بلڈنگ میں

دارالعلوم کا کام نئی عمارت میں ہونے لگا۔ انجمن کو اس زمانہ میں اپنے ہی فارغ التحصیل عالم دین مولانا حافظ غلام مرشد انگہ ضلع شاہ پور جیسا ذہین اور محنتی استاد میسر آگیا۔ مولانا غلام مرشد ۱۳ رجب المرجب ۱۳۳۶ھ کو دارالعلوم کے استاد مقرر ہوئے۔ اور صدر مدرس کی حیثیت سے ۱۹۱۴ء یعنی نو سال تک کام کرتے رہے۔ مولانا محمد بخش مسلم بی اے اسی عرصہ میں مولانا غلام مرشد سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اسی زمانہ میں مسعود کھدر پوش نے مولانا غلام مرشد کے سامنے زانوے ادب تہہ کیا۔ مسعود کھدر پوش نے آئی سی ایس کا امتحان پاس کرکے گورنمنٹ آف برطانیہ کے کئی عہدوں پر فائز رہے۔ پاکستان بننے کے بعد دارالعلوم نعمانیہ کا یہ شاگرد محکمہ اوقاف کا سربراہ بنا۔ کئی محکموں کا سیکرٹری رہا۔ کئی اصطلاحات نافذ کرتا رہا۔ مولانا غلام مرشد کے شاگردوں کے وسیع حلقہ میں ڈاکٹر سید عبداللہ جو بعد میں پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج کے پرنسپل بنے اور ادارہ معارف اسلامی کے سربراہ رہے۔ نعمانیہ سے نکل کر مولانا غلام مرشد کے ساتھ سنہری مسجد میں چلے گئے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ دارالعلوم نعمانیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اذان بھی دیا کرتے اور کچھ عرصہ تک سنہری مسجد میں موذن رہے۔ نعمانیہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے نامور فرزندوں نے ترقی کے منازل طے کیے اور چیف کالج یا گورنمنٹ کالج کے طلباء سے پیچھے نہیں رہے۔

مولانا غلام مرشد کی ٹیم میں مولانا محمد عالم' مولانا روشن دین' مولانا رحیم اللہ' مولانا عبدالعزیز' مولانا شاہ رسول قادری محمد یاسین جیسے حضرات مسند تدریس پر فائز تھے ہوئے۔ انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ کے مطابق میاں کریم بخش صدر' مرزا محمد عبدالرحیم' مفتی محمد عبداللہ ٹونکی' شیخ غلام محی الدین خان نجم الدین' حاجی چراغ دین' محمد شہاب الدین' مولوی محمد یٰسین' مولوی تاج الدین' منشی امام دین' چوہدری سردار خان' مولوی میراں بخش' حکیم امین الدین' حکیم شہباز الدین' میاں الطاف حسین' خلیفہ علیم الدین اور مولانا غلام محمد بگوی جیسے مقتدر حضرات موجود تھے۔ آخر یہ طے ہوا کہ انجمن نعمانیہ کا

دارالعلوم شاہی مسجد کی بجائے اس کی اپنی بلڈنگ اندرون ٹکسالی گیٹ میں لایا جائے۔ شاہی مسجد میں ۱۸۹۷ء سے ۱۹۱۱ء تک دارالعلوم نعمانیہ قائم رہا۔ دارالعلوم کی موجودہ عمارت بنانے اور مدرسہ کو منتقل کرنے میں منشی فخرالدین رئیس شملہ، شیخ انعام علی مرحوم، سیشن جج، خواجہ عبدالصمد مرحوم، ملک حسین بخش مرحوم حاجی چراغ دین نے اپنے مالی عطیات سے دارالعلوم کی تعمیر میں بڑا کردار ادا کیا۔

نظام آف حیدر آباد دکن اور انجمن نعمانیہ لاہور (1900ء)

نظام آف دکن ۱۹۰۰ء میں اپنی سخاوت کے اعتبار سے عالم اسلام میں شہرت رکھتے تھے۔ انگریزی اقتدار نے مسلمانوں کو اتنا دبا رکھا تھا کہ وہ اپنے مدارس، مساجد، حتیٰ کہ اپنے علماء کی دیکھ بھال کرنے سے قاصر تھے۔ نظام آف دکن ایسے اداروں اور اہل علم کے لیے ایک سایہ دار درخت تھے۔ جہاں سے انہیں وظائف و انعامات جاری ہوتے تھے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے سیکرٹری مولانا محرم علی چشتی ایڈووکیٹ نے نظام آف دکن کے دربار سے رابطہ کیا تاکہ انجمن نعمانیہ کے مالی حالات درست ہو سکیں اور یہ ادارہ زیادہ سے زیادہ کام کر سکے۔ چنانچہ نظام آف دکن کی سالگرہ پر ایک عرضداشت پیش کی گئی جس میں انجمن نعمانیہ کی علمی اور تدریسی خدمات کو بیان کرنے کے بعد مالی امداد کی اپیل کی گئی۔ ہم اس اپیل کو ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت سے قارئین کے لیے شائع کر رہے ہیں۔ یہ دستاویز حکیم مولوی سلیم اللہ، مدیر اول انجمن نعمانیہ لاہور کے قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے اور اب تک انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔ یہ دستاویز اس زمانے کے اراکین انجمن نعمانیہ کے دستخطوں سے مزین ہے۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ اور ان کی سالگرہ کی یادگار

اس وقت تک حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی سالگرہ کی تقریب کا جشن

منانے کے متعلق اہل ریاست دکن نے مختلف قسم کے وسائل اختیار کیے ہیں۔ کہیں جلسے ہوئے، کہیں دعوتیں ہوئیں، کہیں پارٹیاں دی گئیں، کہیں آتش بازی چلی، کہیں چراغاں ہوئی، کہیں گھوڑ دوڑ ہوئی، کہیں اور مختلف قسم کی کھیلیں ہوئیں۔ غرض کہ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ہر ایک امیر و غریب نے اس مبارک تقریب پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا اور اعلیٰ حضرت کی نسبت اپنی عقیدت اور محبت کا ثبوت دیا"۔

"جن طریقوں سے اہل دکن نے اپنا اظہار عقیدت کیا اس کی نسبت کوئی نکتہ چینی کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اپنے برادران دکن کی خدمت میں کمال ادب کے ساتھ اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ پنجاب اور سرحدی صوبہ کے مسلمانوں نے بھی گزشتہ سالگرہ حضور بندگان عالی متعالی ادام اللہ اجلالہم کی تقریب پر اپنی نیاز مندانہ عقیدت کا اظہار کیا اور جس طریق سے یہ اظہار کیا گیا اس کا حال ان کاغذات سے بخوبی واضح ہوگا"۔

"خلاصہ یہ ہے کہ انجمن نعمانیہ لاہور کا سالانہ جلسہ جو دار الخلافہ پنجاب میں منعقد ہوا اور جس میں نہ صرف پنجاب کے مختلف اضلاع بلکہ ہندوستان کے مختلف حصوں کے سربراہ اور علمائے کرام اور فضلائے عظام اور معزز روساد عمائد اور دیگر دیندار برادران اسلام شامل تھے۔ اس جلسہ میں منشی محرم علی صاحب چشتی اڈیٹر اخبار "رفیق ہند" لاہور نے یہ تحریک پیش کی کہ بتقریب سالگرہ حضور بندگان عالی متعالی چند خاص وظائف بنام "وظائف نظامیہ" یا "وظائف آصفیہ" یا "وظائف محبوبیہ"۔ دار العلوم نعمانیہ لاہور کے طلبا کو دیے جائیں ان میں سے چند وظائف پانچ پانچ روپیہ ماہوار کے ہوں جو اعلیٰ جماعت کے ان طلباء کو دیے جائیں جو سال دو سال میں فارغ التحصیل ہو کر دین کی سند حاصل کرنے والے ہوں اور چند وظائف تین تین روپیہ ماہوار کے ان یتیم بچوں کو دیے جائیں جو ادنیٰ جماعتوں میں علم دین کی تعلیم پاتے ہوں۔ اس تجویز کو تمام حاضرین نے نہایت خوشی کے ساتھ منظور کیا اور اس وقت حاضرین میں سے بعض نے اپنی طرف سے وظائف منظور کر کے نقد روپیہ انجمن میں داخل کر دیا۔ اس موقع پر کل بزرگان عظام اور ہزارہا حاضرین نے جو اس جلسہ میں جمع تھے نہایت خلوص کے ساتھ اعلیٰ حضرت بندگان حضور نظام کی ترقی روز

افزوں کے واسطے نہایت خلوص کے ساتھ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اعلیٰ حضرت کے ساتھ جو دلی محبت کا جوش اس وقت تمام مجمع اسلام میں چاروں طرف موج زن دکھائی دیتا تھا اس کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جس نے اس دن کی کارروائی کا عینی مشاہدہ کیا ہو اور اس کیفیت کے پورے اظہار کے لیے بمشکل کافی الفاظ مل سکتے ہیں"۔

"انجمن کی طرف سے اس امر کی قرارداد ہو گئی ہے کہ جو صاحب چاہیں مستقل وظائف اپنی طرف سے مقرر فرمائیں اور جو صاحب پسند کریں وہ ان وظائف کے فنڈ میں یکمشت چندہ سے امداد فرمائیں۔ اس وقت تک کئی صاحبوں نے پانچ پانچ روپیہ ماہوار اور تین تین روپیہ ماہوار کے کئی وظائف اپنی طرف سے عطا فرمائے ہیں اور ابھی تک "نظامیہ فنڈ" کھلا ہوا ہے جو صاحب چاہیں یکمشت رقوم سے اس فنڈ میں امداد فرما سکتے ہیں۔ اس جمع شدہ فنڈ سے بھی حسب گنجائش وظائف مذکور ہی دیے جاتے ہیں"۔

"جلسہ کی روئیداد جو اس کارروائی سے متعلق ہے وہ ان کاغذات میں مفصل درج ہے اور نہایت مسرت کی بات ہے کہ بالعموم تمام اخبارات ہند نے اس تجویز کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ چنانچہ بعض امور اور معزز اخبارات کے انتخاب بھی ان کاغذات کے ساتھ منسلک ہیں اور امید ہے کہ ان کو پوری توجہ سے ملاحظہ کیا جائے گا"۔

"اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "انجمن نعمانیہ لاہور" کے کچھ مختصر حالات بھی گزارش کر دیے جائیں۔ اس انجمن کے قائم کرنے میں صرف اس اصول کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ علمائے دین کی ہندوستان میں روز بروز کمی ہوتی جا رہی ہے اور علمائے حقیقی کے وجود کو قائم رکھنا تقویت اسلام کے لیے ازبس ضروری ہے۔ چنانچہ اسی بنیاد پر دارالعلوم نعمانیہ اس انجمن کی سرپرستی میں کھولا گیا ہے جس میں بہ فضل الٰہی تیرہ سال سے نہایت اعلیٰ درجہ کی دینی تعلیم، تفسیر، حدیث، اصول تفسیر، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، ریاضیات، حکمت، علم کلام، علم ادب، علم طب، صرف و نحو وغیرہ میں دی جاتی ہے۔ یتیم اور لاوارث مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر اہتمام ہے ادنیٰ جماعتوں میں علاوہ ان صدہا بچوں کے جنہوں نے قرآن شریف ختم کیا قریباً چالیس بچوں

نے قرآن شریف حفظ بھی کیا اور اعلیٰ جماعتوں میں سے اکثر طلبا نے فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی جن میں سے اکثر ہندوستان کے مختلف مقامات میں درس و تدریس علوم دینی کے ذریعہ برادران اسلام کو مستفید و مستفیض کر رہے ہیں اور اس تمام تعلیم کے لیے کسی قسم کی فیس کسی طالب علم سے نہیں لی جاتی بلکہ ان کی ہر قسم کی مایحتاج کی متکفل بھی انجمن ہی ہے۔

عالی جناب نواب بہادر والی ریاست بہاول پور اور عالی جناب حضور بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال اور عالی جناب نواب صاحب بہادر والی ریاست جونا گڑھ اور دیگر اعلیٰ درجہ کے مسلمان والیان ریاست نے اس انجمن کے کام کو پسند فرمایا اور گرانقدر عطیوں سے اس کی امداد فرمائی اور انجمن ہذا کی سرپرستی سے اس کو افتخار بخشا"۔

"علاوہ بریں دیگر مسلمان معزز عمائد اور علماء و فضلائے ہند نے بھی اس انجمن کی کارروائی کو پسند فرمایا اور ہمیشہ مختلف طریقوں سے اس کی امداد فرماتے ہیں"۔

"انجمن کے جمع و خرچ کا حساب نہایت معزز اور ذی حیثیت مسلمانوں کے ہاتھوں سے بہت کفایت شعاری کے ساتھ خرچ کیا جاتا ہے اور ماہوار جمع خرچ کی پوری پوری تفصیل رسالہ انجمن میں شائع کی جاتی ہے اور مفصل حالات انجمن کے ماہوار رسالہ اور سالانہ رپورٹوں سے معلوم ہو سکتے ہیں جن کو وضاحت کے ساتھ یہاں لکھنے کی گنجائش نہیں"۔

"الغرض اس انجمن کا خاص مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو دائرہ اسلام میں رکھا جائے اور ان کو لامذہبی اور دہریت کی بلاؤں سے بچا کر اعانت اسلام کی ترغیب دی جائے۔ اور گو اس خیال پر وہ لوگ ضرور قہقہہ اڑائیں گے جو مذہب کو محض ایک قابل تمسخر بات سمجھتے ہیں مگر جن لوگوں میں نور ایمان ہے اور جو اس امر کی حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں پر جس قدر بلائیں نازل ہوئیں وہ صرف اس امر کا نتیجہ ہیں کہ انہوں نے دامن اسلام سے کنارہ کشی کی۔ ایسے لوگوں کے نزدیک اس انجمن کی خدمات بالضرور قابل پسندیدگی سمجھی جائیں گی"۔

"انجمن کی طرف سے یہ عاجزانہ اپیل تمام رعایائے دکن کی خدمت میں

اس امید کے ساتھ ارسال کی جاتی ہے کہ جو "وظائف نظامیہ" اعلیٰ حضرت نظام خلد اللہ ملکہ کی سالگرہ کی یادگار میں دیے جانے انجمن نے منظور کیے ہیں۔ ان وظائف کے فنڈ میں اہل دکن پوری فیاضی کے ساتھ امداد دیں گے"۔

"رعایائے دکن میں سے جو صاحبان مسلمان نہ ہوں وہ بھی براہ انسانی ہمدردی اس فنڈ میں چندہ دے کر اپنے چندہ کو صرف یتیم اور لاوارث بچوں کے وظائف کے لیے مخصوص فرما سکتے ہیں جن کی امداد ہر ایک مذہب کے رو سے کار ثواب اور خوشنودی خداوند کریم ہے"۔

دستخط

لیفٹیننٹ کرنل راجہ محمد عطاء اللہ خاں سردار بہادر سابق برٹش ایجنٹ متعینہ دربار کابل-----لائف صدر انجمن

مولوی غلام محمد بگوی امام شاہی مسجد لاہور-----صدر انجمن

سردار بہادر امیر علی شاہ رسالدار میجر اڈر اوف میرٹھ پینشنر-----صدر انجمن

حاجی شیخ چراغ دین ٹھیکہ دار اعظم لاہور-----صدر انجمن

حکیم سلیم اللہ ریکارڈ کیپر محکمہ عالیہ فنانشل کمشنر-----دبیر اول

خلیفہ تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب-----دبیر اول

حاجی چراغ دین ٹھیکہ دار-----مالی مشیر

محمد نبی بخش بی اے' ایل ایل بی' وکیل چیف کورٹ پنجاب----- ممتحن حسابات

حافظ چراغ دین گورنمنٹ پینشنر و سوداگر-----امین

قاضی ظفرالدین عفاعنہ-----معائن درجہ اعلیٰ دارالعلوم نعمانیہ

یہ عرضداشت نظام آف دکن کے لیے ہی نہ تھی بلکہ دکن کے تمام دردمند مسلمانوں کے نام ایک اپیل تھی کہ وہ "انجمن نعمانیہ لاہور" کی امداد کے لیے آگے بڑھیں۔ مولانا محرم علی چشتی کی کوششوں سے اس اپیل کو ملک کے

اخبارات نے مختلف عنوانات کے ساتھ شائع کیا۔ ہم یہاں ضروری خیال کرتے ہیں کہ چند اخبارات کی خدمات کو پیش کیا جائے ہیں۔ ان اخبارات کے اقتباسات مولانا محرم علی چشتی نے ایک کتابی شکل میں شائع کر کے سارے ہندوستان میں تقسیم کیے۔ ہم چند اخبارات کے عنوانات پیش کر کے اس تحریک کی انفرادیت کو پیش کر رہے ہیں۔

"کوہ نور" لاہور نے ۱۶/ جنوری ۱۹۰۰ء کو "ایک نئی بات" کے عنوان سے اپنا اداریہ لکھا۔ جس میں انجمن نعمانیہ کی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ "صادق الاخبار" بہاول پور نے ۱۸/ جنوری ۱۹۰۰ء کو محرم علی چشتی کی دینی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کرتے ہوئے انجمن نعمانیہ کی دینی خدمات کو سراہا۔ "اخبار معلومات دنیا" لاہور مطبوعہ ۲۱/ جنوری ۱۹۰۰ء کو "وظائف نظامیہ" کے عنوان سے انجمن نعمانیہ کی خدمات کی تفصیلات بیان کیں۔ "اشرف الاخبار" دہلی نے ۲۱/ جنوری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں "انجمن نعمانیہ" کی علمی خدمات پر زبردست اداریہ لکھا۔ "اخبار خیر خواہ عالم" دہلی نے ۲۴/ جنوری ۱۹۰۰ء کو انجمن نعمانیہ کے بارہویں سالانہ جلسہ کی پوری روئیداد لکھی۔ "اخبار شیر ہند" لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۴/ جنوری ۱۹۰۰ء میں اراکین انجمن نعمانیہ کو ہدیہ تبریک پیش کیا۔ "اخبار غمخوار ہند" نے ۲۷/ جنوری ۱۹۰۰ء "ایک نئی بات" کے عنوان سے انجمن نعمانیہ کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ "اخبار صدائے ہند" لاہور نے ۲۷/ جنوری ۱۹۰۰ء کو ان لوگوں کی بڑی تعریف کی' جنہوں نے انجمن نعمانیہ کی مالی معاونت کی تھی۔ "اخبار گلزار ہند" لاہور نے اپنی ۲۷/ جنوری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں مولوی محرم علی چشتی کی مہم کی بڑی تعریف کی۔ "اخبار آفتاب پنجاب" لاہور کی ۲۹/ جنوری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں طلبائے نعمانیہ کو وظائف دینے کی سکیم کو بڑا پسند کیا۔ "لاہور پنچ" کی ۳۱/ جنوری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں بڑی تفصیل سے انجمن نعمانیہ کا تعارف شائع کیا"۔

اخبار "خادم ہند" لاہور مطبوعہ یکم فروری ۱۹۰۰ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کے عظیم الشان جلسہ کا آنکھوں دیکھا حال لکھا۔ "سیالکوٹ پیپرز" سیالکوٹ نے یکم فروری ۱۹۰۰ء کو مولوی محرم علی چشتی کی تقریر کو شائع کیا۔ "تاج الاخبار" راولپنڈی نے ۳/ فروری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں عوام کو انجمن نعمانیہ کی علمی

اور دینی خدمات کی طرف توجہ دلائی۔ لاہور کے مشہور اخبار "سول اینڈ ملٹری نیوز" کی ۱۷/ فروری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں "نئی بات" کے عنوان سے انگریزی میں ایک زبردست مفصل اداریہ لکھا' جس میں محرم علی چشتی کی دینی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ "سماچار پنجاب" لاہور مطبوعہ ۱۰/ فروری ۱۹۰۰ء میں "نئی بات" پر اظہار خیال کیا اور انجمن کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیں کیا۔ "اخبار دولت ہند" بھیرہ ۲۳/ فروری ۱۹۰۰ء نے اپنا اداریہ انجمن نعمانیہ کی خدمات سے مزین کیا۔

ان اخبارات کے علاوہ ہندوستان کے مختلف اخبارات نے بھی مولوی محرم علی چشتی اور انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات کو نہایت اعلیٰ کلمات میں سراہا۔ ان میں اخبار "تفریح لکھنؤ" اخبار "سرمۂ روزگار" آگرہ' "اخبار انیس ہند" میرٹھ' اخبار "جعفری" جونپور' "اخبار نیر آصفی" مدراس' اخبار "شوکت اسلام" مدراس وغیرہ نے اس موضوع پر بڑے جاندار اداریے لکھے۔ حیدر آباد دکن کے اخبارات نے خصوصی نمبر نکالے جن میں انجمن نعمانیہ کی خدمات کو تفصیل سے پیش کیا گیا۔ "اخبار نظارہ دکن" نے ۲۶/ جنوری ۱۹۰۰ء کو رسالہ "جلوہ محبوب دکن" (ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ) نے تو انجمن نعمانیہ کی پوری تاریخ اور تدریسی خدمات کو شائع کیا۔ "اخبار باد صبا" بنگلور' "اخبار نیر آصفی" مدراس نے ۲۵/ جنوری ۱۳۰۰ھ کو "شوکت الاسلام" مدراس نے ۱۳/ شوال المکرم ۱۳۱۷ھ کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ جے پور کے ایک رسالہ "نیرنگ جہان" مطبوعہ جنوری ۱۹۰۰ء نے تو نہایت ہی اعلیٰ انداز میں انجمن نعمانیہ کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔

جب مولانا محرم علی چشتی نے انجمن نعمانیہ کی طرف سے یہ تحریک چلائی تو ملک کے گوشے گوشے سے مخیر حضرات آگے بڑھے۔ کئی حضرات نے طلباءِ نعمانیہ کے وظیفے مقرر کر دیے۔ کئی حضرات نے ایک ایک طالب علم کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کا اعلان کیا۔ کئی حضرات نے ایک ایک استاد کو ہر ماہ تنخواہ دینے کا اعلان کیا۔ غرضیکہ اس تحریک سے اور ہندوستان کی اخبارات میں اس تحریک کے تعارف شائع ہونے سے نہ صرف انجمن نعمانیہ لاہور کی مالی امانت ہوئی بلکہ نعمانیہ کا تعارف دور دور تک پھیلا۔

دارالعلوم نعمانیہ کا اپنی بلڈنگ میں پہلا جلسہ

۱۹۱۱ء کو جب دارالعلوم نعمانیہ شاہی مسجد سے اپنی عمارت میں آگیا تو سب سے پہلا جو سالانہ اجلاس ہوا۔ اس میں جن علمائے کرام نے تقریریں کیں۔ ان میں مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا غلام مرشد، حاجی فضل احمد لدھیانوی، مولانا عبدالمجید ایڈووکیٹ لائل پوری۔ الشاہ عبدالاحد پیلی بھیت کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ دوسرے اجلاس میں ابو سعید صالح محمد ترانوالی، مولانا محمد ابراہیم بنارسی، شاہ رسول مدرس نعمانیہ، سید میر افضل شاہ کابلی بھی قابل ذکر ہیں۔ مولانا سعید احمد ابن مولانا فتح محمد تائب لکھنوی، مولانا محمد الدین روتیو ممبر کونسل ریاست بہاول پور مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں (خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی) اور مولانا محمد بخش مسلم کی تقاریر بھی قابل ذکر ہیں۔

انجمن نعمانیہ کے سالانہ جلسہ پر لاہور کی دکانیں بند کردیں گئیں

۱۹۱۱ء کو میلاد النبی پر ایک جلسہ ہوا تھا۔ اس جلسہ کی تفصیلی روئیداد رسالہ "تہذیب لاہور" میں شائع ہوئی تھی۔ جس میں بتایا گیا کہ اس جلسہ کے لیے سارے شہر لاہور میں منادی کروا دی گئی کہ تمام دکاندار اور صنعت کار اپنے ادارے بند رکھیں۔ یہ اعلان پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری کی طرف سے ہوا۔ نماز ظہر کے بعد اسلامیہ کالج کے وسیع گراؤنڈ میں جلسہ ہوا اور یہ جلسہ نماز شام تک جاری رہا۔ علامہ اقبال اس جلسہ کے روح رواں تھے۔ اپنی کئی نظمیں سنائیں اور حاضرین جلسہ کو میلاد النبی کی اہمیت یاد دلائی۔ علامہ اقبال کے دست راست شیخ عبدالقادر نے اپنی تقریر میں حضور کی بارگاہ میں اپنے مخصوص انداز میں تقریر کی۔ اس جلسہ میں مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر روزنامہ "زمیندار" نے لاہور کے مسلمانوں کو زبردست خطاب کیا اور خود "یا رسول اللہ" کے نعرے لگواتے رہے۔ اس جلسہ میں شمس العلماء مفتی محمد عبداللہ ٹونکی استاد اورنٹیل کالج لاہور، مولانا عبدالحکیم مدرس نعمانیہ نے بھی خطاب کیا۔ امیر ملت پیر جماعت علی شاہ کرسی صدارت پر تشریف فرما رہے۔

انجمن نعمانیہ کا ایک شاندار سالانہ جلسہ (1912ء)

۲۶/ اپریل ۱۹۱۲ء انجمن نعمانیہ کا ایک سالانہ جلسہ ہوا جس کا اہتمام مولوی محرم علی صاحب چشتی (جو اسی سال انجمن نعمانیہ کے صدر مقرر ہوئے تھے اپنی نگرانی میں جلسہ کے آغاز میں انجمن نعمانیہ کی علمی اور تبلیغی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی۔ اس اجلاس میں مولوی محمد اکرام الدین بخاری نقشبندی امام و خطیب مسجد وزیر خان نے زبردست تقریر کی۔ اس اجلاس میں مفتی حاجی ولی محمد شمس العلماء فخر ہند جالندھری نے بڑی عالمانہ تقریر کی۔ مولانا ہدایت الرسول قادری لکھنؤ سے تشریف لائے۔ اس اجلاس میں سید ظفر حسین ہوشیارپوری، مولانا عبدالمجید سرہند شریف اور حضرت ابوالمحمود سید مولانا دیدار علی شاہ صاحب الوری (جو بمبئی سے خصوصی طور پر لاہور میں پہلی بار تشریف لائے تھے) مولانا عبدالحکیم پشاوری، سید حافظ جماعت علی شاہ علی پوری اور ان کے صاحبزادہ حافظ سید محمد حسین علی پور حضرت اور صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے خصوصی طور پر تقاریر کیں۔ مولانا محمد شفیق بگوی امام شاہی مسجد سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد پیلی بھیت (خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی) ابن حضرت مولانا مفتی وصی احمد سورتی نے اہل لاہور کو خطاب سے پہلی بار خوش کام کیا۔

اسی سال نعمانیہ کے مدیر اعلیٰ خلیفہ تاج الدین احمد حج بیت اللہ سے واپس آئے تھے جن کے اعزاز میں ۶/ مئی ۱۹۱۲ء کو ایک استقبالیہ دیا گیا۔ نعمانیہ کے کئی اراکین جن میں مولانا محرم علی چشتی، ڈاکٹر غلام محی الدین، فقیر سید سعید الدین تو بندرگاہ بمبئی تک استقبال کرنے گئے۔ لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر اہل لاہور کا ایک جم غفیر استقبال کے لیے موجود تھا۔ پروفیسر خواجہ نور بخش توکلی اور حاجی شمس الدین نے مدیر اعلیٰ نعمانیہ کی آمد پر مناقب پیش کیے اور مولانا تاج الدین احمد کی دینی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا گیا۔

۱۹۱۲ء میں طلباء کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ اب تک انجمن نعمانیہ

روئداد جلسۂ سالانہ انجمن نعمانیہ ہند لاہور

سنہ ۱۳۴۴ھ سنہ ۱۹۲۵ء

منعقدہ ۶-۷-۸ ربیع الاول مطابق ۲۵ تا ۲۷ ستمبر

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین فخر الاولین والاخرین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ واھلبیتہ واولیاء امتہ اجمعین الطیبین الطاہرین

امّا بعد اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے فضل واحسان سے انجمن و دار العلوم نعمانیہ ہند کی عمر کے چالیسویں سال میں اڑتیسواں سالانہ جلسہ بتواریخ مندرجۂ عنوان منعقد ہوا۔ دار العلوم ہذا ۵۔ صفر سنہ ۱۳۰۵ھ سے جاری ہوگیا ہوا ہے۔ شروع اسکا مسجد میاں سرشت واقع سید مٹھا میں ہوا تھا جبکہ صرف تیرہ علماء ہر درجہ کے جمع ہوسکے تھے۔ بوقت سے مدرسہ تو مسجد تکیہ خاں موچی دروازہ میں جاری رہا۔ عامہ مسلمین کی بے اتفاقی کے علاوہ اسکو اپنے ہی عزیزوں اور خویشوں کے ہاتھوں سے ہمیشہ صدمات پہنچتے رہے سنہ ۱۸۹۶ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک قریب دس سال وہاں رہا۔ آخر بھوس کا چھپر جو قرآن خواں طلبہ کے لئے حجروں کے علاوہ میدان میں انجمن کی لاگت سے بنوایا گیا تھا۔ کسی طرح سے جلوا دیا گیا۔ اور وہاں سے مدرسہ مسجد شاہی کے حجروں میں (جو حضرت محی الدین اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ خالص حنفی المذہب کی بنا کردہ ہے) منتقل کرنا پڑا جہاں قریب دس سال جاری رہا۔ اور قریب دو ہزار روپیہ مسجد مذکور کے حجروں کی مرمت اور جوڑی تختوں وغیرہ پر انجمن نے وقتاً فوقتاً خرچ کیا۔ وہاں سے بھی آخر تقاضا ہوا کہ کرایہ نامہ لکھدو۔ اور انجمن کے تالوں پر تالے لگا دئیے گئے اور مطبخ وہاں سے اٹھانے کے لئے قلعہ کے بہانے سے کمانڈر انچیف صاحب اور وائسرائے صاحب تک تحریک گئی۔ تب تک اللہ جلشانہ نے انجمن کو اپنا مکان ملکیتی دیدیا۔ جس کے حالات بہت کچھ تصریح طلب ہیں صرف ریا اور سُمعہ کے خیال سے کبھی پبلک میں اسکی صراحت نہیں کیگئی۔ انجمن کی روئدادوں اور کاغذات محفوظہ کے دیکھنے والوں کو سب کچھ واضح ہو سکتا ہے سنہ ۱۹۰۶ انگریزی سے

دارالاقامہ اور سنہ ۱۹۰۵ سے یتیم خانہ اور سنہ ۱۹۱۱ سے بالکلیہ دارالعلوم اسی مکان میں منتقل ہو گیا۔ جس میں کئی سال سے سالانہ جلسہ بھی ہوتا رہتا ہے اس سے پہلے مسجد وزیر خاں اور مسجد طلائی اور طویلۂ نواب غلام محبوب سبحانی مرحوم واقعہ بھاٹی دروازہ میں سالانہ جلسے حسب موقعہ ہوا کرتے تھے۔ امسال زائد سال سے پوری طاقت کے ساتھ مخالفت ہو رہی تھی۔ چونکہ انجمن ایسی مخالفتوں کی ہمیشہ سے عادی ہو گئی ہے [illegible] کو اللہ جل شانہٗ کے ازدیاد احسان کا تجربہ کر چکی ہے۔ ہمیشہ اللہ جلشانہ ایسی صورتوں میں ترقیات ہی کرتے گئے۔ صرف [illegible] انجمن کی طرف سے ایسی مخالفتوں کا سوائے استدعا بجناب باری کوئی ظاہری ذریعہ نہیں اختیار کیا گیا۔ اور ہمیشہ صبر و تحمل سے گذارہ کیا گیا۔ اور یہ محض حضور باعث تکوین عالم کی امداد اور امام الائمہ سراج الامہ کے روحانی فیوضات و برکات کے سبب ہوتا رہا۔ اور یقیناً جب تک اس کے کام کرنے والوں کی نیات میں خلوص رہیگا۔ اس طرح کی امداد بھی ہمیشہ جاری رہیگی۔ واقعات تو کثیرہ ہیں۔ لیکن اُن کا اظہار ایک قسم کا شکوہ ہو جاتا ہے۔ جو ناپسندیدہ ہے۔ اللہ جل شانہٗ علام الغیوب ہیں۔ اور ہر ایک کے ظاہری و باطنی افعال کو خوب جانتے ہیں۔ امسال جلسہ بھی ہر پہلو سے بہ نسبت سالہائے ماسبق بخیر و عافیت محفوظ و مامون اور بہتر رہا۔ الحمد للہ علےٰ نعمائہ و امتنانہ۔

پہلا دن جمعۃ المبارک کا تھا۔ نو بجے سے تلاوت قرآن مجید شروع ہو گئی کئی ختمات کئے گئے گیارہ بجے سے میلاد شریف شروع ہوا۔ صوفی حافظ محمد امین خاں صاحب خلیفہ مجاز حضرت سید صوفی شاہ محمد حسین مرادآبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے نظم میلاد شریف پڑھا اور منشی غلام محمد صاحب بٹیالوی اور ملک عطاء اللہ خاں صاحب شاہجہانپوری اور منشی غلام مصطفےٰ صاحب آسی لاہوری اور مولوی عبد اللہ صاحب محرر ثانی نے بالحان خوش نعت ہائے رسول اکرم سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ بارہ بجے کے بعد قیام و سلام پڑھا گیا دعا پر مجلس میلاد ختم کی گئی اور ایصال ثواب کر کے تبرک موجودہ تقسیم کیا گیا۔ اور نماز جمعہ کے لئے فراغت دیگئی۔ اس جلسہ میں مست جمال صاحب قادری لائل پوری شریک نہیں ہوئے وجہ معلوم نہیں۔ میاں ترا عدین صاحب عشق لہر نے ایکدن پیشتر آکر عذر کر دیا تھا کہ وہ دہلی جانے والے ہیں اُ سنا

شاگرد پیش ہوگا۔ لیکن وہ بھی اُسوقت موجود نہ تھا۔ منشی محمد صدیق صاحب کا آنے کا وعدہ حاجی معراج الدین صاحب کے ذریعہ تھا لیکن وہ اسوقت نہ پہنچ سکے۔ میاں فیروز الدین صاحب علاقہ بند اور حافظ عبدالرحمن صاحب سنیاسی بھی شامل نہ ہو سکے۔ وجوہ نا علمی ہے

۲ عالیجناب شفاء الملک حکیم مفتی محمد سلیم اللہ خان صاحب صدر انجمن نے باوجود اپنی ایسی حالت کے کہ وہ قریب عرصہ دو سال سے مرض فالج و لقوہ و دیگر عوارض میں مبتلا ہونے کے جبکہ وہ بغیر کسی دوسرے کے سہارے کے کروٹ بھی نہیں بدل سکتے۔ اپنی حقیقی اور واقعی محبت کا ثبوت اُس انجمن کے ساتھ اس طرح دیا۔ کہ ہر سہ یوم کے لئے جلسہ گاہ میں اپنی ذات بابرکات کو پہنچوایا۔ اور ہر وقت ہمہ تن جلسہ کے حالات پر متوجہ رہے۔ جن کی بجائے تقریر افتتاحی حضرت مولانا مولوی حاجی نور بخش صاحب توکلی ایم۔ اے نے بیان فرمائی (جو اسوقت ابتدائے جنوری ۱۹۲۵ء سے بیس ماہ کی رخصت پر اپنے وطن تشریف لے گئے ہوئے ہیں) فقیر راقم کی گذارشات پر باوجود اپنی دینی مذہبی مصروفیتوں کے اسی ۶۔ ربیع الاول کی شب کو بارہ بجے جلسہ گاہ میں پہنچ گئے تھے اور صبح سے جلسہ کے اہتمام میں مصروف ہوکر ہر سہ یوم متواتر قریب اٹھارہ گھنٹہ روزانہ کھڑے رہے۔ جو دبیر فقیر کے لئے بوجہ ضعف و نقصان قویٰ قریب ناممکن تھا۔ جزاہما اللہ تعالیٰ خیر الجزا فی الدارین توکلی صاحب کو صبح ہی تار آگیا کہ اُن کے قریبی عزیز کے گھر میں ایسی سخت بیمار ہوگئی ہے کہ ناامیدی ہے لیکن ممدوح نے فیصلہ کیا کہ حیات و ممات بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور میں بھی اُسی کے کام میں مصروف ہوں۔ میں اس کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے انکا یہ خلوص نیت قبول فرمایا اور چوتھے روز تار بذریعہ ڈاکخانہ آگیا کہ مریضہ کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی۔

اسوقت عبدالعزیز سابق متعلم دارالعلوم اور خورشید عالم نے نعت خوانی کی۔ اور حافظ مظفر الدین خلف منشی محمد عبداللہ صاحب منصرم انجمن اور حافظ محمد مظفر خلف خلیفہ احمد بخش صاحب امام مسجد بوڑھ والی — نے آیات قرآنی تلاوت کیں جس کے بعد جناب مولانا مولوی حاجی ابو النصر کمال الدین حمد اللہ صاحب مہتمم مدرسہ عالیہ پٹی نے ایک مؤثر وعظ فرمایا۔ اور استاد گام صاحب نے اپنی پنجابی نظم سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ چونکہ مولوی کرم الدین صاحب رئیس بھیں تشریف نہ لاسکے تھے مولوی حافظ

جمال الدین صاحب امام مسجد کو ٹھیداران نے عالمانہ وعظ فرمایا۔ مولوی کرم الدین صاحب بوجہ علالت اپنے صاحبزادے کے نہ پہنچ سکے تھے جن کا کارڈ آگیا تھا۔ جس میں درج تھا کہ کل تک ضرور پہنچ جائینگے۔ لیکن دوسرے دن کے لئے بھی کارڈ آگیا۔ کہ تکلیف زیادہ ہوگئی ہے آج بھی نہیں پہنچ سکتے۔ چنانچہ ہر سہ روز کے جلسہ میں تشریف نہیں لا سکے۔

نمبر ۳ نماز عصر کے بعد مولانا مولوی سید غلام جعفر شاہ صاحب بھاکری نے عمدہ وعظ فرمایا۔

نمبر ۴ بعد نماز مغرب نعت خوانی ہوکر مولوی محمد غلام جان صاحب مدرس دار العلوم ہذا نے وعظ فرمایا۔ جن کے بعد مولوی محمد یار صاحب بہاولپوری کا عام پسند وعظ ہوا۔ اور ان کے بعد مولانا مولوی سید مفتی محمد اعظم شاہ صاحب شاہجہانپوری کا وعظ ساڑھے گیارہ بجے شب تک ہوکر اسدن کا جلسہ ختم ہوا۔

شاہ صاحب مذکور کے تحریری وعدہ آنے پر آن کا اسم گرامی انضباط اوقات میں درج ہوا تھا لیکن جلسہ سے دو روز پیشتر خط آگیا۔ کہ گھر میں موسمی بخار کا اثر پھیل گیا ہے اور آنا متعذر ہوگیا ہے۔ جسپر اُنکو تار دیا گیا کہ ضرور آجائیے۔ اور وہ فوراً سوار ہوکر جمعہ کی صبح کو پہنچگئے۔ اللہ تعالےٰ کے رحم وکرم سے بعد میں اُنکے ہاں سے خطوط بھی آگئے۔ کہ اب صحت ہے اطمینان رکھئے +

یوم شنبہ

نمبر ۵ حسب معمول طلبہ و مدرسین۔ اراکین وسامعین موجودة الوقت نے تلاوت قرآن امجد کی۔ اور ایصال ثواب کرکے تبرک تقسیم کیا گیا۔ اور وقت مقررہ پر حسب معمول نعت خوانی ہوکر مولوی محمد یار صاحب بہاولپوری کا وعظ ہوا۔ چونکہ مولانا مولوی حافظ حاجی مشتاق احمد صاحب کانپوری موجود نہ تھے بہاولپوری صاحب کے بعد مولانا مولوی حافظ غلام مرشد صاحب کا وعظ شروع ہوگیا جو دوسرے کا وقت لیکر بھی پورا نہوا۔ اور دوسرے وقت پر معلق رکھا گیا۔ لیکن بعض سامعین اہل غرض نے شوروغل کیا کہ انہی کا سلسلہ پورا کرایا جاوے۔ چنانچہ اسپر بے موقع اجازت دی گئی اور اڑھائی بجے تک انکا بیان ختم ہوا +

نمبر ۶ نماز ظہر کے بعد مولانا قاضی حاجی فضل احمد صاحب لدھیانوی کا بیان جو تحریری ہے روئداد ہذا کے بعد ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد مولوی

عبد المجید صاحب مجید وکیل لائل پور نے ایک دلکش نظم اپنے نفیس لہجہ میں سُناکر حاضرین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ چونکہ شاہ عبد الاحد صاحب بیلی بھیت بھی تشریف نہ لاسکے تھے انکا وقت بھی اسی میں صرف ہوگیا۔ علے ہذا سید غلام قطب الدین برھمچاری پردیسی جی سہسوانی حافظی چشتی کی خدمت میں پہلے دعوتی اشتہار کے ساتھ خط بھیجا گیا تھا۔ لیکن وہ دو ہفتے کے بعد بہت سی مُہریں لگ کر واپس آیا تب اس کا لفافہ اور مزید تحریر آگرہ کے پتہ پر بھیجی گئی۔ جس کے جواب میں کارڈ آیا۔ جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ خط بہت دیر میں پہنچا۔ اور خصوصیت ہے کہ میں ضرور آؤنگا۔ آپ میرا نام شائع کردیجئے۔ اور یہہ اُسوقت آیا جبکہ پروگرام بہت سا چھپ چکا تھا۔ بقیہ پتھر پر اُنکا اسم گرامی لکھواکر شائع کیاگیا۔ لیکن جلسہ کے دوسرے روز عذر کا کارڈ آگیا کہ آپکی طبیعت ناساز ہوگئی ہے معذور ہیں۔

۷ نماز عصر کے بعد مغرب تک مولوی ابو البشیر محمد صالح صاحب نے بیان فرمایا۔

۸ بعد نماز مغرب مولوی محمد ابراہیم صاحب بنارسی کو وقت دیا گیا کیونکہ اسی دن تشریف لائے تھے اور جو اُنکے لئے وقت قبل از عصر مقرر تھا اسکے لئے انہوں نے عذر کیا کہ سر میں درد ہے اور سفر کا تکان ہے باہر ہواخوری کو چلے گئے وقت مقررہ پر موجود نہ تھے) اُن کا بیان بھی مختصر ہوا۔ اُنکے بعد مولوی شاہ رسول صاحب مدرس دار العلوم نے وعظ فرمایا۔ چونکہ حکیم سید میر افضل شاہ صاحب کابلی ہیں۔ اُنہوں نے تحریری مضمون عطا فرمادیا جو زبان فارسی میں ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ درج رسالہ ہوگا۔ اور سید حسین صاحب سجاد نشین گڑھی بھی موجود نہ تھے۔ جن کا بعد میں خط آیا کہ اتفاقیہ بیمار ہونے سے نہیں پہنچ سکے اُن کی مختصر نعت سرورق کے تیسرے صفحہ پر درج ہے۔ اور سید حامد شاہ صاحب مدیر رسالہ القادر گنگا بھی کسی نامعلوم وجہ سے نہ پہنچ سکے اس لئے مولانا مولوی سعید احمد صاحب مدرس اشرف العلوم کا نپور خلف الصدق مولانا فتح محمد تائب مرحوم لکھنوی کا موثر بیان ہوا۔ اور اُن کے بعد مولانا مولوی ابو النصر حمد اللہ صاحب موصوف الصدر کا مختصر وعظ ساڑھے گیارہ بجے تک ہوا۔ اور دُعا پر اس روز کا جلسہ ختم کیا گیا۔

وغیرہ صفات قدیمہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً و کشفاً" ثابت ہے کہ مقربان درگاہ حق کی دعا و ہمت و برکت وجودات مظہر فیضان عنایت الٰہی ہے۔ صرف اسباب کو مدنظر رکھنا اور مسبب جل شانہ کی قدرت کاملہ کا نہ ماننا یا قدرت کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر کرنا کفر ہے اور اسباب کا کلیتہ نفی کرنا ابطال حکمت قدیمہ کے علاوہ سعادت دین و دنیا سے محروم رہنا ہے۔ اور اسباب ظاہری و باطنی (اولیائے مقربین) کو جلوہ گاہ صفات مان کر ان سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمالیت ایمان کا نشان ہے۔

۸ - جوہر، عرض، جسم، مکان، زمان، جہت، حرکت، انتقال، تبدیل ذاتی و صفاتی، جہل کذب ممکنات سے مختص ہیں۔ ذات حق پر سب محال بالذات ہیں۔

۹ - "استوا علے العرش" ضحک، وجہ، ید وغیرہ صفات منصوصہ کذا مثل صفات ثمانیہ، سمع، بصر، ارادہ کلام، قدرۃ، حیواۃ، تکوین، بیچون و بے چگون ہیں۔

۱۰ - ادراک حقیقت الٰہیہ میں انبیاء اولیاء عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی و صفاتی و اسمائی نصیب انبیاء اولیاء حسب المراتب دنیا میں ہوتی ہیں۔

۱۱ - رویت ذات حق میں اہل جنت کے لیے ثابت ہے۔ بلا کیف و بلا جہت

۱۲ - اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال و اعمال کا خالق اور مالک ہے لیکن راضی با لکفر وا لمعصیت نہیں ہے۔

۱۳ - تمام خیر و شر خالق الکل جل شانہ کے ارادہ خلق و تقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے۔ وہی ظاہر ہوتا ہے لیکن صرف خیر پر ہے۔

۱۴ - تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نیکی اور بدی کا راستہ بتا کر اپنے افعال میں گونہ اختیار دیا ہے جس کے سبب انسان اور حجر و شجر میں فرق بدیہی ہے۔ جسے اصطلاحات تصوف میں کسب کہتے ہیں۔

۱۵- جبر جو منافی جزا ہو اور قدر جو شرکت شے کی خالقیت میں قادر مطلق سے پیدا کرے باطل ہیں، زیادہ خوض و بحث اس مسئلہ میں ممنوع ہے امور مذکورہ پر ایمان لانا باعث نجات ہے اور ان کا انکار ہلاکت پس عقلمندی و سعادت یہ ہے کہ حصول نجات کا فکر ہو۔

۱۶- بے نیاز ہے کسی کا اس پر حق نہیں ہے۔ مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔

۱۷- اس کے تمام افعال حکمت و مصلحت پر مشتمل ہیں، لیکن اس سے کوئی غرض یا نفع عائد بذات مقدس نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی شے اللہ تعالٰی پر واجب ہے۔ قبح و ظلم و سفہ و عبث سے اس کے افعال منزہ ہیں۔

۱۸- مومن کو دین حق پر انشراح عطا فرمانا اور اسے قبول کرنا اور اس کے مطابق اعمال و احسان کی توفیق عطا فرمانا اس کا فضل ہے اور کافر کو صرف عقل و حواس عطا فرما کر تبلیغ انبیاء کا اس کے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا جناب رب العزۃ کا عدل ہے۔

۱۹- صفت عدل و فضل کی چھ صورتیں ہیں۔ جن کا اعتقاد کرنا معین پر فرض ہے۔

(۱) حق سبحانہ تعالٰی کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں فرماتا

(۲) کسی کے اعمال حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا

(۳) کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا

(۴) اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کے لیے اجر رکھتا ہے۔

(۵) کسی کو طاعت یا معصیت پر جبر نہیں فرماتا

(۶) فوق الطاقت کسی کو تکلیف نہیں دیتا

۲۰- افعال کا باعث ثواب و عقاب اخروی ہونا صرف اسی کے حکم سے ہے۔ اس میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ بعض کی حکمت کو عقل ادراک کر سکتی ہے اور اکثر میں اخبار انبیاء کی محتاج ہے۔

۲۱- ہر ایک صفت الٰہی بالذات واحد ہے اور بحسب التعلق غیر

متناہی متعلقات حادث ہیں اور اس کی صفات قدیمہ ہیں۔
۲۲۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے بہت نام ہیں جن کی خبر اسی نے اپنے کلام پاک میں دی ہے۔ اہلسنت کے نزدیک دعا و ذکر الٰہی انہی اسمائے گرامی سے ہے جو شرع مطہرہ میں وارد ہیں یہ سب اسماء کلام الٰہی کی مانند قدیم ازلی ابدی ہیں اور عباد کا اپنی زبان پر لانا یا لکھنا حادث ہے۔
۲۳۔ اہلسنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص شان الوہیت ہو اس کو ذات حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔
۲۴۔ وحدت وجود حسب تقریر بر محققین حق ہے۔ شریعت حقہ کے کسی اصل کے منافی نہیں ہے۔ فرق مراتب و حفظ احکام ضروری ہے۔ جو صفات مستلزم مرتبہ الوہیت کے ہیں ان کا مراتب سافلہ پر اطلاق کرنا بالعکس کفر ہے۔ جس طور پر یہ مسئلہ اکابر اسلام پر مکشوف ہوا ہے اور اولیا متشرعین نے حتیٰ الامکان بیان فرمایا ہے بحفظ حدود شرعی اس پر اعتقاد رکھنا باعث تکمیل ایمان اور اس کا انکار خسران و حرمان ہے۔

الایمان بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اسلام و ایمان کا رکن اعظم جس کے بغیر کسی حالت میں بندہ مومن یا مسلم نہیں ہو سکتا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات ثابتہ بالنص الصریح کی تصدیق قلبی و اقرار لسانی ہے اور آپ کی تعظیم ظاہری و باطنی سے ہر حالت میں متصف رہنا تمام اعمال و عبادات کی قبولیت کا اصل اصول ہے۔
۲۔ آپ تمام انبیائے کرام سے افضل اور سب کے سردار ہیں۔
۳۔ میثاق توحید الٰہی و ربوبیت ذات حق جیسا تمام بنی آدم سے لیا گیا ویسا ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور تعظیم کا تمام انبیاء سے موکد طور پر عہد لینا باخبار الٰہی منصوص ہے۔
۴۔ آپ خاتم الانبیاء ہیں تو آپ کے زمانہ مین اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا۔

انجمن نعمانیہ کی طرف سے سربراہان مملکت کے نام

ایک تعارفی خط

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم اموالھم بان لھم الجنہ

بحضور لامع النور

کشود است ہر سطرے از نامہ ام
پرو بال از خویش راہی شدن
بطوف جنابے کہ از خاک آن
تواں محرم قبلہ گاہی شدن
کنوں خواہد شوق آن آستان
خم و پیچ خط کجکلاہی شدن
تو ہم ساعتے اے نسیم بہار
چو آنجا رسی سجدہ خواہی شدان

تمام تر توجہ اس وقت اہل دنیا کی ترقیات دینوی پر مبذول ہو رہی ہے۔ معاذ کے لیے بہت ہی کم توجہ بلکہ قریب صفر کے باقی رہ گئی ہے حالانکہ ابدی زندگی کا فکر اہم مارب و اجل مقاصد ہے۔ دینیات کی طرف سے کچھ ایسی بے توجہی خاص کر ہمارے اہل ملک کی ہو رہی ہے کہ علم دین حاصل کرنے کے لیے بہت کم

کی دعوت سے خارج نہیں ہو سکتا۔

۹ - جیسا کہ واحد عددی کا بحیثیت اولیت ثانی یا ثالث ہونا محال ہے۔ ویسا ہی بحیثیت عموم دعوت مذکورہ و اولیت خلق و ختم نبوت و افضلیت مطلقہ و خلافت کبریٰ و اولیت فے الشفاعۃ وفی دخول الجنۃ واصالت فی کل فضل و وساطت فی کل نعمت وغیرہا صفات کثیرہ ناممکن الاشتراک کے آپ کے نظیر محال اور ممتنع ہے۔

۱۰ - آپ کی صورت مقدسہ بلحاظ جسمیت معروض بعض عوارض بشریہ تھی اور آپ کی روحانیت اوصاف بشری سے برتر اور تغیر و آفات و عیوب و نقائص بشری سے منزہ اور ضعف انسانی سے مبرا اور اعلیٰ صفات ملکیہ سے متصف تھی۔ پس آپ کا علم باللہ و صفاتہ قبل بعثت تمام عیوب و نقائص شک و جہل وغیرہ سے مبرا و منزہ ہے۔

۱۱ - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین حیثیتیں ہیں۔ اول ظاہر بہ اعتبار صورت بشر، دوم ملکی، سوم وہ مرتبہ جس کو خدا ہی جانتا ہے۔

۱۲ - آثار شریفہ و آثار سلف صالحین کی تعظیم ضروری ہے اور ان کو ذریعہ اجابت دعا خیال کرنا صدق ایمان کی نشانی ہے۔

۱۳ - بہ نسبت علوم اولین و آخرین آپ کا علم اعلیٰ و اکمل ہے اور آخر عمر شریف تک ملکوت سماوی و ارضی و تمام مخلوقات و جملہ اسمائے حسنیٰ و آیات کبرے و امور آخرت و اشراط ساعۃ و احوال سعداو اشقیا و علم ماکان و مایکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم بشریہ و ملکیہ سے آپ کا علم اشمل و اکمل ہے علم الٰہی اور آپ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔

(۱) علم الٰہی غیر متناہی بالفعل اور مطلق اور حضور کا علم متناہی بالفعل غیر متناہی بالقوۃ اور محاط ہے۔

(۲) علم الٰہی بلا ذرائع و وسائل ازلی و ابدی ہے اور آپ کا علم بذریعہ وحی الہام کشف، منام و بسط حواس و بصیرہ مقدسہ حادث ہے۔

۱۴ آپ کے تمام اخبار و اقوال متعلق دین و دنیا صادق اور حق ہیں۔ شک و وہم، و جہل وغیرہ نقائص و مداخلت شیطانی سے منزہ و مبرا ہیں۔

۱۵ آپ قبل نبوت و بعد نبوت کبائر و صغائر سے معصوم اور تمام قبائح بشری سے مبرا ہیں۔

۱۶۔ بعض افعال بلاغیہ و احکام شرعیہ میں نسیان و سہو آپ سے بغرض تشریح و افادہ علم یا ارادہ الٰہیہ واقع ہوا ہے اور صدور سہو و نسیان منافی شان نبوت نہیں بلکہ نسیان و ذہول از ناسوت بوجہ استغراق در لاہوت از قسم کمال ہے۔ جیسا کہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہے البتہ ان کے سہو ونسیان کو اپنے سہو ونسیان پر قیاس کرنا اور .بقصد تحقیر آپ کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

۱۷۔ تمام عوارض بشری یعنی مرض تکلیف بدنی وغیرہ جو انبیاء علیہم السلام کو لاحق ہوتے ہیں۔ ظاہری صورت مشابہ عوارض عامہ افراد انسانی ہین اور بلحاظ نتائج و آثار باطنی و حکمت خفیہ الہیہ تمام افراد بشر کے عوارض سے برتر اور اعلیٰ ہیں۔ مثلاً تکالیف امراض انبیاء علیہم السلام سے نتیجہ اظہار احوال عالیہ مثل، صبر، رضا، شکر، تسلیم، توکل، تفویض، دعا، تضرع اور موعظت امت بوقت لحوق عوارض کذائیہ بہ تحصیل امور مذکورہ ہے۔ پس اپنے عوارض پر عوارض انبیاء کو خیال کرنا سخت بے ادبی اور بعض حالات میں جب کہ تحقیر لازم آئے، کفر ہے۔

۱۸۔ حضور سید الانبیاء کا مغیبات پر مطلع ہونا آیات و احادیث سے بالتواتر ثابت ہے۔ منکر اس کا منکر قطعیات ہے۔

۱۹۔ آپ روضہ منورہ میں مثل دیگر انبیاء علیہم السلام زندہ بحیات حقیقت دنیاویہ جسمانیہ ہیں۔ خاکساران امت کے حالات پر مطلع اور عاشقان درگاہ پر ہر لحظہ متوجہ ہیں۔

۲۰۔ زیارت روضہ منورہ اعظم السعادات ہے انکار اس کا بدعات بدترین میں سے ہے۔

۲۱۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو معجزات ذیل وغیرہ سے مخصوص فرمایا۔

(۱) معراج جسمانی بحالت بیداری حرم شریف سے بیت المقدس کی

طرف اور امامت انبیاء کرام اور سیر سماوات و آیات کبریٰ و جنت و نار وغیرہ

(۲) اپنا جمال پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشم ظاہر دکھایا

(۳) شق القمر

(۴) ستون مسجد شریف کا آپ کے فراق میں گریہ وزاری کرنا

(۵) احجار و اشجار کا آپ پر سلام کرنا اور تصدیق نبوت کرنا

(۶) آپ کی انگشت ہائے شریفہ میں سے پانی جاری ہونا اور ایک پیالہ پانی سے لشکر کا سیراب ہونا

(۷) آپ کی برکت سے قلیل طعام کا اس قدر بڑھنا کہ ہزارہا آدمی سیر ہو جائیں

(۸) بکری مذبوحہ کا آپ سے کلام کرنا

(۹) مذکورہ معجزات و دیگر خوارق مثل احیاء اموات جو احادیث سے ثابت ہیں بلا تاویل حق و نفس الامری ہیں

۲۲ - تمام معجزات سے اعلیٰ و اقویٰ و ادوم قرآن شریف ہے جس کے مقابلہ سے تمام مخلوقات عاجز ہے۔ قرآن مجید کی ترکیب لفظی و محاسن معنوی و اخبار غیبیہ تمام معجزہ ہیں۔

ماجاء بہ سید الانبیاء علیہ افضل صلوات رب الورٰی

۱ - حضور مظہر الاتم سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کئی قسم کی ہوئی ہے۔ علاوہ وحی ملکی کے دو اور قسم بھی ہیں۔ جن میں فرشتہ کو دخل اور توسط نہیں ہوتا۔

۲ - قرآن شریف کلام نفسی قدیم ازلی ابدی ہے۔ جو بلباس اصوات و حروف جلوہ گر ہے اور بذریعہ ملک مقرب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور محبوب حق علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا۔

۳ - احادیث شریفہ قدسیہ ثابتہ باسناد صحیح وہ وحی ہے جو کبھی بتوسط کذائے اور کبھی بلاتوسط کذائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوئی۔

۴ - ہر دو وحی سے جو معنیٰ قطعاً ثابت ہیں، کوئی شبہ نہیں۔ اس میں

سے بعد علم و ثبوت قطعی الثبوت یا ظنی الدلالتہ کا بلاوجہ انکار بدعت یا فسق ہے۔

۵۔ امور ذیل کو حق ماننا ضروری ہے۔

(۱) حشر اجساد و اعادہ روح انہی اجساد میں جو دنیا میں ہیں

(۲) جزائے اعمال خیر و سزائے شر

(۳) صراط دوزخ پر ممتد ہے جس پر سب کو چلنا ہوگا۔ اہل نار کٹ کر دوزخ میں گر پڑیں گے۔ اور اہل جنت اس پر سے گزر کر جنت میں پہنچیں گے

(۴) حساب اعمال' میزان' جنت' نار اور یہ دونوں آخر الالذکر اس وقت موجود ہیں جن کی جگہ اللہ جلشانہ جانتا ہے

(۵) شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحق اہل کبائر حق ہے۔ اور آپ کی شفاعت مقبول ہے۔ جہاں آیات شریفہ میں نفی شفاعت واقع ہے وہ مقید بعدم رضا و اجازت الٰہی ہے

(۶) عذاب القبر کافر کو اور نعمت و راحت مومن صالح کو قبر میں حق ہے اور عصات مومنین مشیت الٰہی پر ہیں جسے چاہے عذاب فرمائے جسے چاہے نعمت بخشے۔

(۷) سوال منکر و نکیر جس سے خدا چاہے ضرور ہونے والا ہے

(۸) تمام رسل و انبیاء من جانب اللہ حق ہیں

(۹) ملائکہ اجسام نوری عوارض ظلمانی سے منزہ ہیں۔ ان کے مقامات آسمان پر مقرر ہیں۔ کوئی کائنات سماوی و ارضی پر مقرر ہیں اور بعض کتابت اعمال بنی آدم پر بعض عباد کے دل میں خطرات صالحہ القا کرنے پر اور بعض حفاظت بنی آدم پر۔ ان کے مقابلہ میں مخلوقات الٰہی میں سے شیاطین ہیں۔ جو خیالات فاسدہ کا القا کرتے ہیں۔ قرب قیامت میں حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور قتل دجال و قتل خنازیر کرنا اور پھر دین واحد کا ہو جانا سب حق ہے

(۱۰) کل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ۔۔۔ آسمانی صحیفے ان پر نازل

ہوئے حق ہیں

الاجتہاد فی الدین و تقلید المجتہدین

۱۔ عامتہ الناس جو درجہ اجتہاد سے بے بہرہ ہیں۔ تمام احکام فروعیہ غیر منصوصہ قطعیہ میں تقلید مجتہد پر مامور ہیں۔

۲۔ منصف اجتہاد مشروط بشرائط ذیل ہے۔

(۱)۔ علم قرآن پر بقدر آیات احکام حاوی ہو

(۲)۔ احادیث متعلقہ احکام سے واقف ہو

(۳)۔ علم' بیت' لغت' صرف و نحو' معانی و بیان وغیرہ میں کامل ہو

(۴)۔ مذاہب سلف سے پوری واقفیت رکھتا ہو

(۵)۔ قیاس کے اصول اور قواعد میں ماہر اور علاوہ اس کے ورع و تقوے میں اعلیٰ درجہ پر ممتاز ہو۔ استنباط احکام میں مداخلت نفس و ہوا سے محفوظ ہو

۳۔ جس میں ان صفات کی کمی ہو خواہ کیسا عالم کیوں نہ ہو تقلید کرنے کا پابند ان شرائط سے کسی شخص کا متصف ہونا اس کے آثار اجتہادی اور تدقیقات فقہی و اعمال و اخلاق متفقہانہ سے ظاہر ہو سکتا ہے جو عوام و خواص امت پر ظاہر ہو کر تمام اہل انصاف کے ذہن میں اس کی عظمت کو مرکوز آتے ہیں۔ جیسا کہ ہر فن کے مشاہیر کی اعلیٰ مہارت بلحاظ آثار ظاہرہ عامتہ الناس سے خواص تک سب سے نزدیک کالبدیہ ہوتی ہے ویسا ہی جب کسی عالم متقی کے آثار اجتہادی اس قدر ظاہر ہوں کہ خواص و عوام اس کے لیے منصب اجتہاد تسلیم کرنے پر مجبور ہوں تو وہ مجتہد مسلم ہوتا ہے۔

۴۔ امت مرحوم میں ۴ ائمہ اربعہ کا اجتہاد ان کے سب معاصرین ولاحقین سے اعلیٰ مانا گیا ہے اس کی وجہ وہی آثار علمی اور علامات زہد و تقویٰ ہیں۔ جس سے آج تک ہر طبقہ کے لوگ ان کو مجتہد تسلیم کرتے آئے ہیں۔

۵۔ ان میں سے امام الائمہ سراج الامت امام اعظم نعمان بن ثابت

ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ رئیس المجتہدین تسلیم ہو چکے ہیں۔

۶- حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کے تلامذہ مقلدین میں ایسے اکابر اسلام پیدا کیے۔ جنہوں نے حضور امام رضی اللہ عنہ کے مخرجہ مسائل و اصول مقررہ کو تالیفات و تصنیفات میں کمال تنقیح سے بیان کیا جو آئندہ تازہ واقعات و صور متحدہ میں دستور مقرر ہوئے۔

۷- کمالات علمی و فیضان انوار بطفیل حضرت امام ان علماء فقہ پر اسی صبغۃ الٰہیہ سے ہوا ہے جس کے سرچشمہ رئیس المجتہدین تھے۔ بنابرین حضرت امام محمد و امام ابو یوسف رحمہا اللہ باوجود تقلید فی الاصول و الفروع مختلفہ اقوال امام میں بحضور امام خلاف قول مستقر امام کو ترجیح کے لیے اور بعض احکام کو موافق اصول حضور امام رضی اللہ عنہ استخراج کرنے کے لیے خود امام الائمہ سے مامور ہوئے ہیں۔ پس صاحبین و دیگر ان کے ہم منصب جو امام الائمہ کے تلامذہ تھے مجتہدین فی المذہب کے نام سے مشہور ہوئے ان کا کام صرف بعض کو بحضور امام قول مستقر امام پر بوقت ظہور دلیل ترجیح دینا اور اصول امام کے مطابق تازہ احکام استنباط کرنا ہے۔

۸- ان کے بعد رحمت کا اور ظہور ہوا اور ایسے فقہا پیدا ہوئے جن کا تبحر اصول و فروع مذہب حنفیہ میں اس قدر تسلیم کیا گیا کہ وہ نو پیدا شدہ مسائل و جزئیات کو جن کی بابت بالصراحت روایات مذہب میں نہ ملیں۔ اصول و فروع مذہب حنفی سے تخریج کریں۔ جیسے حضرت ابو طحاوی، ابوالحسن کرخی، شمس الائمہ حلوای شمس الائمہ سرخسی فخر الاسلام بزودی، فخر الدین قاضیخاں وغیرہ سب مجتہد فی المسائل ہیں۔

۹- چونکہ تدبیر الٰہی اسی رحمت خاصہ کے کامل کرنے پر متوجہ تھی ان فقہا کے بعد ایک اور طبقہ پیدا ہوا جن میں امام ابوبکر احمد بن علی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ ہیں۔ ان کے حصہ میں گو کسی قسم کا اجتہاد نہیں لیکن اصول و فروع میں اتنی مہارت ان کو تھی کہ مجمل ذی وجہین مبہم محتمل امرین منقول عن صاحب المذہب واحد من اصحابہ کی تفصیل کر سکتے تھے۔ ان کو اصحاب تخریج کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ ان کے بعد وہ طبقہ فقہا پیدا ہوا جو بعض روایات کو بعض پر ترجیح دینے کی لیاقت رکھتے تھے۔ ان کو اصحاب ترجیح کہتے ہیں۔

۱۱۔ ان کے بعد تدبیر الٰہی اور رحمت نامتناہی سے وہ طبقہ فقہا ہوا جو مذکورہ بالا مراتب کے لائق نہ تھے لیکن روایات متعددہ میں سے اقوے قوی ضعیف اور ظاہر مذہب و روایت نادرہ میں فرق کر سکتے تھے۔ جیسے وہ حضرات جن کی کتابیں ہمارے زمانہ میں باعث فیض اور عالمگیر قبولیت سے ممتاز ہیں۔ طبقات اربعہ اولیٰ سے جو مذہب متعین ہو چکا ہے وہ صاحب کنز، صاحب مختار، صاحب وقایہ، صاحب مجمع کی کتابوں میں کمال تنقیح سے مذکور ہے۔

۱۲۔ ان کے بعد علماء/فقہاء نے انہی کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔ ان کتابوں کو کتب متاخرین سمجھ کر یہ کہنا کہ ان سے مذہب حنفی ٹھیک معلوم نہیں ہو سکتا محض خیال فاسد اور بیجا بدگمانی ہے۔ یہ کتب دراصل طبقات اربعہ کی قویہ روایات کے راوی ہیں اور ان کا ثقہ ہونا عندالکل مسلم ہو چکا ہے۔

۱۳۔ متون و شروح و فتاویٰ متاخرین جو معمول بہ و دستور العمل فتویٰ مقرر ہو چکے ہیں بلاشبہ مذہب حنفیہ کے مبین ہیں۔ ان کا خلاف بدعوے عمل بالحدیث بدون منصف اجتہاد گمراہی میں قدم رکھنا ہے۔ صدی چہارم تک مذاہب اربعہ خصوصاً مذہب حنفیہ کی اس قدر تنقیح ہو چکی ہے کہ کوئی جزی بلا تحقیق نہیں رہی اور آئندہ کے اغلب واقعات کے جوابات اسی تحقیقات سے برآمد ہو سکتے ہیں اس لیے فقہا کا فتویٰ ہے کہ اب اجتہاد ختم ہو چکا ہے اور اس کے بعد کوئی جدید مجتہد نہیں پیدا ہو گا۔

۱۴۔ جس طرح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبین و مبلغ احکام الٰہی ہیں اور آپ کی اطاعت جزو ایمان ہے ویسے ہی رئیس المجتہدین حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم و ہدایت کے مبلغ و مبین ہیں۔ اس حیثیت سے آپ واجب الاطاعت ہیں۔

۱۵۔ کسی غیر مجتہد شخص کو ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید ہو۔ کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرنا اور کسی میں دوسرے امام کی تقلید کرنا

تلفیق میں داخل ہوتا ہے اور تلفیق سے تلہی بالدین لازم آتی ہے جو قطعاً حرام ہے۔

۱۶ - کسی غیر مجتہد کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی رائے سے کسی حدیث متعلق احکام فروعی مرویہ کتب حدیث پر عمل کرے۔

الخلافۃ والولایۃ

۱ - بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولیاء والخلفاء امام الصدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الامت ہیں۔ آپ کے بعد فاروق اکبر، ذوالنورین و مولی المومنین مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ترتیب خلافت افضل ہیں۔

۲ - عشرہ مبشرہ، خاتون جنت ام المومنین خدیجہ و ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہن و حضرت امام حسن و امام حسین و اصحاب بدر، بیعت الرضوان رضی اللہ عنہم طاہر مطہر قطعی جنتی بلکہ گنہگاران امت کے تکیہ گاہ ہیں۔

۳ - تمام صحابہ خصوصاً اہل بدر اہل بیعت الرضوان نجوم ہدایت ہیں ان میں کسی پر طعن کرنا رفض و استحقاق نار ہے۔ ان سب کی تعظیم و توقیر امت پر فرض اہم ہے۔ یہ سب اولیاء امت کے سردار اور بباعث شرف صحبت ولایت خاصہ پر ممتاز ہیں۔ ان سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک ولی سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔

۴ - حقیقت ولایت یہ ہے کہ علاوہ ایمان و اعمال صالحہ کے یقین و عرفان اسماء و صفات ذات حق بطور وجدان بہ برکت ذکر تلاوۃ صوم و صلوٰۃ وہبی طور پر جب عبد صالح کو عطا ہوتا ہے تو مقامات ذیل اس کے سینہ پاک میں پیدا ہوتے ہیں۔ اخلاص، تواضع، توبہ، زہد، صبر و شکر، خوف، رجا، توکل، رضا، فقر، محبت پس وہ ماسوی حق سے معرض ہوتا ہے اور خوف و رجا الٰہی میں مستغرق، اس حالت میں ان مقامات کے آثار افراد بشر پر دو طور سے ظاہر ہوتے ہیں۔ خوارق ترتیب مریدان پس اس دونی و عصمت کی بجائے (جو

۱۱۶

خواص انبیا میں سے ہیں) کشف صادق اور گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے جس کے باعث وارث انبیاء و خلیفہ برحق قرار پاتا ہے اور لفظ ولی کا مصداق ہوتا ہے۔

۵ - سلاسل صوفیائے کرام جو مسلسل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہیں ان کے معارف و مقامات من و عن انوار رسالت سے ماخوذ ہیں۔ ان میں طرق تربیت مریدین مقامات مذکورہ پر مبنی ہیں اور مشائخ صوفیہ موصوف کشف صادق سے غائبین کے حال پر مطلع ہو کر ان کی ویسی ہی تربیت فرماتے ہیں جیسی حاضرین کی۔

۶ - یا شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ وظائف کذائیہ بغرض استمداد و طلب ہمت و دعا جائز و ثابت ہیں۔ ایسے وظائف کا انکار کرنا جہالت ہے اور ان کو شرک وغیرہ سے تعبیر کرنا ظلم و ضلالت ہے۔

۷ - ان کی صورت مبارک کا خیال مریدین کے خطرات و احادیث نفسی کے دور کرنے میں وہی کام کرتا ہے جو ظل فاروقی شیطان کے دور کرنے میں۔ ان مشائخ کی صورت مثالی جذبات نفس مرید کو مٹانے میں برہان قاطع ہے۔

۸ - طریق استفادہ باطنی و بیعت جو معمول مشائخ کرام ہے ہر ایک مومن طالب کمال ایمان کے لیے سنت اور ضروری ہے۔

۹ - خاص معمولات مشائخ و کیفیت اذکار و ریاضات اصول دین سے ماخوذ ہیں بعض اجتہاداً اور بعض کشفاً"

۱۰ - ذکر جہر و سر شرعاً ثابت اور باعث قرب و حصول محبت الٰہی ہے

۱۱ - حمد الٰہی و نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و مدح بزرگان و اولیائے کرام اور اشعار متعلق محبت الٰہی کا خوش آوازی سے سن کر محبت الٰہی بھڑکانا شرعاً مباح و مستحسن ہے جب کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو

۱۲ - عبادات بدنی و مالی کا ثواب ہدیہ ارواح مقدسہ انبیاء و اولیاء دیگر اہل ایمان کرنا ثابت ہے اور اس کا مطلقاً انکار..... بدعت ہے

۱۳ - بالخصوص بروز وفات اولیاء ثواب طعام و کلام سے فاتحہ رسانی

باعث نزول برکات اور تازگی ایمان ہے

الشرک نعوذ باللہ من جلیہ و خفیہ

۱۔ شرک و کفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔

۲۔ حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے امارات سے یہ ہے کہ بندگان حق تعالیٰ محبوبان الٰہ کی ان قابل عظمت صفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں۔ مثلاً کشف بلاد شدت استجابت دعا تاثیر تسخیر وغیرہ) صفات جناب باری (سبحانہ' سبحانہ' سبحانہ) کے برابر خیال کیا جائے (نعوذ باللہ) اور بنابریں نہایت عجز و نیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کیے جائیں۔

۳۔ شریعت حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے اور صفات عباد و صفات ربوبیت میں مابہ الامتیاز ظاہر فرمانا بعثت رسل کا مہتمم بالشان مقصد ہے۔

۴۔ خواص عباد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جا سکتا' بلکہ وہ ان کی حقیقت وافیہ کا اظہار ہے جس سے کہ صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہو۔

۵۔ محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان و شرائع میں خواص بشر کے لیے ثابت کی گئی ہے اس کو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد خودمختار ہو کر تصریحات الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا ایمان و توحید ہے۔

۶۔ ایسا ہی خوارق و کرامات اولیا و اشراق باطنی سے ان کو مغیبات پر بلاذریعہ عطیہ الٰہی اس طرح مطلع تسلیم کرنا شرک ہے اور بذریعہ قوی روحانی و ناسوتی جو انبیاء و اولیاء کو عطا ہوتی ہیں ان امور کا مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

۷۔ صفات عبودیت کو صفات ربوبیت سے شریک کرنے والا مشرک

ہے اور ان کا مطلقاً منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق نگاہ رکھنے
والا صراط مستقیم پر ہے۔ مثبتنا اللہ علیہ بحرمت خیر من سلک علیہ صلی اللہ
علیہ وسلم۔

الکفر الکبائر و الکفر بعد الایمان العیاذ باللہ المستعان

۱ - خداوند کریم جل جلالہ اور اس کے حبیب پاک محمد صلی اللہ
وسلم پر ایمان اور ان احکام کا جو من عنداللہ یا من عندالرسول ثابت
انکار کرنا کفر ہے۔ ان احکام کا ثبوت تین طور سے ہوتا ہے۔

(۱) آیتہ کے معانی جو حسب محاورہ عرب قطعی طور پر مفہوم

(۲) حدیث شریف متواتر کے معانی قطعیہ حسب لغت و محاو

(۳) اجماع مجتہدین امت راشدہ جو قطعی ہو' ان طرق ثا سے ج

بات پایہ ثبوت کو پہنچے مومن پر اس کا ظاہراً باطناً" تسلیم کرنا ض ا ہے
ورنہ بصورت انکار صریح بلا تاویل (معاذ اللہ) فقہا کے نزدیک ظلمت
کفر میں مبتلا ہونا ہے اور جو شخص بلاوجہ حق واضح میں بے محل ں کو بہانہ
انکار قائم کرے کفر ہے۔

۲ - ارکان ایمان واسلام و ضروریات دین میں سے کسی کار قولاً"
فعلاً" کفر ہے۔

۳ - قوائے انسانی کو لفظ ملائکہ وارده' فی النص کا معن دی قرار دینا
اور قوت نظریہ نبی علیہ السلام کو جبرئیل ماننا خلاف نص و ا اور کفر قطعی
ہے کہ ضروریات دین کا انکار ہے۔

۴ - حشر اجساد و نعیم جنت کی جس کیفیت سے تفص ام شارع علیہ
وارد ہے بلا تاویل تسلیم کرنا ضروری ہے اور اس کا انکار کف ہے۔

۵ - بعد بعثت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کسی لی بعثت کو جائز
ماننا یا اس کو ختم نبوت میں مخل نہ جاننا کفر ہے۔

۶ - بالا طلاق احادیث کا واجب الاطاعت نہ سمجھ رہے۔

۷ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب پا ں بے ادبی (معا

اللہ) قولاً" فعلاً" ہتک یا تحقیر کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

یہ تھا وہ "عقائد نامہ" جس پر اپنے دستخط رضامندی سے ثبت کیے بغیر کوئی شخص انجمن نعمانیہ کی رکنیت حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

آن ختمِ رسل امیرِ ایوانِ وجود
دارائے سریرِ حسن و سلطانِ وجود

از بابِ کتابِ آفرینش پرسی
آن نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است عنوانِ وجود

وہ جو تمام انبیاء پر آخری مہر ہیں وہی وجود کے محل (کائنات) کے دولہا ہیں
وہی اِس کائنات کے مرکز اور خوبصورتی کے تخت پر جلوہ فرما ہیں
دُنیا کی ابتداء کی کتاب سے اگر تو پوچھے
تو (جواب ملیگا کہ) وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اِسمِ گرامی ہے جو عنوانِ ہستی ہے

لوگ اپنا وقت دیتے ہیں اور ان میں سے بھی خالصا" لوجہ اللہ کام کرنے والے شاذ و نادر ورنہ وہ بھی حصول دنیا کے لیے۔ علمائے ربانیں اٹھتے چلے جارہے ہیں اور ان کے قائم مقام اس درجہ کے تو کجا' ان سے بہت کم درجہ کے بھی پیدا نہیں ہوتے۔ ان حالات کو مد نظر رکھ کر لاہور دار الخلافہ پنجاب میں عرصہ تیس سال یعنی ماہ صفر ۱۳۰۵ھ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ایک انجمن موسوم بہ "انجمن نعمانیہ ہند" قائم ہے۔ جس کے زیر اہتمام ایک دار العلوم کھلا ہوا ہے جس میں خالصا" لوجہ اللہ بلا کسی قسم کی فیس وغیرہ کے۔

(الف) محض علوم دینیات یعنی تفسیر' حدیث' اصول حدیث' فقہ' اصول فقہ' مع علوم توابع مکمل نصاب درس نظامیہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور طلباء کے ہر قسم کے اخراجات' خوراک' پوشاک' کتب' تیمار داری' و مشاہرات معلمین و خوادیم و دفتر تکفیل انجمن خود کرتی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اس عرصہ میں قریب دو سو کے علماء مکمل (جن کی نام بنام فہرست رسالہ سہ ماہی اول ۱۳۳۵ھ میں شائع ہو چکی ہے) دستاتیر فضیلت حاصل کر کے ملک میں اشاعت دین بذریعہ تعلیم و تعلیم وعظ و تذکیر کر رہے ہیں جس کے ذریعے سے اور کئی مدارس بھی قائم ہو چکے اور دوران تعلیم کے فیض یافتہ طلباء تو ہزارہا اب تک نکل چکے۔

(ب) دار العلوم ہذا میں ایک جماعت فن طب یونانی کی تکمیل کے لیے بھی مخصوص ہے۔ جس سے بیسیویں اطبا تکمیل تحصیل کر کے ملک میں اپنا فیض پہنچا رہے ہیں۔

(ج) دار الیتامیٰ بھی اس کے متعلق ہے جس میں مسلمانوں کے لاوارث یتیم بچے محض دینیات کی تعلیم کے لیے تربیت کیے جاتے ہیں۔

(د) ایک وسیع پیمانہ پر دار الکتب بھی مہیا کیا گیا ہے جس میں علاوہ اہل اسلام کے عطیہ کتب کے ہزارہا روپیہ کی کتابیں مذاہب اربعہ اہل سنت کی مصر' شام' بیروت' دمشق' قسطنطنیہ' فجستہ بنیاد حیدر آباد و دیگر مطابع ہند وغیرہ سے خرید کر داخل ہو چکی ہیں۔ جس کے مطالعہ سے علماء مستفید ہوتے ہیں۔

(ہ) ایک دار الافتا کی مد علیحدہ ہے۔ جس سے عامہ مسلمین استفادہ کرتے رہتے ہیں۔

(ا) اشاعت اسلام کے لیے سفیر اور واعظین کے مد علیحدہ ہے۔

(ز) تمام کاروائیہائے انجمن فتاوے مجریہ دارالافتاء مضامین دینی مد اسلام دارالعلوم کے معطیین و دیگر معاونین انجمن پر واضح کرنے کے لیے ایک "ماہوار رسالہ انجمن" ہذا سے بلاقیمت شائع ہوتا ہے جس میں مفصل حسابات آمد و خرچ کے بھی ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

امور متذکرہ بالا کے انصرام کے لیے کثرت سے ضروریات پیش آرہی ہیں جن کے تدراک کے لیے اللہ جل شانہ کی توفیق ہونے سے بقیہ ضروریات مثل اجراء وظائف کامیاب طلباء و زنانہ مدارس مصنفین و مولفین و مبلغین وغیرہ کا انتظام ہو سکے گا۔

اس انجمن کا موضوع محض اعانت دین اسلام بقید حنیف مذہب حنفی باتباع سلف صالحین ہے اور کسی قسم کا تعلق اس انجمن کو سیاسی و دینوی معاملات سے نہیں۔ چنانچہ اس انجمن کے عقائد بصورت رسالہ مدون کر کے شائع ہو چکے ہیں جو شامل ہذا ہیں۔ نیز اس انجمن کے قواعد جو یکم جولائی ۱۹۱۷ء سے حسب قانون ۲۰/۶۷ سرکاری رجسٹری بھی ہو چکے ہیں وہ بھی شامل ہذا ہیں۔

اس وقت تک اللہ جل شانہ غیر مترقب امدادوں سے اس کی اعانت فرماتے رہے۔ محض بہ تعمیل ارشاد باری عزاسمہ واما بنعمۃ ربک فحدث اس کا اظہار نامناسب معلوم نہیں ہوتا کہ صرف اس انجمن کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کام کے کرنے والے بلا کسی قسم کے معاوضہ ظاہری یا نمائش کے محض خالصاً لوجہ اللہ خدمات اسلامی انجام دے رہے ہیں۔ پہلے تو یہ لوگ ملک میں سفر کر کے اپنی توفیق کے علاوہ مسلمانوں سے چندہ لے کر بھی دارالعلوم کی خدمت کرتے رہے، لیکن اب بوجہ کبرسنی و ضعف قوے اس قابل نہیں رہے۔ اخراجات و حاجات دارالعلوم بفضلہ تعالیٰ یوماً فیوماً مترقی ہیں۔ اس وقت تخمیناً پندرہ سولہ ہزار روپیہ سالانہ خرچ تمام مدات کا ہے اور اس دارالعلوم کے لیے ایک وسیع قطعہ زمین کی ضرورت ہے جس پر دارالعلوم کی ایسی عمارت بن سکے۔ جس میں طلباء، تیامے، دارالاقامہ، کتب خانہ، دفتر مسجد باورچی خانہ بنا۔ کا ہ کے لیے گنجائش ہو۔

نظر بحالات بالا قدرتاً نگاہ ان فیاض اور معاونین اسلام ریاست ہا۔
اسلام پر پڑی ہے جس کی فیاضی سے بفضلہ تعالیٰ صدہا ایسے کام ملک میں جاری ہیں
اور اہل اسلام کے مستفیض ہو رہے ہیں بالخصوص حضور والا کی ذات قدسی صفات
جن کی فیاضی سے عامہ مسلمین شکر گزاری سے رطب اللسان ہو رہے ہیں اور رو
جن کا مسلسل نسلاً بعد نسلاً حمایت دین اسلام خاصہ چلا آیا ہے۔ اس لیے نہایت
ادب سے گزارش خدمت خدام والا ہے کہ اس خیر جاری کی مستقل معقول علوف
اور ایک عالی قدر عطیہ یکجائی سے اعانت فرمائی جاوے۔ جس کی جزاءاللہ جل شان
کی بارگاہ سے ملنا یقینی ہے۔ ان حالات کے تصدیق کرنے کے لیے علاوہ ان
حضرات کے جن کے دستخط تصدیق ذیل میں ثبت ہیں ریاست ابد مدت میں بہت
کثیر عمائد و عمال موجود ہیں جن کی خدمت میں بذریعہ رسائل انجمن حالات
انجمن منکشف ہوتے رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اخبارات ملک حضور والا بھی اس
کی نسبت حالات شائع کرتے رہے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔

مارا کہ نہ آرائش برگے نہ نوائے است
سرمایہ اگر ہست ہمیں دست دعائے است
تسلیم برعنائی افسر نفروشیم
معراج سر آبلہ بوسیدن پائے است

العارضان

حکیم مفتی سلیم اللہ خان گورنمنٹ آفیسر، صدر انجمن نعمانیہ ہند لاہور

خلیفہ تاج الدین احمد چشتی سلیمانی فخری وکیل چیف کورٹ پنجاب۔ دبیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور

حاجی نور بخش ایم اے نقشبندی توکلی۔ مشیر مال ناظم التعلیم و مدرسہ رسالہ انجمن نعمانیہ ہند لاہور

حافظ حاجی چراغ دین گورنمنٹ آفیسر۔ خزانچی انجمن نعمانیہ ہند لاہور

خلیفہ حافظ منیر الدین بی اے ممتحن حسابات انجمن نعمانیہ ہند لاہور

ہم نہایت صدق دل سے تصدیق کرتے ہیں کہ واقعی حالات مندرجہ

درخواست صدر بالکل صحیح درست ہیں اور انجمن بالخصوص کے گراں قدر عطیات کی بوجہ دینی خدمات کے ہر طرح سے مستحق ہے۔
(مورخہ ۹/ اگست ۱۹۱۷ء)

بعالی خدمت----------

اسلام علیکم و برکاتہ انجمن ہذا کی ضروریات یوماً فیوماً مترقی ہوتی جاتی ہیں اور اب تک کوئی معتد بہ مستقل آمدنی کی صورت بروئے کار نہیں آئی انجمن ہذا نے جیسا کہ درخواست بالا سے جناب پر واضح ہو جائے گا تجویز کیا ہے کہ ایک درخواست بصورت محضرنامہ ایسی باخبرو برکت اسلامی والیان ریاست کی خدمت میں ارسال کی جارہی ہے تاکہ بعون و نصرت الٰہی ان کو امداد کرنے کی انجمن ہذا کے لیے توفیق رفیق ہو۔

چونکہ جناب اس کار خیر کے ہمیشہ سے معاون اور مددگار رہے ہیں درخواست مطبوعہ بدیں غرض ارسال خدمت والا ہے کہ اس پر اپنے دستخط مبارک بدست خاص ثبت فرما کر اراکین انجمن کو مشکور فرمادیں اور مویدین حق میں عنداللہ ماجور ہوں تاکہ بعد ایسے تمام دستخط آجانے کے (جو اسی طرح دیگر عمائد و معاونین کی خدمت میں دیگر نقول مطبوعہ ہذا بھیجی گئی ہیں) ایک درخواست جس پر تمام ایسے دستخط نقل کر دیے جائیں مرتب کر کے ارسال ہو سکے اور اصل دستخط دفتر انجمن میں محفوظ ہیں۔

براہ کرم دستخط ثبت فرما کر بہت جلد واپس فرمایا جاوے خواہ بیرنگ ہی ہو۔ تاکہ یکم ستمبر سے عملدرآمد ہو سکے۔

العارض

تاج الدین احمد وکیل چیف کورٹ دبیر انجمن نعمانیہ لاہور

اکتوبر ۱۹۱۵ء میں انجمن کے سالانہ جلسہ پر حضرت پیر شاہ علی حسن صاحب، اشرفی سجادہ نشین کچھوچھہ شریف مولانا اکرام الدین بخاری نقشبندی، خطیب مسجد وزیر خان لاہور مفتی محمد اعظم شاہ صاحب مرزا پوری مقیم آگرہ، مولانا سلطان احمد، مولانا عبدالعلی، سید خطیب الدین چشتی نظامی، حافظ امیر ملت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری، مولانا عبدالغنی بریلوی، مولانا اسد علی سہوانی، حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری، مولانا شفاعت الرسول خلف مولانا ہدایت الرسول لاہوری، مولانا محمد ذاکر بگوی سیالوی، مولانا فضل میراں بی اے بی ٹی گجرات، مولانا اسرار الحق طوطی ہند رہتک جیسے مقررین نے تقریریں کیں۔ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف کی تقریر حاصل جلسہ تھی۔

ہندوستان میں وراثت کے شرعی اور رواجی قوانین کا اطلاق

اسی سال حکومت ہندوستان نے ایک قانون بنایا کہ مسلمانوں میں وراثت کی تقسیم ان کی مرضی سے ہوگی، خواہ وہ رواجی طریقہ اختیار کریں یا شرعی تقسیم وراثت کو قبول کریں۔ اس قانون پر علمائے کرام نے حکومت کے خلاف سخت احتجاج کیا اور گورنمنٹ آف انڈیا کو بتایا کہ وراثت میں رواجی قانون شریعت محمدیہ کے منافی ہے۔ لہٰذا اسے واپس لیا جائے دوسری طرف انجمن نے دیہات میں ایسے مبلغین کے وفود بھیجے جو وراثت کی اسلامی تقسیم کی حکمتوں سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے۔ اس سلسلہ میں انجمن نعمانیہ سے علماء اور وکلاء کا ایک وفد تیار کیا گیا جو حکومت ہند کو آگاہ کرے گا۔ چنانچہ اس وفد میں عبدالمجید خان پلیڈر لائل پور، مولانا نور بخش توکلی صدر انجمن مفتی سلیم اللہ خان صاحب، مولانا غلام اللہ قصوری پروفیسر چیف کالج لاہور، شمس العلماء محمد عبداللہ ٹونکی، مولانا احمد علی شاہ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور، مولانا محمد شفیق بگوی خطیب شاہی مسجد پر مشتمل ایک وفد گورنر پنجاب سے ملا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔

دارالعلوم نعمانیہ کے فاضل مدرس سید دیدار علی شاہ کا بارہ سالہ بیٹا سید علی احمد شاہ اسی سال اچانک فوت ہو گیا۔ اسے اگرچہ لاہور میں دفن کر دیا گیا، مگر

حضرت مولانا دیدار علی شاہ اس کے صدمے سے نڈھال ہو گئے تھے اور دارالعلوم کو چھوڑ کر اپنے وطن الور کو چلے گئے۔

اراکین مجلس نعمانیہ لاہور سے تعاون کی اپیل (1915ء)

ایک وقت آیا کہ انجمن نعمانیہ لاہور کی مالی حالت کو بہتر بنانے اور تعلیمی مصارف کو پورا کرنے کے لیے عوام کے علاوہ اراکین انجمن نعمانیہ اور اساتذہ دارالعلوم سے بھی اپیل کی گئی تاکہ وہ مالی اعانت کے لیے آگے بڑھیں۔ نعمانیہ کی ۳۱/ اکتوبر ۱۹۱۵ء کی ایک رپورٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اپیل پر بہت سے اراکین اور اساتذہ نے چندہ دیا۔ پیر سید حیدر شاہ صاحب چشتی سجادہ نشین قطرانی ضلع جہلم' مولانا محمد صدیق علی صاحب صدر مدرس منظر الاسلام بریلی شریف' سید رحمت اللہ صاحب بغدادی حضرت مولانا مصطفیٰ رضا بریلی شریف (خلف الصدق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ) مولانا فضل میراں گجرات' مولانا فقیر محمد جہلمی "سراج الاخبار" مولانا محرم علی چشتی (صدر انجمن نعمانیہ) قاضی مفتی عبدالغفار شاہ صاحب قادری سجادہ نشین بنگلور' سید حیدر علی شاہ سجادہ نشین ہوشیار پور' مولانا شاہ کرامت اللہ خاں دہلوی' حکیم مفتی سلیم اللہ (سیکرٹری انجمن نعمانیہ) مولانا پروفیسر محمد ذاکر بگوی' مولانا محمد شفیق بگوی خطیب شاہی مسجد' مولانا خلیل الدین پیلی بھیت' مولانا وصی احمد سورتی محدث' مولانا عبدالواحد پیلی بھیت' مولانا محمد عالم صاحب مدرس نعمانیہ' خلیفہ تاج الدین پلیڈر چیف کورٹ' خلیفہ محمد عبداللہ منصرم انجمن نعمانیہ' پروفیسر مولانا نور بخش توکلی' ایم اے فنانشل سیکرٹری انجمن نعمانیہ' مرزا ظفر علی جج متولی مسجد وزیر خان لاہور' سید پیر بادشاہ گیلانی سجادہ نشین بھیرہ شریف' صاحبزادہ میر دوست محمد وکیل ا...ہ شریف' مولانا محمد عبداللہ انصاری ناظم دینیات علی گڑھ' مولانا محمد یار صاحب خطیب سنہری مسجد لاہور' پیر سید امانت علی شاہ نکودر جالندھر' مولانا حبیب اللہ خطیب جامع مسجد میرٹھ' صاحبزادہ غلام دستگیر نامی لاہور' سید محمد امین اندرین ایڈوکیٹ' سید اعظم شاہ مفتی آگرہ' مولانا غلام احمد شوق سنبھل مراد آباد' پیرزادہ محمد اصغر سجادہ نشین مہم شریف رہتک' مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی امرتسری' پیر

عبدالخالق سجادہ نشین کوٹ عبدالخالق ہوشیار پور، پروفیسر احمد علی شاہ بٹالوی اسلامیہ کالج لاہور، حافظ عبدالکریم صاحب سجادہ نشین راولپنڈی، سید دیدار علی شاہ الوری، خواجہ ضیاء الدین سیال شریف رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی ان معاونین میں شامل ہیں۔ ہم ان حضرات کے اسمائے گرامی اس لیے ریکارڈ میں لا رہے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ ہمارے سابقہ علمائے کرام سجادہ نشیناں عظام اپنے مدارس کی ترویج و ترقی کے لیے اپنی گرہ سے امداد کیا کرتے تھے۔

(ماخوذ ماہواری رسالہ انجمن نعمانیہ جلد ۱۰، شمارہ ۳، ۹ مارچ تا ستمبر ۱۹۱۵ء)

اہم کتابوں کی اشاعت

۱۹۲۰ء میں حضرت مولانا فضل رسول قادری بدایونی کی معرکتہ الارا کتاب "سیف الجبار" انجمن نعمانیہ لاہور نے شائع کی۔ یہ کتاب نجدیوں کے عقائد پر جو اسمٰعیل دہلوی نے "تقویت الایمان" کے نام سے لکھی تھی، اس کا پہلا رد تھا۔ جسے ہندوستان میں شائع کیا گیا۔ اس میں اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویتہ الایمان" پر زبردست گرفت کی گئی۔

اسی زمانہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنی مشہور کتاب "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" شائع کر کے اس کے متعدد نسخے انجمن نعمانیہ لاہور کو بھیجے۔ اسی دوران اعلیٰ حضرت کے شاگرد خاص ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی بہاری نے "جواہر البیان فی ترجمتہ الخیرات الحسان" مولفہ امام ابن حجر مکی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے فضائل پر لکھ کر انجمن نعمانیہ کو بھیجی۔ یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ انجمن نعمانیہ لاہور کے علاوہ کئی ناشرین کتب نے اسے بار بار شائع کیا۔ اب تک ترکی کے ایک ناشر "مکتبہ ایشق استنبول" نے اردو کا نیا ایڈیشن شائع کر کے عالم اسلام میں تقسیم کیا۔ اسی کتاب کا نیا مرتبہ ایڈیشن فاضل مولف کے دانشور فرزند ڈاکٹر مختار الدین احمد صدر شعبہ عربی علی گڑھ نے خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔

مفتی محمد لعل خان صاحب مدراسی رضوی نے "تاریخ وہابیہ و نجدیہ" شائع کر کے تقسیم کی۔ پھر اسی مصنف کی ایک اور کتاب "فتاویٰ عقائد وہابیہ

و دیوبند" سامنے آئی۔ انجمن نعمانیہ لاہور سے "دلائل الخیرات" کا ایک خوبصورت ایڈیشن شائع ہوا۔ قاضی فضل احمد لودہانوی (مولف انوار آفتاب صداقت) ازالتہ الریب عن صحبت علم الغیب" مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ایک مضمون کے جواب میں لکھی تھی جسے انجمن نعمانیہ نے شائع کیا۔

قدیم اساتذہ دار العلوم نعمانیہ لاہور

انجمن نعمانیہ نے فروری ۱۹۲۱ء کو نواب آف حیدر آباد دکن کی خدمت میں مالی امداد کے لیے درخواست پیش کی۔ ریاست حیدر آباد کے معتمد امور مذہبی نے ۱۳۳۸ھ کے دوران انجمن کو لکھا کہ دار العلوم کے اساتذہ، فارغ ہونے والے طلباء اور وظیفہ حاصل کرنے والے طلباء کے کوائف پیش کیے جائیں تاکہ مالی امداد پر غور کیا جا سکے۔ اس زمانہ میں دار العلوم کو قائم ہوئے تقریباً ۳۵ سال گزر چکے تھے۔ اس عرصہ میں دار العلوم نعمانیہ کے بے شمار فارغ التحصیل میدان عمل میں قدم رکھ چکے تھے۔ ان پینتیس سالوں میں جو اساتذہ مسند تدریس پر فائز رہے اور جو علمائے کرام تکمیل کے بعد فارغ التحصیل ہوئے ان کے اسمائے گرامی پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ آج ان کی اولاد یا شاگردوں میں اگر کوئی زندہ ہو تو انہیں اپنے بزرگوں کی دینی اور تدریسی خدمات کا اندازہ ہو سکے اور ان کے علمی مقامات سے آگاہی ہو۔

دار العلوم نعمانیہ کے ۱۹۲۱ء تک کے اساتذہ کرام

(معہ تاریخ تقرری)

جناب مولانا مولوی غلام احمد مرحوم مغفور۔ یکم جنوری ۱۸۸۹ء۔ کئی سال کی ملازمت کے بعد یکایک طاعون کی بیماری سے فوت ہو گئے

جناب مولوی فدا محمد مرحوم مغفور۔ ۱۷/ اکتوبر ۱۸۸۸ء۔ بوڑھے ہونے کی وجہ سے مستعفی ہو گئے

جناب مولوی محمد اسرائیل صاحب۔ یکم مئی ۱۸۹۳ء۔ خطابت اور امامت مسجد قبول کر کے مستعفی ہو گئے۔

جناب مولانا مولوی محمد جی صاحب۔ ۱۴/ اپریل ۱۸۹۴ء۔ ایک اعلیٰ منصب پر خود بخود چلے گئے۔

جناب مولوی چراغ دین صاحب' ۴/ جنوری ۱۸۹۵ء۔ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے

جناب مولوی ابو محمد احمد صاحب۔ یکم نومبر ۱۸۹۶ء۔ قائم مقام استاد تھے فارغ ہو گئے

جناب مولوی محمد یعقوب صاحب۔ ۱۵/ دسمبر ۱۸۹۶ء۔ قائم مقام استاد تھے' فارغ ہو گئے

جناب مولوی نظام الدین صاحب۔ ۱۵/ جنوری ۱۸۹۷ء۔ ابھی پڑھا رہے ہیں۔ (کم از کم سوا سو سال کی عمر میں ہیں)

جناب مولوی محمد عبداللہ۔ ۷/ مارچ ۱۸۹۷ء۔ دوسرے مدرسے میں چلے گئے

جناب مولوی محمد دین مدرس فارسی۔ ۴/ مئی ۱۸۹۷ء۔ علیحدہ کیے گئے اورینٹل کالج لاہور میں استاد مقرر ہو گئے ہیں۔

جناب مولوی حافظ غلام نبی' مدرس حافظ۔ ۱۱/ اکتوبر ۱۸۹۷ء۔ علیحدہ کیے گئے اورینٹل کالج لاہور میں استاد مقرر ہو گئے

جناب مولوی حافظ غلام نبی' مدرس حافظ۔ ۳۰/ اکتوبر ۱۸۹۷ء۔ علیحدہ کیے گئے اورینٹل کالج لاہور میں استاد مقرر ہو گئے

جناب مولوی محمد حسن فیضی' مدرس عربی۔ ۱۵/ فروری ۱۸۹۸ء۔ قضا الٰہی سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو یکایک فوت ہو گئے

جناب مولوی قاری سید محمد۔ ۱۵/ مارچ ۱۸۹۹ء۔ خود چھوڑ گئے

جناب مولوی فضل احمد مدرس فارسی۔ ۱۸/ اگست ۱۹۰۰ء۔ فوت ہو گئے

جناب مولوی بدر الدین' مدرس ریاضی۔ ۷/ فروری ۱۹۰۱ء۔ پیشہ وکالت کا اختیار کر لیا

جناب مولوی محمد الدین' مدرس فارسی۔ ۱۳/ جون ۱۹۰۱ء۔ مستعفی ہوئے

جناب مولوی سید علی زینی' مدرس عربی۔ ۱۵/ ستمبر ۱۹۰۱ء۔ قائم مقامی کا زمانہ ختم کر کے مستعفی ہو گئے۔

جناب مولوی محمد عبداللہ' مدرس عربی۔ ۲۷/ اکتوبر ۱۹۰۱ء۔ قضائے الٰہی سے

فوت ہو گئے

جناب مولوی خدا بخش' مدرس ریاضی۔ ۱۵/ مارچ ۱۹۰۵ء۔ ملازم گورنمنٹ کے ہو گئے

جناب مولوی محمد اشرف' مدرس حفاظ۔ ۱۶/ اگست ۱۹۰۵ء۔ قائم مقامی کا زمانہ ختم کر کے مستعفی ہو گئے

جناب مولوی غلام جیلانی' مدرس۔ ۱۸/ اگست ۱۹۰۵ء۔ قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے

جناب مولوی سید علی زینی' مدرس عربی۔ ۱۵/ اپریل ۱۹۰۳ء۔ قائمقام کی حیثیت سے پڑھا رہے ہیں۔

جناب مولوی عبدالعزیز صاحب۔ ۴/ اپریل ۱۹۰۳ء۔ زمانہ قائم مقامی کر کے علیحدہ ہو گئے

جناب مولوی کرم الٰہی' مدرس ریاضی۔ ۶/ جون ۱۹۰۳ء۔ قائمقام حیثیت سے رہے

جناب مولوی سلطان محمود' مدرس حصہ ابتدائیہ۔ جولائی ۱۹۰۳ء۔ سرکاری ملازمت میں چلے گئے

جناب مولوی سید علی زینی امروہوی۔ یکم جون ۱۹۰۴ء۔ ندوۃ العلوم لکھنؤ میں مدرس ہو گئے

جناب مولوی سلطان احمد صاحب۔ یکم جنوری ۱۹۰۵ء۔ مستعفی ہو گئے

جناب مولوی محمد اشرف صاحب۔ یکم جنوری ۱۹۰۵ء۔ مستعفی ہو گئے

جناب مولوی محمد عالم' مدرس ابتدائی۔ ۱۶/ اپریل ۱۹۰۵ء۔ بغیر اطلاع چلے گئے

جناب مولوی عبدالحی' مدرس ابتدائی۔ ۳/ نومبر ۱۹۰۵ء۔ قائم مقام تھے چلے گئے

جناب مولوی غلام احمد' مدرس دوم عربی۔ ۹/ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ رخصت سے واپس نہ آئے

جناب مولوی غلام جیلانی' مدرس دوم ابتدائی۔ ۷/ مارچ ۱۹۰۶ء۔ خود مستعفی

چھوڑ گئے

جناب مولوی فیض الحسن صاحب۔ ۱۵/ مارچ ۱۹۰۶ء۔ مستعفی ہو گئے

جناب مولوی شاکر حسین صاحب۔ ۸/ جون ۱۹۰۶ء۔ چلے گئے

جناب مولوی محمد عبداللہ، حصہ ابتدائیہ۔ ۷/ جنوری ۱۹۰۷ء۔ اختتام رخصت پر حاضر نہ ہوئے

جناب مولوی محمد یعقوب صاحب، حصہ ابتدائیہ۔ ۱۶/ مارچ ۱۹۰۷ء۔ اختتام رخصت پر حاضر نہ ہوئے

جناب مولوی سید حسن صاحب، مدرس اعلیٰ۔ ۱۳/ مئی ۱۹۰۷ء۔ سبکدوش ہو گئے

جناب مولوی عبدالرسول صاحب۔ ۱۶/ جون ۱۹۰۷ء۔ قائم مقام رہے

جناب مولوی معین الدین صاحب۔ یکم جولائی ۱۹۰۷ء۔ مستعفی ہو کر اجمیر شریف کے دربار میں مدرس بنے۔

جناب مولوی حشمت علی، مدرس حفاظ۔ ۶/ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ رخصت سے واپس نہ آئے

جناب مولوی غلام مرتضیٰ۔ ۱۰/ نومبر ۱۹۰۷ء۔ اختتام رخصت سے تشریف نہ لائے

جناب مولوی سلطان احمد، مدرس حصہ اعلیٰ۔ ۸/ فروری ۱۹۰۸ء۔ بسبب بیماری کے مستعفی ہو گئے

جناب مولوی محمد یعقوب، مدرس حصہ اعلیٰ۔ ۱۸/ فروری ۱۹۰۸ء۔ استعفا دے دیا

جناب مولوی عبدالحکیم، مدرس حصہ اعلیٰ۔ ۱۹/ فروری ۱۹۰۸ء۔ استعفا دے دیا

جناب مولوی سید حامد شاہ، مدرس حصہ اعلیٰ۔ ۳۰/ مارچ ۱۹۰۸ء۔ رخصت سے واپس نہ آئے

جناب مولوی عبداللطیف۔ ۲۵/ اپریل ۱۹۰۸ء۔ سبکدوش کیے گئے

جناب مولوی سراج احمد، مدرس حفاظ۔ ۱۹/ جولائی ۱۹۰۸ء۔ قائم مقام

حیثیت سے مامور تھے ' چلے گئے۔

جناب مولوی فیض الحسن ' ابتدائیہ۔ ۱۴/ جنوری ۱۹۰۹ء۔ فوت ہو گئے

جناب مولوی سید عمر ' مدرس حصہ اعلیٰ۔ ۲۰/ فروری ۱۹۰۹ء۔ مستعفی ہوئے

جناب مولوی محمد رمضان صاحب۔ ۲۴/ جنوری ۱۹۰۹ء۔ سبکدوش کیے گئے

جناب مولوی حافظ عبدالرحمٰن صاحب۔ ۱۷/ جون۔ مستعفی ہوئے

مولانا کرم الدین صاحب۔ قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے

مولانا سید دیدار علی صاحب الوری۔ بیٹے کی اچانک موت پر الور چلے گئے۔

مولانا محمد عالم آسی۔ ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ میں پڑھا رہے ہیں۔

مولانا غلام مرشد صاحب۔ ان دنوں دارالعلوم میں پڑھا رہے ہیں۔

مولانا محمد حیات صاحب۔ رنگون کے خطیب ہو کر چلے گئے۔

مولانا محمد جی صاحب۔ دارالعلوم کے استاد ہیں۔ ان دنوں اچھرہ لاہور میں قیام ہے۔

قاری جمال الدین صاحب۔ بکن خاں کی شاخ میں مستقل مدرس ہیں۔

مولانا محمد صادق صاحب۔ دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس ہیں۔

مولانا عبدالمجید صاحب۔ دارالعلوم نعمانیہ میں پڑھا رہے ہیں۔

دارالعلوم نعمانیہ سے ۱۹۲۱ تک فارغ التحصیل ہونے والے

علمائے کرام

مولوی عبدالکریم چوغدہ مغل ' حاجی پور ' شاہ پور (زمینداری کرتے ہیں)

مولوی عبدالوہاب ولد احمد خان ' پٹھان ' اکز ' کابل (افغانستان کے مشاہیر علما سے ہیں)

مولوی رکن الدین ولد محمد بخش ' جولاہہ ' گانوالہ ' گجرات (زمینداری و تدریس کرتے ہیں)

مولوی مراد علی قریشی' ملتان (صاحب تصانیف ہیں اور علمی مشاغل میں مشغول رہتے ہیں)
مولوی محبوب عالم ولد مولوی یار محمد جمانسی' ٹھیکریاں' گجرات (ایک بڑے پائے کے عالم ہیں)
مولوی الہ دین ولد صاحب' کشمیری کیٹر' گجرات (بلند پایہ عالم دین ہیں)
مولوی پیر عبدالغفار شاہ کاشمیری' سید' لاہور'
فضیلت ماب ہیں اور اس وقت مدرسہ غوثیہ کے مہتمم ہیں۔ درود و سلام کے مجموعے چھپوا کر تقسیم کرتے ہیں۔ قادریہ سلسلہ طریقت کو پھیلا رہے ہیں۔ مسجد تکیہ سادھواں لاہور کی جامع مسجد میں خطیب ہیں۔
مولوی سلطان محمود' گاذر' ہرلو' ڈیرہ غازی خان۔ (مدرسہ سلیمانیہ کھڈ شریف میں مدرس ہیں)
مولوی حیدر حسین ولد احمد حسین خان' پٹھان' ٹونک' (ریاست ٹونک میں ایک مدرسہ کے بانی اور مہتمم ہیں)
مولوی نظام الدین ولد محمد ہاشم' کھوکھر' چھنان' گجرات' (ایک لائق واعظ اور مشاہیر پنجاب میں سے ہیں)
مولوی حفیظ اللہ شاہ صاحب' سید' جلال پور جٹاں' گجرات (ایک لائق مولوی ہیں۔ لاہور مسجد بکن خان میں امام بھی رہے ہیں اور طب بھی حاصل کی ہے)
مولوی عبداللطیف صاحب' شیخ' دیوبند' سہارنپور
مولوی عبداللہ خان پٹھان' مرہٹہ
مولوی بدرالدین' کشمیری' کھیڑ' ضلع گجرات
مولوی نیاز علی صاحب' کھیڑ' ٹھیکریاں' گجرات
مولوی الہ جوایا صاحب' قصار' جھنگ
مولوی نادر دین صاحب' ہری پور' ہزارہ
مولوی حکیم غلام رسول ولد غلام حسن' چندران' کوٹ اسحاق' گوجرانوالہ (تکمیل کے بعد اپنے گاؤں میں طبابت و قضاء کرتے رہے' اب فوت ہو گئے ہیں)
مولوی حکیم غلام محمد ولد حکیم قل احمد' چندران' کوٹ اسحاق' گوجرانوالہ۔

(تکمیل کے بعد "مدرسہ حمیدیہ لاہور" میں چندے مدرس اول رہے اب اپنی تحصیل میں قاضی ہیں اور طبابت بھی کرتے ہیں)

مولوی عبدالکریم ولد محب علی' کھوکھر' اسلام پور' منٹگمری۔ (تکمیل کے بعد اپنے وطن میں جاکر زمینداری کرتے ہیں اور زرعی جائیداد کے مالک ہیں اور ایک بڑے لائق واعظ ہیں)

مولوی سرور شاہ ولد سید محمد حسن شاہ' سید' کھوڑی' مظفر نگر۔ (بڑے ذہین' تکمیل یافتہ سنا جاتا ہے کہ فوت ہوگئے ہیں)

مولوی گل محمد ولد غلام محی الدین' ٹمک' کوٹ مکی' شاہ پور

مولوی محمد الدین صاحب' لاہور۔ (اورینٹل کالج کے مدرس تھے اب فوت ہوگئے ہیں)

مولوی فضل شاہ صاحب' سید' پشاور

مولوی غلام قادر ولد کرم الٰہی' مغل' پنڈی بھٹیاں' گوجرانوالہ۔ (ایک لائق مولوی ہیں)

مولوی برہان الدین صاحب' پٹھان' غارت' ہزارہ۔ (اپنے علاقہ کے مشہور مولوی ہیں)

مولوی نور حسن ولد فیض بخش' کھوکھر' راول' جہلم۔ (تکمیل کے بعد "مستشار العلماء" میں بحیثیت مفتی اور بعدہ ہندوستان کے مدارس میں مدرس رہے۔ چندے دارالعلوم نعمانیہ میں کام کیا اب مدرسہ "حمیدیہ لاہور" میں مدرس ہیں)

مولوی قاضی سلیمان صاحب' ہزارہ

مولوی عبداللہ ولد علم الدین' میاں میر' لاہور۔ (درس میاں میر لاہور میں تدریس کرتے ہیں)

مولوی عبدالرحمان ولد خان ملک' لهنوال' جہلم

مولوی اکبر شاہ صاحب' سید' گجرات

مولوی عبداللہ ولد مہتاب دین' مغل' حافظ آباد' گوجرانوالہ۔ (تکمیل کے بعد دارالعلوم نعمانیہ میں تدریس کی چندے "مدرسہ حمیدیہ" لاہور میں رہے۔

عالم جوانی میں ہی فوت ہو گئے)

مولوی بہادل بخش ‛علی شیر ‛ملتان۔(ایک مشہور اور لائق مولوی ہیں)

مولوی حافظ غلام حسین صاحب ‛بھیرہ ‛شاہ پور

مولوی محمد ذاکر ولد مولوی عبد العزیز ‛ بگہ ‛شاہ پور۔(مدرسہ حمیدیہ لاہور کے صدر مدرس ہیں)

مولوی عالم شاہ ‛سید ‛ملتان

مولوی محمد اسحاق ‛کشمیری ‛امرتسر

مولوی بہادر شاہ ‛سید ‛بتھرڑے ‛ہزارہ۔(ایک مشہور عالم ہیں ‛واعظ ہیں)

مولوی فضل الدین صاحب

مولوی محمد زمان صاحب ‛قریشی ‛رنگ آباد ‛راولپنڈی

مولوی نظام الدین ولد عمر الدین ‛کھرل ‛عظمت ‛گوجرانوالہ۔(ایک مشہور مولوی ہیں)

مولوی عبد العزیز ولد وارث دین ‛ارڑ ‛حجرہ شاہ مقیم ‛منٹگمری۔(ایک مشہور مولوی ہیں لاہور میں مقیم ہیں)

مولوی محمد حسن صاحب ‛سید ‛مراد آباد۔ مراد آباد میں مدرس ہیں

مولوی کامل الدین صاحب ‛ بافندہ ‛ پھالیہ ‛گجرات۔(دار العلوم نعمانیہ میں مدرس رہے ہیں)

مولوی عنایت اللہ ولد مولوی نبی بخش ‛چوہان ‛کوٹلی لوہاراں ‛سیالکوٹ

مولوی غلام احمد ولد فتح احمد ‛ ہرل ‛ جو کالیان ‛گجرات۔(تکمیل کے بعد دار العلوم میں رہے۔ مرض خنازیر سے فوت ہو گئے)

مولوی امیر احمد صاحب ‛افغان ‛ہزارہ۔ اپنے علاقہ کے مشہور عالم ہیں

مولوی صالح محمد صاحب ‛افغان ‛کابل ‛افغانستان

مولوی گل حسن صاحب افغان ‛ہزارہ

مولوی محمد اشرف ولد مولوی احمد شیخ ‛کونہو ‛راولپنڈی

مولوی حکیم محمد گل ولد غلام حسن سیال ‛بوڑہ ‛ڈیرہ اسماعیل خان

مولوی غلام محمد خورد ولد غلام حسن ‛افغان ‛عمر خیل ‛ڈیرہ اسماعیل خان

مولوی محمد حیات صاحب، بہاول پور۔ مشہور عالم دین ہیں۔
مولوی محمد حسین ولد محمد عمر، سچ، گوائلے، ڈیرہ غازی خان
مولوی ابراہیم صاحب، کنکیانوالہ، گوجرانوالہ
مولوی محمد امیر ولد حسین بخش، خان پور، ڈیرہ اسماعیل خان
مولوی محمود صاحب، گوجر، گجرات۔ مشہور مناظر و عالم ہیں
مولوی غلام رسول صاحب، ملتان۔ (امام مسجد وزیر خان ملتان بڑے واعظ ہیں)
مولوی محمد عالم صاحب، کوٹ خضری، گوجرانوالہ
مولوی سراج الدین ولد قمر الدین، قریشی، فیروز پور۔ (تکمیل کے بعد ... جگہ تدریس کی اور فوت ہو گئے)
مولوی احمد بخش ولد مولوی اللہ بخش، سیچ، گدائی، ڈیرہ غازی خان۔ (اس وقت صدر مدرس ڈیرہ غازی خان مدرسہ اسلامیہ ہیں)
مولوی عبد الواسع صاحب، جاگیرانی، دھالرہ، سندھ
مولوی عبد القادر صاحب، جاگیرانی، دھالرہ، سندھ
مولوی عبد العزیز ولد عبد الحق، اعوان، ملتان۔ ایک مشہور عالم ہیں
مولوی الٰہی بخش ولد عبد اللہ، فقیر، عادی، گورداسپور
مولوی محمد اسحاق ولد قاضی غلام احمد، قریشی، رہسیاں، گجرات۔ (ایک مشہور عالم ہیں اور ذہین معلم ہیں)
مولوی عبد اللطیف ولد غلام محمد، مدراس۔ (علاقہ مدراس میں مشاہیر علماء میں شمار ہوتے ہیں)
مولوی غلام مرتضیٰ ولد مولوی شیخ محمد، شیخ، دہریکڑی، ضلع گجرات
مولوی گل محمد ولد کریم بخش، نصیرپور، شاہ پور۔ (مشہور عالم ہیں زمینداری کرتے ہیں)
مولوی احمد صاحب ولد مولوی بہاء الحق۔ (امام مسجد ڈیرہ اسماعیل خان بالا اسلامیہ میں رہے ہیں)
مولوی غلام حسین صاحب، گجرات

مولوی محمد بخش ولد عبداللہ ' دریشک 'نوشہرہ 'ڈیرہ غازی خان۔(مشہور عالم ہیں)

مولوی امام بخش ولد محمد اکرم ' غزلانی 'بستی غربی 'مظفر گڑھ۔(ایک رئیس اور مشہور عالم دین ہیں)

مولوی احمد بخش صاحب 'ملتان

مولوی فضل احمد ولد کرم الٰہی 'چندرا 'خطے شاہ گوجرانوالہ

مولوی عبدالہادی صاحب 'نومسلم لاہور

مولوی عبدالقیوم ولد شاہ محمد 'سید 'جالندھر

مولوی نجم الدین ولد احمد دین 'دہڑیالہ 'جہلم۔(تکمیل کے بعد مدارس ہندوستان میں تدریس کرتے رہے اور بعدہ بلاد اسلامیہ میں تدریس کی اور آج کل اورینٹل کالج میں عربی کے پروفیسر ہیں)

مولوی خیراماں صاحب 'افغان 'ہزارہ

مولوی سید محمود 'افغان 'ہزارہ

مولوی حافظ غلام رسول ولد غلام محمد سیال 'ڈیرہ اسماعیل خان۔(مشہور عالم ہیں)

مولوی سید محمد یوسف صاحب 'سید 'مدراس۔(مشاہیر علماء مدارس سے ہیں)

مولوی عبدالرحمٰن ولد عالم شاہ 'قریشی 'بستی دانشمنداں 'جالندھر۔(تکمیل کے بعد مختلف مدارس میں تدریس کرتے رہے آج کل خانہ نشین ہیں)

مولوی علی محمد صاحب 'حیدرآباد 'سندھ

مفتی غلام مرتضٰی ولد غلام دستگیر 'اچھرہ 'میانی 'شاہ پور۔(آج کل امام جامع مسجد ہیں بڑے واعظ 'مشاہیر علماء سے ہیں۔ تعلیم طب شاخ نعمانیہ سے حاصل کی۔ دارالعلوم نعمانیہ میں صدر مدرس بھی رہے بعد میں میونسپل کمشنر ہو گئے)

مولوی عزیزالرحمٰن ولد مولوی محمد حسین 'افغان 'شہیا 'ہزارہ۔(مشاہیر علماء سے ہیں واعظ بھی ہیں)

مولوی سید حسن صاحب 'ہزارہ۔ مشاہیر علماء سے ہیں(دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس بھی تھے)

مولوی عبدالحق، نو مسلم، ڈیرہ غازی خان
مولوی محمد غفران صاحب، افغان، ہزارہ
مولوی محمد عظیم صاحب، رنگریز، گکھڑ، گوجرانوالہ۔ (آج کل مشہور واعظ ہیں)
مولوی غلام محمد صاحب، افغان، کابل، افغانستان
مولوی احمد سعید ولد غلام حسین، اعوان، چکوال، جہلم۔ (مشہور عالم دین ہیں)
مولوی نور محمد صاحب، اعوان، بھیرہ، شاہ پور
مولوی محمد عالم آسی ولد مولوی حمید الدین، دسیر، راگو، گوجرانوالہ۔ (بہت سے امتحانات پاس کیے۔ دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس رہے۔ اس وقت ہیڈ مولوی مدرسۃ المسلمین امرتسر میں ہیں)
مولوی محمد اکبر صاحب، افغان، ہزارہ
مولوی سلطان احمد ولد مولوی اکبر علی، شیخ صدیقی، عظیم آباد، پٹنہ
مولوی شاہ محمد ولد رکن الدین، قریشی، خورشید، شاہ پور
مولوی سراج الدین ولد احمد الدین، وڑائچ، شہباز پور، گجرات
مولوی عبداللہ ولد محمد شاہ، افغان، شہر، کوئٹہ
مولوی اعظم الدین ولد امام الدین، میانہ، موٹے، ہزارہ
مولوی حبیب اللہ ولد صالح محمد، ہون، بھڈیری، جہلم۔ (مدرسہ اسلامیہ راولپنڈی میں مدرس ہو گئے ہیں)
مولوی حافظ غلام محمد ولد عبدالوہاب، شیخ، امرتسر
مولوی محمد امین ولد فیض احمد، کھوکھر، جہاناں آباد، شاہ پور۔ (تکمیل دین و طب کے بعد اپنے علاقہ میں مشہور عالم اور طبیب ہیں)
مولوی عبدالعزیز ولد عبدالحق، اعوان، ملتان
مولوی محمد رمضان ولد مولوی عبداللہ، ارائیں، لدھیانہ۔ (تکمیل کے بعد جج کو گئے دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس بھی رہے، خاندانی علماء ہیں۔ آج کل مختار عدالت ہیں)

مولوی نصیر الدین ولد بہاؤ الدین، افغان، غور غش، اٹک
مولوی حبیب احمد ولد غلام حسین، افغان، دیوبند، ہندوستان
مولوی عنایت اللہ ولد نبی بخش، چوہان، کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ
مولوی دلاور صاحب، شادماں، بھٹی، کرمدادکے، گوجرانوالہ
مولوی عبداللطیف ولد عبداللہ، کمہار، یاجی، شکارپور سندھ
مولوی محمد امیر ولد غلام حسین، رنگ پور، ڈیرہ اسماعیل خان۔ (نہایت صوفی منش ہیں سندھ اور ملتان کے مدارس میں صدر مدرس رہے ہیں)
مولوی محمد ولد عبداللہ، کمہار کہے، چاہ کچا، ملتان
مولوی غلام رسول صاحب ولد فیض بخش، قریشی، کہدر، راولپنڈی
مولوی سید علی زینی ولد احمد حسین، سید، امروہہ، مراد آباد۔ (تکمیل کے بعد دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس تھے)
مولوی محمد اشرف ولد مولوی عبدالقادر، قریشی، ڈیرہ اسماعیل خان۔ (تکمیل کے بعد عین عالم شباب میں فوت ہو گئے)
مولوی خیر محمد صاحب، جلال پور، ڈیرہ غازی خان
مولوی علم الدین صاحب، باغبان، نکوڑہ، ضلع حصار
مولوی عبدالرحیم صاحب، تبت۔ (انہوں نے وطن تبت جا کر ایک دارالعلوم قائم کیا اس علاقہ کے مسلمانوں کی دینی خدمت کی اور وہاں سے چین کے بعض علاقوں میں جاکر لوگوں کو مسلمان کیا)
مولوی محمد سلیم صاحب، بخارا
مولوی نظام الدین ولد کریم بخش، کورہ ہرتہ، راولپنڈی۔ مشہور عالم دین اور خطابت کر رہے ہیں
مولوی پیر سید حسن صاحب، افغان، علاقہ یاغستان، افغانستان۔ (بعد میں ان مجاہدین میں سرگرم رہے جو انگریزی لشکروں کے خلاف نبرد آزما تھے)
مولوی شمس الدین ولد مولوی سلطان محمود، اعوان، شاہ رنگہ بلال، شاہ پور۔ (ایک زبردست عالم ہیں)
مولوی فضل الٰہی صاحب، شیخ، احمد آباد، جہلم

مولوی فیض محمد ولد نور محمد، بھون، کوٹ کبتو، شاہپور

مولوی عبدالغفار صاحب، ہزارہ

مولوی عظمت اللہ صاحب، سیال، شاہ پور۔ (رئیس زمیندار ہیں)

مولوی عمرالدین صاحب، فیروز پور۔ زمینداری کرتے ہیں

مولوی بہاؤالدین ولد شجاع الدین، ہنگ رتہ، فرید پور، منٹگمری۔ (ایک بڑے مشہور مشاہیر علماء میں سے ہیں)

مولوی غلام نبی ولد امام الدین، چدہڑ، گوجرانوالہ

مولوی نظام الدین ولد محمد دین، قریشی، دیالی، جہلم

مولوی مبارک شاہ ولد مولوی محمد حسین، سید، بجی کوٹ، ہزارہ

مولوی حیدر علی ولد سید حسن، سید، اجمیر۔ (بڑے مناظر ہیں اس وقت مدرس "مدرستہ المسلمین امرتسر" میں ہیں)

مولوی عبدالوہاب ولد مولوی عبدالکریم، قلاچی، محمد پور، قلات۔ (غالباً یہ وہی بزرگ ہیں جن کی اولاد نے آگے جاکر حضرت سلطان باہو کے سلسلہ کو چلایا)

مولوی عبدالوحید ولد امیراللہ، شیخ، سنبھل، مراد آباد۔ (مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں ملازم رہے آج کل مدارس عربیہ میں استاد ہیں)

مولوی محبوب سبحانی ولد غلام جیلانی، چوہان، کوڑی، ضلع گجرات۔ (بڑے ذہین ہیں۔ تکمیل کے بعد اپنے علاقے میں قاضی ہیں۔ مولانا عبدالمالک کھوڑوی کے بھائی مولوی غلام جیلانی کے بیٹے ہیں۔ ملتان میں چک ۱۲۶ کے نمبردار ہیں)

مولوی ولی احمد صاحب، قاضی، برہان، ضلع راولپنڈی

مولوی گوہرالدین ولد محمد نور، اعوان، راولپنڈی۔ (ایک مشہور عالم دین ہیں)

مولوی عبدالحکیم ولد غلام رسول، بھٹی، کتال، ضلع راولپنڈی۔

مولوی محمد ولد احمد، افغان، بنوں۔

مولوی عبدالوہاب ولد عبداللہ، افغان، قندہار، افغانستان

حاجی احمد ولد مولوی غلام غوث، چوہان، کوڑی، ضلع گجرات۔ (بڑے ذہین ہیں۔ عالم زادہ ہیں۔ آج کل بہاولپور میں صادق ایجرٹن کالج میں پروفیسر ہے ممتاز

۱۴۳

عہدہ پر مامور رہیں۔ مولوی عبد المالک مشیر مال کے بھتیجے ہیں)

مولوی غلام جیلانی ولد غلام نبی، مغل، چکوال، جہلم۔ (تکمیل کے بعد عالم شباب میں فوت ہو گئے)

مولوی فیض الحسن ولد مولوی محمد حسن، اعوان، بھین، جہلم۔ (بحیثیت یتیم داخل دار العلوم نعمانیہ ہو کر تکمیل کی۔ دار العلوم نعمانیہ میں مدرس رہے بعد میں سرکاری محکمہ تراجم میں ملازم ہو گئے۔ حسن خدمات کے صلہ میں کئی مرتبہ زرعی زمین سرکار کی طرف سے عطا ہوئی۔ آج کل چکوال کے سرکاری مدرسہ میں ملازم ہیں)

مولوی حافظ جمال الدین ولد مولوی فضل احمد، لک، کٹھالہ شیخاں، گجرات۔ (تکمیل کے بعد مدارس پنجاب میں مدرس تھے)

مولوی عبد الکریم ولد مولوی احمد، افغان، ریاست بہاولپور۔

مولوی زمان شاہ ولد نور حسین، سید، ڈہڑیالہ، ضلع جہلم۔

مولوی عبد الواحد ولد مولوی محمد رفیق، خلجی، تگری، کابل افغانستان۔

مولوی شیخ عبد اللہ ولد حافظ صدر الدین، چٹھار، ملکہ، گجرات۔ (ایک بڑا ذہین علامہ ہے اس نے ملکہ میں ایک زبردست درس جاری کیا، جہاں سے ہزاروں طلباء فیض یاب ہو رہے ہیں)

مولوی سلطان احمد ولد مولوی محمود، گوجر، گنجہ، ضلع گجرات۔ (تکمیل کے بعد دار العلوم نعمانیہ میں دوبار تدریس کرتے رہے بعدہ مدارس ہندوستان میں مدرس رہے۔ بسبب علالت طبع کے باعث سبکدوش ہو کر وطن میں مقیم ہیں اور تدریس کرتے ہیں)

مولوی محمد حنیف صاحب ولد مولوی علی شاہ سید، نکودر، جالندھر۔ (تکمیل کے بعد تھوڑا سا عرصہ کہیں تدریس کی۔ اب گھر پر مقیم ہیں)

مولوی محمد اشرف ولد محمد شریف، قریشی، سمینہ، ڈیرہ غازی خان۔ (تکمیل کے بعد دار العلوم نعمانیہ میں مدرس رہے۔ بعدہ مدارس پنجاب میں تعلیم دی۔ مدرسہ خلیلیہ ٹونک میں صدر مدرس ہیں)

مولوی محمد اصغر ولد محمد عقیل، اعوان، کھڑی، کوہاٹ۔ (ایک جید عالم ہیں)

مولوی غلام حبیب ولد عبدالعزیز، سیال، سیال شریف، شاہپور
مولوی احمد الدین ولد محمد حیات، کھوکھر، سز، بنیر سرحد۔
مولوی ولی اللہ ولد شمس الدین، میرا، گلیانہ، ضلع گجرات
مولوی غلام محمود ولد نور رنگ، ولیں، خان محمد والہ، میانوالی۔ (مشاہیر علماء سے ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں گکھڑ میں صدر مدرس تھے)
مولوی محمد عظیم ولد مولوی محمد بخش، وزیر آباد، ضلع گوجرانوالہ
مولوی غلام حسن ولد فاضل محمد، لنگاہ، رتہہ مہر، ملتان۔ (مشہور عالم ہیں)
مولوی مبارک شاہ ولد شیر شاہ، سید، بنوں۔
مولوی عبدالجید ولد عبداللطیف، افغان، ہرات، افغانستان
مولوی سیف اللہ ولد عبدالغفور، افغان، ہرات، افغانستان
مولوی یار محمد ولد محمد، قصاب، سدمال، شاہپور۔
مولوی فقیر اللہ ولد مولوی عبداللہ، مغل، ہزارہ۔
مولوی محمد منہا ولد محمد، قطرانی، ڈیرہ غازی خان۔
مولوی محمد ادریس ولد فضل حق، شیخ، صالح پور، پٹنہ بہار۔
مولوی ولی محمد ولد میاں محمد، دوابہ، بنوں سرحد
مولوی غلام نبی ولد محمد شاکر، افغان، تونگری، ہزارہ
مولوی موسیٰ ولد داسو، نطقانی، نیکل، ڈیرہ غازی خان
مولوی پیر محمد ولد محمد زبیر، شیخ، جلال آباد، کابل
مولوی فضل میران ولد مولوی کرم بخش، مفتی، گجرات۔ (مشہور عالم دین ہیں۔ کئی کتابوں کے ترجمے کیے)
مولوی محمد نور ولد اسمٰعیل خان، مغل، ہویکی، بنوں سرحد
مولوی نور محمد ولد غلام رسول، قریشی، لعل عیسن، میانوالی
مولوی محمد شعیب صاحب، ماکوال، ضلع راولپنڈی
مولوی عبدالحق ولد محمد عبداللہ، شیخ، ماری، بہاکل پور
مولوی عبدالوحید ولد نعمت علی، سید، سہارنپور
مولوی محمد حسین ولد میاں ابراہیم صاحب، دمیڑہ، تاڑی

۱۹

مولوی نور الحق ولد قاسم شاہ قریشی' بوسال' ضلع اٹک

مولوی محمد اسمٰعیل ولد سید میر' سواہتی' نواں شہر' ہزارہ

مولوی واجد حسین ولد احمد حسین' شیخ' بدایوں' بدایوں شہر

مولوی کریم بخش ولد عبد الحق شیخ' نیکومار' جھنگ

مولوی احمد حسین صاحب ولد معین الدین حسین۔ سید' بنگلور

مولوی محمد اشرف ولد عنایت اللہ' قریشی' سرزمین' پٹیالہ۔ (نعمانیہ میں بحیثیت یتیم داخل ہوئے۔ آج کل مزار شاہ محمد غوث صاحب لاہور میں خطیب ہیں اور انجمن حمایت اسلام میں ملازم ہیں)

مولوی مبارک علی ولد محمد عالم۔ شیخ' دادرای' سلہٹ

مولوی ولی محمد ولد محمد بخش۔ مہر' شاہ جمال' ڈیرہ غازی خان

مولوی مرید خواجہ ولد اللہ بخش۔ اعوان' چکڑالہ' ضلع میانوالی

مولوی محمد اسمٰعیل ولد عبد الکریم۔ بھٹ' کھوکھلی' سکول

مولوی نور الدین ولد حافظ محمد۔ راجپوت' لکھوکے' فیروزپور

مولوی غلام رسول ولد حافظ رحم علی۔ راجپوت' بھلوال' ضلع جہلم

مولوی محمد بشیر ولد احمد اللہ۔ شیخ' تلونڈی' ہوشیارپور

مولوی فتح محمد ولد سید رسول۔ اعوان' مبو' ضلع جھنگ

مولوی حفیظ اللہ ولد عنایت اللہ۔ شیخ' رائے پور' بانس بریلی

مولوی خلیل الرحمٰن ولد محمد باغ علی۔ شیخ' چونیاں' ضلع لاہور

مولوی عطاء محمد ولد غلام علی۔ مخدوم' دہڑیالہ' ضلع جہلم

مولوی بدر الدین ولد شمس الدین۔ قریشی' دہڑیالہ ضلع جہلم

مولوی محمد حسن ولد محمد بخش۔ وہاچل' ضلع میانوالی

مولوی محمد الدین ولد نور حسین۔ جنجوہا' اڑیالہ' ضلع گجرات

مولوی حامد شاہ ولد غلام محمد۔ سید زادہ' گمٹالہ' گورداسپور۔ (آج کل اپنے علاقے میں مشہور واعظ ہیں)

مولوی محمد عظیم ولد نور الدین۔ ہڈانی' دلوالی' ضلع مظفرگڑھ۔

مولوی محمد معصوم ولد احمد سعید۔ اعوان' بیربل' شاہ پور۔ (تکمیل کے بعد

طب میں کمال حاصل کیا۔ عالم شباب میں فوت ہو گئے)

مولوی عبدالکریم ولد محمد اعظم۔ چوغدہ، ضلع اٹک

مولوی وحید حسین ولد عنایت حسین۔ افغان، ٹونک، سرحد

مولوی عبدالقدوس ولد فضل احمد۔ سید، پشاور

مولوی غلام رسول ولد حافظ رحم علی۔ جنجوعہ، پنڈی بھٹیاں، گجرات

مولوی مختار نبی ولد مولوی نیاز احمد۔ جنجوعہ، قصبہ، گجرات۔ (آج کل وکیل عدالت ہیں)

مولوی عبدالحیٔ ولد حافظ محمد شریف۔ شیخ، راجپور، اعظم گڑھ

مولوی یوسف علی ولد حافظ امیرالدین۔ قریشی، جمنا، جالندھر۔ (تکمیل کے بعد مدارس سرکاری میں ہیڈ مولوی رہے)

مولوی خدا بخش ولد فضل الٰہی۔ قریشی، حضرو، اٹک

مولوی محمد حسین شاہ ولد پیر حافظ جماعت علی شاہ۔ سید، علی پور سیداں، سیالکوٹ۔ (صاحبزادہ صاحب تکمیل تعلیم دینیات و طب کے بعد آج کل صاحب ارشاد ہیں)

مولوی مبین حسین ولد تجمل حسین۔ سید، آگرہ

مولوی محمد یعقوب ولد مولوی محمد الدین۔ گوجرانوالہ۔ (صوفی منش عالم ہیں)

مولوی رحمت اللہ ولد خدا بخش۔ ترک، سنبھل، مراد آباد

مولوی غلام صابر ولد انوار حسین۔ ترک، سنبھل، مراد آباد

مولوی عبدالرحیم ولد شاہ داد۔ افغان، اصغر، اٹک۔ (آج کل سفیر انجمن ہیں)

مولوی عبدالکریم صاحب۔ سید، سیالکوٹ۔ (متولی خانقاہ امام صاحب اور اعلیٰ پایہ کے صوفی ہیں)

مولوی مقبول احمد خان ولد محبوب علی۔ افغان، لورہ، جہلم

مولوی عبدالغنی ولد غلام احمد۔ مغل، جھنگرہ، ہزارہ

مولوی محمود ولد محمد صادق۔ مخدوم، لاڑکانہ، سندھ

مولوی امام غزالی ولد میر عالم۔ پٹھان، ٹمن، کیمبل پور، اٹک

مولوی عبدالہادی ولد رفیع اللہ۔ اخوان زادہ 'یام خیل' پشاور
مولوی عاشق محمد ولد احمد بخش۔ ارائیں 'پیرکوٹ' جھنگ
مولوی نور عالم ولد حافظ نظام الدین۔ کشمیری 'آدووال' ضلع گجرات
مولوی عبدالرؤف ولد سید اکبر۔ سید 'حضرو' ضلع کیمبل پور
مولوی محمد یوسف ولد سید اکبر۔ سید 'حضرو' ضلع کیمبل پور
مولوی عبدالرحیم ولد عبداللہ۔ سید 'شیر احمد' بنوں
مولوی نور الہدی ولد سید احمد۔ سید 'طورو' پشاور۔ (آج کل بلاد اسلامیہ میں سرکاری خدمات میں مشغول ہیں)
مولوی محمد شیریں ولد فضل شاہ۔ قریشی 'بازار احمد خان' بنوں
مولوی حافظ غلام مرشد ولد حافظ میاں احمد کچھی 'انگہ ضلع شاہ پور۔ (دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس ہیں)
مولوی شاہ رسول ولد فضل الرحمٰن۔ افغان 'کیمبل پور۔
مولوی حافظ عطاء محمد ولد امام بخش۔ اعوان 'انگہ' ضلع شاہ پور
مولوی محمد بخش ولد بہادر خان۔ ارائیں 'شاہدرہ' لاہور
مولوی کبیر الدین ولد جمال الدین۔ شیخ 'مونگیر
مولوی رحیم اللہ ولد نبی اللہ۔ قریشی 'ٹھیری' ضلع کوہاٹ
مولوی ابرار الحق ولد اسرار الحق۔ رہتک 'ضلع رہتک۔
مولوی غلام محی الدین ولد نظام الدین 'گاذر' منکر کویل' شاہ پور

نوٹ: متوسط اور ادنی تعلیم کے طلباء تو ہزارہا آئے اور کچھ عرصہ پڑھ کر چلے گئے مگر تکمیل نہ کی اور نہ ہی دستار فضیلت حاصل کی۔

۷۱۔ والی افغانستان نادر شاہ خاں کی خدمت میں نعمانیہ کا وفد

۲۹/ ستمبر۱۹۲۱ء کو انجمن نعمانیہ کا ایک وفد مولانا غلام احمد مدرس اعلیٰ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کی قیادت میں والی افغانستان نادر شاہ خان کی خدمت میں پہنچا۔ یہ وفد ہز ایکسیلنسی سردار محمد عبدالرسول کونسل جنرل افغانستان کی وساطت سے افغانستان پہنچا اور دارالعلوم نعمانیہ کی علمی خدمات کا تعارف کرایا اس سے پہلے افغانستان کے کئی زعما نے انجمن کی خدمت کو سراہا تھا۔ جن میں کرنل صوفی غلام سرور خان' سفیر افغانستان سردار نصراللہ خان صاحب' شہزادہ افغانستان کرنل محمد اسماعیل' سفیر ہند (بذریعہ آغا حاجی محمد نذر خان ملک التجار اسپاں) سردار ایوب خان اور سردار عبدالرسول خان جنرل کونسل افغانستان کے اسمائے گرامی شامل ذکر ہیں یہ حضرات انجمن کے معاون بھی تھے اور اس کی خدمات سے واقف بھی تھے۔

حکومت افغانستان نے انجمن کی مالی امداد کے ساتھ ساتھ قائد وفد مولانا غلام احمد صدر مدرس کو ایک ہزار روپیہ خصوصی انعام دیا۔ والی افغانستان صدر مدرس کی قابلیت سے اتنے متاثر ہوئے کہ یہ انعام ان کی قابلیت پر تھا چنانچہ یہ وظیفہ مولانا غلام احمد کو ہر سال ملتا ہے۔

انجمن نعمانیہ کے وفود سربراہان مملکت تک (1920ء)

انجمن نعمانیہ میں جن دنوں فاضل ادب عربی مولانا غلام احمد صاحب صدر مدرس تھے تو اراکین انجمن نے فیصلہ کیا کہ انجمن کے تعارف کے لیے جید علماء کرام کی قیادت میں وفود تیار کیے جائیں اور مسلم سربراہان مملکت تک رسائی حاصل کی جائے۔ چنانچہ ہمیں انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے ایک ایسی فائل ملی ہے جو مولانا غلام احمد مرحوم کی علمی قیادت کی نشاندہی کرتی ہے۔

دبیر انجمن نعمانیہ تاج الدین احمد نے ایک ایسا تعارف نامہ مرتب کیا جو نواب میر عثمان علی خان بہادر فتح جنگ نظام الملک نظام الدولہ الملک والممالک آصف جاہ سابع والی سلطنت حیدر آباد دکن کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ یہ تعارف نامہ یا عرض داشت ۲۰/ جمادی الاول ۱۳۴۷ کو جاری ہوا۔ اس میں

انجمن نعمانیہ خصوصاً دارالعلوم نعمانیہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی گئی اور حضور والی دکن سے استدعا کی گئی کہ وہ دارالعلوم کی مالی امداد فرمائیں۔ یہ عرضداشت مولانا غلام احمد مدرس اول دارالعلوم نعمانیہ کی قیادت میں جانے والا وفد لے کر دہلی گیا۔ جہاں نواب آف دکن تشریف لائے ہوئے تھے۔ نواب دکن کے سفیر کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دنوں افغانستان میں پہنچنے والے مسلمانوں کی حالت زار کی وجہ سے فوری امداد تو نہ دی جا سکی البتہ ایک مفصل رپورٹ طلب کی گئی جو حسب ذیل ہے:

الصلاة الکبری

لسیدنا عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَحِیْمٌ اَعْبُدُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَلَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی کُلِّھَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ ☆ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ☆ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

بسم الله الرحمن الرحيم

بعد حمد رب العلمین و صلوٰة سید المرسلین و ثنای آل و اصحاب و تابعین ○

به عز عرض آستان بوسان مسند جهانبانی و حاشیه نشینان بساط سلطنت و کامرانی سریر آرای دولت خداداد افغانستان و ترکستان امیر المومنین کهف المسلمین حضور لامع النور حضرت امیر حبیب الله خان ایده الله تعالی بنصره العزیز میرسانند۔

تا نظر بر چمن وضع جهان وا کردیم
ستمے بود که بر دیدهٔ بینا کردیم
نه سمن بوی بقا داشت، نه گلرنگ وفا
عبرت آلوده بهر رنگ نظرها کردیم
آنچه بیداری ما دام نظر مے فهمید
حیرتے بود که در خواب تماشا کردیم

از روز یکه خبر وحشت اثر انتقال حضرت ضیاء الملة والدین سانح کوب ما دعا گویان سلطنت ابد مدت اسلام گشته چندان خون و ملال رونداده که از ساحت سینه بریان بر آورده حواله قلم توانیم نمود۔ و آن قدر رنج و تعب پیرامون دلهای صداقت منازل گردیده که اظهارش بر صفحه قرطاس نتوانیم ساخت ○ انا لله و انا الیه راجعون ○ الحکم لله القدیر

حضرت خلد آشیانی در زمان سعادت توامان خویش آنقدر ر[illegible]انات ، توجهات برای ترفه حال رعایا خود چه از ترقیات هنر و کمال و چه از کار خانهای فنون عجیبه و غریبه و چه از قواعد ملک داری مبذول فرمودند به صفحات تاریخ تا بقیام قیامت بحروف طلائی مزین هواهد ماند بحکم کل نفس ذائقة الموت هر ذی نفس را بوقت مقرره خویش سفر آخرت در پیش۔ این جهان فانی گزشتنی و گزاشتنی است [illegible] صبر جمیل و دعای مغفرت چاره کار بدست مخلوق فانی نیست۔

بست و کشاد حکم قضا راچہ چارہ ایست
نتوان خیال بست کہ بکشای یا بہ بند
بیگانگی ز وضع جہان موج میزند
آئینہ جز مقابل آن آشنا مبند

بخت فرجام مومنین رابابد نازند وطالع ہمایوں مسلمین رابر خویش باید بالید۔ کہ بافضال خلاق عالم دعالمیان زمان سلطنت بدست اقتدار چنان صاحب جودے دادہ شد کہ چشم پیر فلک بدین کہن سالی ندیدہ ومادر گیتی در اقصائے عالم مثلش صائب تدبیرے پروردہ انشاء اللہ تعالیٰ بعون ونصرت خلاق عالم گوی سبقت از پیشینیان خواہد ربود۔

حسودت گرہمہ آئینہ افلاک خواہد شد
بزد گہاش تمثال بنائے خاک خواہد شد
بہرجا انور اقبالت کند سامان خورسندی
مخالف سایہ وار از لوح امکان پاک خواہد شد
غرور خیرہ چشمان درخیال لمعہ تیغت
مژہ گروا کند تاسینہ وقف چاک خواہد شد
درآن محفل کہ بالدنشہ کیفیت جاہت
دماغ سرکشان ازسر نگونی تاک خواہد شد

بدست آویز دعاگوئے کہ عمدہ مشاغل اوقات وذریعہ قبول اطاعات ووسیلہ حصول مرادات ماعقیدت کیشان ست متوسل درگاہ وملتجی آستان اسلام پناہ شدہ سلسلہ جنبان عرض حاجتی میباشیم۔ وبہ شیوہ عاجزان بے وسیلہ بامید چارہ گری شمہ ازحال خود بہ معرض اظہار مے آریم۔ امید داریم کہ ازراہ ذرہ پروری گوش گزار ازنالہائے ماعبودیت کیشان ست فدویت اندیش مسموع شدہ مسئول مادرجہ پذیرائی وقبول یابد۔

کشودست ہر سطرے از نامہ ام
پر و بال از خویش راہی شدن
بطوف جنابے کہ از خاک آن

توان محرم قبلہ گاہی شدن۔
کنوں خواہد از شوق آن آستان
خم و پیچ خط کجکلاہی شدن
تو ہم ساعتی اے نسیم بہار
چو آنجا رسی سجدہ خواہی شدن

درین نواح علمائے ربانی از ناقدر دانی اہل زمانہ در زوایائے عزلت منزوی و متواری شدند۔ و مرض جہل و نادانی از رسم و آئین مسلمانی بر قلوب عامہ خلائق عارض و طاری گردیدہ۔ نظر بریں حالت پر ملالت در سال ۱۳۰۵ھ ہجری علی الصلواۃ والسلام مسلمانان خوش اعتقاد و رہروان صراط مستقیم صلاح و سداد بانکہ کیسہ و کاسہ استطاعت شان خالی و روزگار شان آئینہ در چہرہ خستہ حالی بود کمرہمت بربستہ و از توفیقات ربانی مدد خواستہ بنظر اصلاح حال مسلمین و درستی مال برادران دین و تعلیم عقائد حقہ و رفع عوارض تفرقہ و اشاعت رسوم اسلام و انتشار علوم دینیہ از فقہ و اصول فقہ و حدیث و اصول حدیث و تفسیر کلام مجید و اصول تفسیر معہ علوم توابع مدرسہ موسوم "بمدرسہ علوم اسلامیہ" معروف "بدار العلوم نعمانیہ" در شہر لاہور بنا نہادند۔ و از ہر جا اجلہ مدرسین و معلمین طلب داشتہ متکفل اخراجات و گزر اوقات شان گردیدند۔ طلبائے علوم دینیہ را بہ تقرر وظائف وافیہ و مشاہرات کافیہ راغب و مائل درس و تعلیم نمودند۔

چون نیت شان مبنی بر خیر و صلاح عامہ مسلمانان بود سعی و تلاش شان کارگر افتاد۔ بفضلہ تعالیٰ تادم تحریر دار العلوم مذکور باحسن حالات جاری ست۔ شائقین طلاب از اطراف و جوانب پنجاب و ہندوستان و افغانستان وغیرہ جمع آمدہ بہرہ یاب فیض تعلیمات دینیہ میشوند۔

تاالحال بوجہ قلت عواید انتظامش چنانکہ بایستے روند ادہ بسیارے از طلباء از مقامات دور و دراز ے آئیند بواسطہ عدم گنجائش محروم ے مانند تعداد اساتذہ ہم ضروری ست کہ زیادہ کردہ شود۔ تا ایں دم طبقہ اعلائے دار العلوم در مسجد حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی طاب اللہ ثراہ جاری ست و حصہ ابتدائیہ کہ در و اطفال قرآن خوانان و جماعت حفاظ و قرای و ابتدائی کتب

مسائل دینیہ بزبان فارسی و صرف و نحو عربی میخوانند در مکانے قائم ست کہ بکرایہ گرفتہ شدہ تعمیر مکان کہ مناسب حال دار العلوم باشد ہم مارب ست۔

ذخیرہ کتب فارسیہ و متعلقات ہم ضروری ست برائے ترتیب و تعلیم و تکفل یتامی علیحدہ مدد معاش کافی از حل مقاصد ست کہ از دیر باز یتیم خانہ ہم جاری ست از چہاردہ سال این ہمہ کاروبار برچندہ موقوف ست۔

سرمایہ مستقل میسر نہ شدہ کہ از مفادش انجاح مرام شدے در اطمینان بحال بانیانش رونمودے محض جزویات امور تعلیم باتمام میرسند و کلیاتش معطل محض و ناتمام۔

لہٰذا بکمال امیدواری روئے نیاز بدرگاہ فیض پناہ کہ قبلہ حاجات و کعبہ مراد کافہ مسلمانان ست آوردہ جرات برائے عرض حالات نمودیم و امید قوی داریم کہ این چراغ روشن کردۂ مسلمانان کہ درین ملک بفروغ ماہ تابان تافتہ بروغن مرحمت حضور ہمیشہ ضیاگستر ساحت تمنا و این نخل دست نشاندہ اہل ایمان کہ ذائقہ اسلام از اثمار آن حلاوت یافتہ بابیاری دست مکرمت ہم قدِ نخل طوبی گردد

شاد باش ایدل کہ آخر عقدہ ات واے میشود
قطرۂ ما می رسد جائیکہ دریا میشود

آفتاب ابہت و اجلال زنگ کدورتے می نماید۔ بحرمت النون و الصاد

بیت و غزل ہمہ گل باغ ثنائے تست
موزونی کلام دو عالم دعائے تست

عریضہ نیاز مہتممین مدرستہ العلوم نعمانیہ لاہور

العبد
حکیم مفتی سلیم اللہ
ناظم اعلیٰ دار العلوم نعمانیہ

تاج الدین احمد، ناظم دار العلوم نعمانیہ لاہور۔ حافظ چراغ دین امین

از انجمن نعمانیہ لاھور

بعالی خدمت والا نعمت جناب سردار محمد خان صاحب عہدہ دار سرکار حضرت امیرالمومنین سراج الملۃ والدین کمپ ہز میجسٹی سلطان کابل خلد اللہ ملکہ۔

"بعد اہدائے ہدیہ سلام سنت الاسلام و دعائے تزاید مناصب دینی و ترقی مراتب دنیوی معروض خدمت والا درجت آنکہ:

اصل عرضداشت مشعر حالات "دارالعلوم نعمانیہ" کہ بسرپرستی انجمن نعمانیہ در شہرلاہور از بست سال جاری است بحضور امیرالمومنین سراج الملۃ والدین ارسال داشتہ شد و نقلش بانسلاک عریضہ ہذا مرسل خدمت والاست۔ بدین ترقب کہ براہ حمیت حنفیت در حضور دربار شاہی بدو کلمہ خیر تائید درخواست مذکور نمودہ ذخائر حسنات ثواب جمیل و اجر جزیل از معاونت امر دین بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ جمع فرمائید"

العارض

وکیل چیف کورٹ پنجاب

دبیر انجمن نعمانیہ لاہور

۱۸۹۷ء لاہور

اس عرضداشت کے بعد والی افغانستان نے انجمن کو ایک ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا اور ایک عرصہ تک یہ وظیفہ جاری رہا۔

اس علمی سفارت کے ساتھ دارالعلوم نعمانیہ کے ایک استاد مولانا محمد حسن فیضی (متوطن بھین چکوال ضلع جہلم) کا ایک مرصع عربی قصیدہ پیش کیا گیا' جسے ہم ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت سے نقل کر رہے ہیں۔

نتیجہ فکر مولانا محمد حسن فیضی (رحمتہ اللہ علیہ) استاد نعمانیہ

متوطن موضع بھیں چکوال۔ ضلع جہلم

ثَنَاءُ اِلٰهِ الْعَرْشِ مُبْتَدَأُ الْاَمْرِ
وَذِکْرُ رَؤُفِ الْخَلْقِ مُسْتَحْسِنُ الذِّکْرِ

عَلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ طُرًّا صَلٰوتُہٗ
وَاَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ مَعَ اٰلِہِ الْبَرِّ

حِمَامَۃَ بُشْرٰی لَا تُقِیْمَنَّ سَاعَۃً
خُذِیْ عُرْضَتِیْ ھٰذِیْ وَطِیْرِیْ مِنَ الْوَکْرِ

اِلٰی کَابِلٍ خَیْرِ الْبِلَادِ مَعِیْشَۃً
وَ دِیْنًا وَّ سُلْطَانًا وَّبَرًّا عَلٰی بِرِّ

حَکَتْ اَرْضُھَا الْفِرْدَوْسِ مِنْ ثَمَرَاتِھَا
وَ مَالِکُھَا الرِّضْوَانَ مِنْ شِیَمٍ غُرٍّ

تَرَیْنَ بِھَا دَارًا عَلَتْھَا مَھَابَۃٌ
ذُرَاھَا سَمَتْ اَعْلَی السِّمَاکَیْنِ وَالنَّسْرِ

فَطُوْفِیْ بِھَا حَتّٰی اِذَا جِئْتِ بَابَھَا
وَ جَدْتِ بِھَا الْحُرَّاسِ فِیْ ھَیْبَۃِ الزِّئْرِ

فَقُوْلِیْ لَھُمْ بَعْدَ التَّحِیَّۃِ اِنَّنِیْ
لَقَدْ طِرْتُ مِنْ ھِنْدٍ اِلٰی ذَالِکَ الْقَصْرِ

اُرِیْدُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَھَلْ لِیَا
اِلَیْہِ دَلِیْلٌ زَادَہُ اللّٰہُ فِی الْقَدْرِ

تَرَیْنَ اِذًا قَصْرًا مَّشِیْدًا مُمَرَّدًا
وَ فِیْہِ سَرِیْرٌ مِنْ یَوَاقِیْتَ وَ الدُّرِّ

عَلَيْهِ اَمِيْرُ الْمَلِكِ كَالْبَدْرِ طَالِعٌ
حَوَالَيْهِ دَاهُو الْفُرْسِ كَالْاَنْجُمِ الزُّهْرِ

اِذَا قَبِّلِيْ اَرْضًا فَقُوْلِيْ تَحِيَّةً
عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ يَا طَيِّبَ النَّشْرِ

وَ بَعْدَ سَلَامٍ تَرْجِمِيْ مِنْ قَصِيْدَةٍ
مُعَطَّرَةٍ بِالتَّهْنِيَاتِ وَ بِالْبَشْرِ

تَبَشَّرْ بِشَارَاتٍ تَهَنَّاءَ تَهَانِيًا
اَتَتْكَ بِهَا مِنْ رَبِّكَا اَلْسُنُ الدَّهْرِ

فَاَنْتَ بِلَاشَكٍّ ضِيَاءٌ لِمِلَّةٍ
وَ دِيْنٍ بِهٖ لُقِّبْتَ فِيْ دَفْتَرِ الْقَدْرِ

مُلَقِّبُكَ الرَّحْمٰنُ يَا عَبْدَ رَحْمَةٍ
اُتَرْجِمُهٗ فِيْ اَطْيَبِ النَّظْمِ وَ النَّثْرِ

خَدَمْتَ لِدِيْنِ اللّٰهِ بِالسَّيْفِ وَ الْقَنَا
فَبُوْرِكْتَ فِيْ سَعْيٍ وَضُوْعِفْتَ فِي الْاَجْرِ

عَلَيْكَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ تَطَلَّعَتْ
نُجُوْمُ الْهُدٰى مِنْ مَطْلَعِ الْفَتْحِ وَالنَّصْرِ

عَزَمْتَ عَلٰى نَصْرِ الْاِلٰهِ تَوَكُّلًا
عَلَيْهِ فَمَنْ بَارَاكَ اُلْقِيَ فِي السَّعْرِ

فَتَحْتَ دِيَارَ الْكُفْرِ بِالسَّيْفِ وَ الْقَنَا
وَ اَعْلَنْتَ دِيْنَ اللّٰهِ فِيْ مَوْطِنِ الْكُفْرِ

تَحَامَتْكَ اَيْدِي اللّٰهِ عَنْ كُلِّ مَاكِرٍ
تَحَامِيْكَ شَرْعُ اللّٰهِ بِالْبِيْضِ وَ السُّمْرِ

اَضَعْتَ بُذُوْرَ الْمُفْسِدِيْنَ بِسَطْوَةٍ
قَطَعْتَ جُذُوْرَ الْغَادِرِيْنَ عَلَى الْاَثْرِ

بِعَزْمِكَ زَالَتْ لِلدَّوَامِ مِنَ ارْضِكَا
لَيَالِيْ ظَلَامِ الْكُفْرِ وَ الْمَكْرِ وَ الْغَدْرِ

صَفَتْ بِكَ اَيَّامٌ وَ قَامَتْ عَدَالَةٌ

وَ تَجْرِیْ حُدُوْدُ اللّٰهِ فِیْ مَسْلَکٍ وَعْرٍ
بِرُعْبِکَ فِیْ شُعَبِ الْجِبَالِ تَرَعْرَعَتْ
اُسُوْدُ الشَّرٰی مَاهَابَهَا مَنْ بِهَا یَسْرِیْ
اَخَفْتَ قِطَاعَ الطُّرْقِ حَتّٰی جُسُوْدُهُمْ
بِهَیْبَتِکَ الدَّهْیَاءِ تُرْعَدُ فِی الْقَبْرِ
بِاَرْضِکَ فِی الصَّحْرَاءِ یَسْرِیْ مُسَافِرٌ
مَصُوْنًا مِّنَ الْقُطَّاعِ بِالْمَالِ وَ التِّبْرِ
وقبلک تلک الطرق کانت مهالکا
تُرَاقُ دِمَآءُ النَّاسِ فِیْهَا بِلَا هَدْرٍ
نَفَیْتَ مِنَ التُّجَّارِ ذُعْرَ طَرَآئِقَ
فَتُذْکَرُ فِی الْاَطْرَافِ بِالْحَمْدِ وَالشُّکْرِ
فَوَاحِشَ مَا اَبْقَیْتَهَا فِیْ دِیَارِکَا
مَحَوْتَ حُرُوْفَ الزُّوْرِ وَ الْعُهْرِ وَ الْخَمْرِ
بِعِزِّکَ بَاهَی الْمُسْلِمُوْنَ تَفَاخُرًا
بِهِنْدٍ وَ صِیْنٍ مِنْ عِرَاقٍ اِلٰی مِصْرٍ
تَفَاخُرُهُمْ یَبْقٰی بِعِزِّکَ دَائِمًا
وَ یَحْفَظُکَ الرَّحْمٰنُ مِنْ رَّیْبَةِ الدَّهْرِ
مَحَبَّةُ دَارٍ کَانَ فِیْهَا اَکَابِرِیْ
وَ ذِکْرَایَ عِزِّیْ هَیَّجَتْنِیْ عَلَی الشِّعْرِ
اَیَا وَطَنِیْ لَوْ کُنْتُ تَنْسٰی لِاَهْلِهٖ
فَلَمْ اَنْسَکَ الْاَزْمَانَ فِی النَّوْمِ وَ السَّهْرِ
وَ کَیْفَ وَ فِیْنَا مِنْ کِرَامِکَ اٰیَةٌ
تَذَکِّرُنَا مَنْ مَرَّ فِیْ سَالِفِ الْعَصْرِ
اِلَیْهِ قُلُوْبُ الْمُسْلِمِیْنَ تَشَوَّقَتْ
کَمَا اشْتَاقَ قَلْبُ الصَّائِمِیْنَ اِلَی الْفِطْرِ
تَرَقّٰی اِلَی الْحُسْنٰی فَحَازَ مَعَالِیًا
وَ دَارَ بُرُوْجَ الْمَجْدِ کَالشَّمْسِ وَ الْبَدْرِ
فلح کَنَجْمٍ فِیْ مَطَالِعِ ثَرْوَةٍ

فَيُهْدٰى بِهِ السَّارُوْنَ فِى الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ
كَبَحْرٍ لِبَادٍ يُرْسِلُ السُّحْبَ تُحْفَةً
وَ يُغْنِىْ قَرِيْبًا مِّنْ كُنُوْزٍ مِّنَ الدُّرِّ
كَمَا كَانَ فَخْرُ الْاَوَّلِيْنَ اٰوَائِلُهٗ
كَذَاكَ وَ رَبِّىْ ذَالَنَا مَعْدِنِ الْفَخْرِ
يُنَبِّأُ اَهْلَ الْهِنْدِ مِنْ طِيْبِ اَصْلِهٖ
وَ حُسْنُ نَبَاتِ الْاَرْضِ مِنْ كَرَمِ الْبَذْرِ
تُرَابُكَ يَا اِيْرَانُ حُمِّدَ اِذْوَفَا
اَبُوْهُ هُمَا يُؤْنَا بِضِيْقٍ وَ فِىْ عُسْرٍ
وَ قَائِعُهُمْ فِىْ اَرْضِ هِنْدٍ شَهِيْرَةٌ
وَ دَارَتْ جُنُوْدَ الْاَرْضِ قِطْرًا اِلٰى قُطْرٍ
اَطَالَ اِلٰهُ الْعَالَمِيْنَ بَقَائَهٗ
وَ وَارِثُهٗ يَحْيىٰ اِلٰى مُنْتَهَى الدَّهْرِ
وَ يَجْعَلُهٗ كَاِسْمٍ عَطَاءً لِعَالَمٍ
وَ يَحْفَظُهٗ عَنْ كُلِّ شَرٍّ وَ عَنْ مَّكْرٍ

صَلَاةً هُوَ اَهْلُهَا ☆ اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاجْزِ مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ ☆ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْئٍ وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْئٌ وَ اَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْئٌ وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْئٌ وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْئٌ

فَلَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَكُنْ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ صَلَاةً مُّبَارَكَةً طَیِّبَةً كَمَا اَمَرْتَ اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْهِ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ☆ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ صَلَاتِكَ شَیْئٌ وَ ارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ رَحْمَتِكَ شَیْئٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ بَرَكَاتِكَ شَیْئٌ ☆ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَاَفْلِحْ وَاَنْجِحْ وَاَتِمَّ وَاَصْلِحْ وَزَكِّ وَارْبِحْ وَاَوْفِ وَاَرْجِحْ اَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَاَجْزَلَ الْمِنَنِ وَ التَّحِیَّاتِ عَلٰی عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ هُوَ فَلَقُ صُبْحِ اَنْوَارِ الْوَحْدَانِیَّةِ وَ

بعونہٖ تعالیٰ

مجموعہ

اصول و مقاصد

اور

عملی تجاویز قواعدِ نظامِ کسبی

منجانب

انجمنِ نعمانیہ ہند

صدر مقام لاہور

بحکم ارکین انجمن موصوف

سنہ ١٣٢٩

حمیدیہ پریس لاہور میں میر قدرت اللہ کے اہتمام سے چھپا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

لا یؤمن احدکم

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ

حتی اکون احب الیه من

اپنی اولاد، والدین خود اپنی جان اور تمام لوگوں سے زیادہ

ولده ووالده ومن نفسه

مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو (حدیث شریف)

والناس اجمعین

او کما قال علیه الصلوٰة والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

انجمن نعمانیہ ہند مقام لاہور

اصول جو تبدیل نہیں ہو سکتے

(الف) اس انجمن کے ہر ایک کام میں اتباع شریعت غرائے مصطفوی علٰے صاحبہا التحیۃ والسلام حسب مذہب حنیف حنفی لازم ہوگا ۔

(ب) مجموعۂ عقائد مرتبۂ انجمن ہذا کی پابندی ہر ایک رکن پر لازم و واجب ہوگی ۔

مقاصد انجمن

(۱) حنفیۂ کرام بالخصوص علمائے حنیف حنفی کی جماعت کو ترقی دینا اور عقائد اعمال حنفیہ کی تعلیم کا انتظام کرنا ۔

(۲) تبلیغ اسلام بقید مذہب حنفی ۔

(۳) اہل سنت و جماعت مسلمانوں میں دینی اتحاد پیدا کرنا ۔

(۴) سیاسی امور سے علیحدہ رہ کر اہل سنت و جماعت

کے دینی مفاد کے لئے گورنمنٹ کی خدمت میں حسب ضرورت وقتاً فوقتاً مؤدبانہ گزارشات اور اُن کے خیالات کی نیابت کرنا اور جو احکام گورنمنٹ کی طرف سے کسی دینی معاملہ کے متعلق آئیں۔ اُن کو اپنی رسائی تک شائع کرنا۔

عملی تجاویز

مندرجۂ بالا مقاصد کی تکمیل کے لئے حسب گنجائش تجاویز ذیل عمل میں لائی جائیں گی۔

(الف) ایک حنفی دار العلوم کا قائم رکھنا اور اس کے متعلق ہند کے مختلف حصوں میں مردانہ و زنانہ مدارس کا جاری کرنا۔ اور موجودہ حنفی مدارس کو دار العلوم کے متعلق کرنا۔ اور سب مدارس میں یکساں نصاب اور تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا۔

(ب) ایک دار الافتا کا قائم رکھنا۔

(ج) اہل سنت و جماعت کے یتیم خانوں کا قائم کرنا۔

(د) اسلامی کتب خانوں کا قائم کرنا اور موجودہ حنفی کتب خانوں کو تقویت دینا۔

(لا) واعظوں اور سفیروں اور تصنیفات و تالیفات اور رسالوں اور فتووں وغیرہ کے ذریعہ تبلیغ احکام اسلام باتباع مذہب حنفیہ کرنا اور مقاصد اور کاروائی ہائے انجمن کی اشاعت کرنا۔

قواعد انجمن۔ نظام ترکیبی

(۱) اس انجمن کا نام انجمن نعمانیۂ ہند ہوگا۔ اور اس کا صدر مقام لاہور ہوگا۔

(۲) ہر ایک شخص اس انجمن کی اعانت کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اسکا مال شرعاً لینا جائز ہو۔

(۳) ہر ایک حنیف حنفی جو مجموعۂ عقائد پر دستخط ثبت کر دے۔ بعد منظوری مجلس شورٰے انجمن کارکن قرار دیا جائیگا۔

عہدہ داران اور اون کے فرائض

(۴) ایسے معزز مقتدر امراء و رؤساء و جاگیردار و نواب صاحبان اہل اسلام جو بوجہ فیاضی و وجاہت کے ممتاز ہوں اُن کو انجمن اعزازی طور پر اپنا مربی یا نائب مربی مقرر کرسکتی ہے۔

(۵) انجمن ہذا میں مندرجۂ ذیل عہدہ دار ہونگے۔

(الف)۔ صدر انجمن (ب) دبیر انجمن

(ج)۔ مشیر مال (د) خزانچی

(ھ)۔ ممتحن حسابات۔ (و) ناظم التعلیم

(ز)۔ مدیر رسالہ موقت الشیوع۔

عہدہ داران بالا اراکین میں سے پہلی دفعہ کثرت رائے کے مطابق منتخب کئے جائینگے

عموماً یہ عہدہ دار اعزازی طور پر کام کرینگے۔ مگر جب کوئی خاص ضرورت متقاضی ہو۔ تو عہدہ دار تنخواہ دار

بھی ہو سکتے ہیں اور ایک ہی شخص کو بصورت ضرورت کسی دوسرے عہدہ دار کا کام سپرد کیا جا سکتا ہے لیکن تین سے زیادہ عہدوں کا کام نہ دیا جائے گا۔

اگر کوئی اعزازی عہدہ دار کسی اشد ضرورت کے باعث کار متعلقہ کے انجام دینے سے میعاد موقت کے لیے معذور ہو۔ تو وہ اپنا کام کسی عہدہ دار کو جسے وہ پسند کرے ان ایام کیلئے بذریعہ تحریر بقید بالا سپرد کر سکتا ہے۔ نیز اسکی تحریری اطلاع دبیر انجمن کو بھی بھیج دے۔ تاکہ مجلس شوریٰ کے آئندہ جلسہ میں پیش ہو سکے۔

تنبیہ اوّل۔ مجلس شوریٰ میں جب کبھی کسی تنخواہ دار عہدہ دار کی نسبت کوئی تحریر پیش ہو تو وہ خود جلسہ میں موجود نہ رہ سکیگا۔

تنبیہ دوم۔ انجمن ہذا کے کسی عہدہ دار کو یہ اختیار نہ ہوگا۔ کہ وہ کسی دوسری انجمن میں جو بلحاظ مقاصد انجمن ہذا کے مقابل یا کلیتہً یا جزئیتہً اس کے مخالف ہو کوئی عہدہ قبول کرے۔ ورنہ انجمن ہذا کے عہدہ سے علیحدہ متصور ہوگا۔

(الف) صدر انجمن کا کام جلسے میں امن قائم رکھنا اور خارج از بحث گفتگو کو روکنا۔ اور ذاتیات کی بحث سے بچانا ہوگا۔ جو امور پرچہ اطلاع میں درج ہوں دوران جلسہ میں سوائے صورت خاص کے انکے بترتیب پیش کرانیکا التزام رکھنا ہوگا۔ نیز صدر مذکور انجمن کو ہر ایک شعبہ کے کاروبار اور

اُس کے طریقِ عمل سے واقف رہنا لازم ہوگا۔ اور اسکے متعلق جو اصلاح ان کے نزدیک ضروری ہو اُس کو بذریعۂ تحریر مجلس شوریٰ میں پیش کرنا ہوگا۔

کتب حسابات ماہوار پر صدر کے دستخط ثبت ہونے ضروری ہوں گے۔

(ب) دبیر انجمن کا کام جلسوں کی اطلاعیں جاری کرنا سوئداد ہائے جلسہ لکھنا یا لکھوانا اور سنانا اور جلسے میں امور متعلقہ کو پیش کرنا۔ اور منجانب انجمن ہر قسم کی خط و کتابت کرنا ہوگا۔ تمام عہدہ داروں کی تحریرات جو بنام انجمن یا منجانب انجمن ہوں۔ اُسی کی وساطت سے آیا جایا کرینگی دفتر انجمن کی ترتیب و درستی اور اُس کی نگرانی اور نیز ملازمان دفتر و سفیران و واعظین کے کام کی نگرانی اُس کے ذمہ ہوگی انجمن کی طرف سے یا انجمن کے خلاف جو مقدمات ہوں۔ ان میں بمنظوری مجلس شوریٰ وہ منجانب انجمن پیروی و جوابدہی کا مجاز ہوگا۔ اور جو معاہدات انجمن کی طرف سے یا انجمن کے حق میں ہوں۔ وہ بھی باجازت مجلس شوریٰ اسی کے نام سے بحیثیت عہدہ ہوں گے۔ مگر ان میں اس کی ذاتی ذمہ داری نہ ہوگی۔ تمام کاغذات و دستاویزات متعلق حقوق جائداد انجمن اس کی تحویل میں رہینگی۔

کتب اندراجات حساب وکتاب ماہانہ پر اُس کے دستخط ضرور ہوں گے۔

طلباء دارالعلوم دینیات کی ترتیب اور صحت اور پرورش اور خوراک پوشاک اور سامان رہائش کی نگرانی کرنا۔ اور

تمام اشیاء دار الاقامہ و دار الیتامےٰ سب اس کی تحویل میں ہوں گی۔ وہ دعوتوں اور ان تمام اشیاء کی جو تملیکاً طلبہ کے لئے دی جائیں۔ رسید دیا کرے گا۔ اور تمام ملازمان دار الاقامہ و دار الیتامےٰ کے کام کی نگرانی اُس کے ذمہ ہو گی۔

(ج) مشیر مال کا کام ہر قسم کے حسابات جمع خرچ کا رکھنا اور جن اشخاص کے ذمہ انجمن کا باقی مطالبہ ہو۔ اُن کے نام خطوط تقاضا جاری کرنا۔ اور ہر ایک قسم کا بل متعلقہ اخراجات انجمن جو کوئی عہدہ دار انجمن تیار کر کے اس کے پاس بھیجے۔ اسیر اپنے دستخط کر کے اُس کا روپیہ خزانچی انجمن سے دلوانا۔ اور ہر قسم کا زرِ نقد و اشیاء دیگر جو اس کی وساطت سے انجمن میں آویں۔ اُن کو بلا توقف خزانچی یا افسر متعلق کے پاس جمع کرے اور ایک رسید زرِ موصولہ جو اُس کی اور خزانچی کے دستخطی ہو۔ اور رسید اشیاء جس پر اُس کے اور افسر متعلق کے دستخط ثبت ہوں۔ معطیین کو ارسال کرنا ہو گا۔ اور کل حساب کتاب جو اس کے متعلق ہو گا۔ اس کی صحت کا وہ ذمہ دار ہو گا۔ سالانہ جلسہ سے پیشتر آئندہ سال کا تخمینہ آمد و خرچ انجمن تجویز کر کے پیش کرنا اور ہر مہینے میں ایک دفعہ مجلس شورے میں مفصل حساب ماہواری پیش کرنا بھی اسی کا کام ہو گا۔

(د) خزانچی انجمن کا کام ہر قسم کے زر نقد متعلقہ انجمن کو

جو مشیر مال کی وساطت سے اس کے پاس پہنچے اپنی تحویل میں رکھنا اور اس کی رسید پر دستخط کرنا۔ اور جو چک مشیر مال کے دستخطی اس کے پاس پہنچے۔ اس کا روپیہ ادا کرنا ہوگا۔ وہ کوئی رقم بغیر دستخط مشیر مال کے جمع یا خرچ کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

(ھ) ممتحن حسابات کا کام کم از کم مہینے میں ایک دفعہ کُل حسابات انجمن کی جو خواہ کسی عہدہ دار کی تاویل میں ہوں۔ جانچ پڑتال کرکے ان کی صحت کی تصدیق میں اپنے دستخط ثبت کرنا اور جو نقص طریق حساب میں معلوم ہوں۔ ان کو بوساطت وبیر انجمن مجلس شوریٰ کی خدمت میں پیش کرنا ہوگا۔

(و) ناظم التعلیم کے متعلق انجمن کی کُل جائداد نقولہ متعلقۂ صیغۂ تعلیم کی نگرانی ہوگی۔ اور صیغہ تعلیم کے کل معاملات متعلق انتظام تعلیم اور نصاب اور امتحانات کا انعقاد ملازمانِ صیغۂ تعلیم کی تقرری۔ معطلی۔ معزولی بحالی کی رپورٹ کرنا۔ اور کُل طلباء کا اد خال و سزا و اخراج اور تقرر وظائف کا اہتمام ہوگا۔ اور تمام فتوے صادر شدہ انجمن پر اسکے دستخط ثبت ہوا کرینگے۔ کتب خانۂ انجمن کی حفاظت اور نگرانی کرنا اور جو تالیفات و تصنیفات انجمن کی طرف سے ہوں اُن کی صحت اور درستی کا اہتمام و نگرانی رکھنا۔ اور کتابوں کی [illegible] اور اُن کو باترتیب رکھنا [illegible] اشاعت اور اُن کی اُجرتوں یا محنتوں کے [illegible]

کا اہتمام کرنا اور نگرانی رکھنا اور اس صیغہ کے ملازمان کے کام کی نگرانی اُس کے ذمہ ہوگی ÷

جو کتابیں انجمن کے کتب خانہ کے لئے بمد امداد یا عاریتی کہیں سے بذریعہ مشیر مال اس کے پاس آئیں۔ وہ بھی اسی کی تحویل میں ہوں گی ÷

جو کتابیں کتب خانہ انجمن سے قواعد معنی عاریتاً دیجائیں اُس کا رجسٹر رکھنا اور واپس وصول کرنا اور کتب خانے کی مکمل فہرست موجود رکھنا اسی کا کام ہوگا

(ز) مدیر رسالہ یا اخبار موقت الشیوع کا کام اخبار یا رسالہ کے مضامین کا ترتیب دینا اور مشیر مال سے آمد و خرچ کے حسابات لے کر اور دار الافتاء سے صادر شدہ فتوے حاصل کرکے ان کو پرچہ میں درج کرنا اور کتب فروختنی اور ضرورت ہائے انجمن کے اشتہارات اور اصلی مضامین و کتب موصولہ پر اپنی صوابدید کے مطابق تقریظیں درج کرنا اور اس کی کتابت اور چھپوائی اور صحت اور مضمون نویسی کا انتظام و اہتمام کرنا ہوگا اور اس کو ایسے رسالہ یا اخبار کی چھپائی کی تعداد مقرر کرنے اور اس کے متعلق جمیع اخراجات کی نسبت اور اُن اشخاص کے تعیّن کی بابت جن کے نام رسالہ جاری کیا جاوے۔ اختیار ہوگا ÷

مجلس شورے

(۶) کُل عہدہ داران انجمن کا نام مجلسِ شورے ہوگا ۔

البتہ مجلس شورے کو اختیار ہوگا کہ اگر ضرورت ہو تو اراکین انجمن میں سے کسی کو اپنے ساتھ شریک کرے

(۷) جب کوئی عہدہ خالی ہو جائے۔ تو مجلس شورے اسی کثرت رائے سے کسی قابل شخص کو مقرر کرسکے گی۔

(۸) تمام عہدہ داروں کے احکام اور رپورٹیں ہمیشہ تحریری ہوں گی۔ اور ان تمام تحریرات کا مجلس شورے کے سب سے پہلے جلسے میں جو ان تحریرات کے بعد منعقد ہوگا۔ پیش کرنا۔ دبیر انجمن کا فرض ہوگا۔ مگر ان رپورٹوں کے متعلق مزید حالات کے تذکرہ اور تصریح کرنے کا حق سب سے پہلے اس عہدہ دار کو ہوگا۔ جس کی وہ رپورٹ ہو۔

(۹) تمام عہدہ داران اپنے فرائض و اختیارات میں مجلس شورے کے احکام کے پابند ہوں گے۔ اور اُن احکام کی تعمیل بلا توقف ان پر لازم ہوگی۔

(۱۰) مجلس شورے کو اختیار ہوگا۔ کہ انجمن کے کاروبار کے باترتیب چلانے اور ہر ایک صیغہ کے متعلق صحت اور عمدگی سے کام کرنے کے لئے ایسے ضمنی قواعد مرتب کرے جو قواعد ہذا سے متضاد یا متناقض نہ ہوں اور ایسے قواعد ہر طرح سے جائز اور واجب التعمیل ہوں گے۔

(۱۱) مجلس شورے کو یہ بھی اختیار ہوگا۔ کہ حسب تقاضائے وقت عہدوں کی تعداد میں توسیع کرے اور اس کے مطابق کام کو تقسیم کرے۔

(۱۲) مجلسِ شُورے کا اجلاس زیادہ سے زیادہ پندرہ روزہ ہوا کرے گا۔ مجلسِ شوریٰ کے اراکین میں سے پانچ کس کی حاضری انعقاد جلسے کے لئے کافی متصور ہوگی ۞

(۱۳) انجمن عام کا اجلاس سال بھر میں ایک دفعہ لازم ہوگا۔ مگر حسبِ ضرورت مجلسِ شوریٰ دوران سال میں بھی ایسا اجلاس جب چاہے طلب کرسکتی ہے۔ گیارہ ارکان کی موجودگی کار روائی کے لئے کافی متصور ہوگی ۞

(۱۴) مجلسِ شُوریٰ کا ہر ایک فیصلہ کثرت رائے پر ہوگا لیکن جو معاملہ کسی خاص فن کے متعلق ہو۔ اس کے لئے اس خاص فن کے لوگوں کو منتخب کرکے جنکی تعداد تین سے کم نہ ہو۔ ایسی رائے حاصل کی جائیگی۔ اور کثرت رائے کا اصول وہاں بھی ملحوظ رہیگا۔ اس امر کے متعلق ان کی تجویز کو مجلسِ شُوریٰ تسلیم کرے گی۔ بشرطیکہ کسی خاص اصول کی مخالفت نہ ہوتی ہو ۞

(۱۵) بصورتِ موجودگی صدر اس مجلس کا صدر بھی وہی ہوگا۔ اور بصورت عدم موجودگی اس کے مجلس کثرت رائے سے کسی کو اپنے میں سے صدر تجویز کرسکتی ہے ۞

(۱۶) ہر ایک عہدہ دار کو اختیار ہوگا۔ کہ اپنے عہدہ سے استعفاء داخل کرے لیکن شرط یہ ہے۔ کہ استعفاء دینے سے کم از کم ایک ماہ پیشتر بذریعہ

دبیر انجمن مجلس شورٰے کو اطلاع دے کہ وہ ایک ماہ کے بعد اپنے عہدے کو چھوڑنا چاہتا ہے اس میعاد کے بعد اس کا استعفاء منظور سمجھا جائیگا۔ خاص ناگہانی حالات یا اشد ضرورتوں کی حالت میں بہ منظوری مجلس شورٰے اس ایک ماہ کی میعاد میں کمی بھی ہو سکتی ہے ؞

(۱۷) مجلس شورٰے کو اختیار ہوگا۔ کہ کسی عہدہ دار کی طرف سے مجموعۂ عقاید و قواعد کی صراحتاً یا ضمناً مخالفت ہونے یا انجمن کی تخریب و نقصان رسانی کا کوئی صریح یا ضمناً عمل ہونے یا کار متعلقہ کو پوری طرح سے سرانجام نہ دینے یا پانچ اجلاس میں غیر حاضر رہنے کی حالت میں اس کو اس کے عہدے سے علیحدہ کر دے ؞

(۱۸) جو امور کسی جلسے میں اراکین جمع شدہ کی کمی تعداد کے سبب سے ملتوی کئے گئے ہوں۔ وہ ایسے آئندہ جلسے میں فیصلہ ہو سکیں گے۔ جس میں بصورتِ مجلس شورٰے تین اراکین اور بصورت انجمن عام سات اراکین موجود ہو جائیں ؞

مالی معاملات

(۱۹) جو چندہ اس انجمن میں آئے اور بلا تخصیص ہو وہ انجمن کے عام اغراض میں صرف ہو سکے گا۔

صدقات واجبہ (زکوٰۃ - فطر - نذور شرعیہ کفارات) کا حساب صاف طور پر علیحدہ رکھا جائے گا - جو طلباء کی خوراک پوشاک بطور تملیک کے سوا کسی اور کام میں صرف نہ کیا جائیگا - طلبا کو مطالعہ کے لئے تیل بتی اور صابون وغیرہ کے لئے جو کچھ نقد دیا جائے وہ بھی اسی میں تملیکاً دیا جائے گا - تعمیر جائداد کے لئے جو چندہ وصول ہو وہ انہی اغراض میں صرف ہوگا۔ صدقات نافلہ و مبرات جو قربانی - تولید - نکاح عقیقہ - ختنہ وغیرہ کی تقریبات سے وصول ہوں وہ عام تعلیمی اغراض میں صرف ہوتے رہینگے - اور ہر ایک مد کا حساب علیحدہ علیحدہ موجود رکھا جائے گا - یعنی معطی کی ہدایات کی تعمیل بلا استثنار انجمن کے ذمے لازم ہو گی اور منصب وکالت پوری طرح سے ادا کیا جائیگا۔

(۲۰) کتب حسابات ہر قسم کو علاوہ ممتحن حسابات کے ارکین انجمن بھی جب چاہئیں باجازت صدر دفتر میں ملاحظہ کر سکیں گے - اور جو نقص اُن کی رائے میں انجمن کے کسی معاملہ میں ہوں اُن کی اطلاع دہبیر انجمن کو دیں اور لازم ہوگا کہ ایسی تحریرات مجلس میں پیش ہوں -

مجلسِ اُمنا

(۲۱) مجلسِ شورے کے عہدہ داران بحیثیت مجموعی انجمن کی کل جائداد غیر منقولہ و منقولہ کے امین ہونگے ؎

(۲۲) اگر کوئی رکن قواعدِ انجمن کے خلاف کسی قسم کا کوئی معاملہ بلا اختیار کسی شخص کے ساتھ کریگا تو اس کی کوئی ذمہ داری انجمن یا جائداد انجمن پر عائد نہ ہوگی ؛

(۲۳) انجمن کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے کسی قسم کا انتقال مجلسِ اُمنا کے جمیع اراکین کے پورے اور مجموعی اتفاق رائے کے سوا نہ ہو سکیگا۔

(۲۴) مجلسِ شورے و اُمنا کے ساتھ جو خط و کتابت ہوگی۔ وہ دبیر انجمن ہی کے ذریعہ سے ہوگی ؛

متفرقات

(۲۵) (الف) عام معاملات زیر غور میں صرف فیصلہ شرعی کی تعمیل کرنی ہوگی مجلسِ شورے یا مجلس عام ہرگز اسکے خلاف کرنے کی مجاز نہ ہوگی ؛

(ب) صرف مباح معاملات میں مجلسِ شورے اور مجلسِ عام کو اختیار ہوگا۔ کہ اپنے فیصلہ کو کثرت

(۲۶) اس انجمن کے کل حسابات خط و کتابت وغیرہ میں سال ہجری - تاریخ قمری بقید یوم رکھا جایا کرے گا اور مطابقت کے لئے تاریخ مروجہ بھی لکھی جائیگی۔

(۲۷) کوئی عہدہ دار انجمن - انجمن کے کسی کام میں جو ذاتی منافع از قسم اجرت یا ٹھیکہ وغیرہ کا ہو - براہ راست یا کسی وساطت سے تعلق رکھنے کا مجاز نہ ہوگا :

(۲۸) انجمن نعمانیہ ہند لاہور کی وہ تجاویز معاملات - روئداد ہائے وغیرہ جو سابق میں طے ہوئیں - اور بعد میں مسترد نہ ہوئیں - وہ سب نافذ سمجھی جائیں گی ۔ فقط

تمت

یکم شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ



۲۔ جناب سردار محمد سلیمان خان صاحب، شاہ عالی نظامی
۳۔ جناب سردار محمد فتح خان صاحب، کوتوال کابل
۴۔ جناب سردار علی احمد جان صاحب، شاہ عالی ملکی
۵۔ جناب سردار محمد یوسف خان صاحب، عہدہ دار افغانستان
۶۔ جناب بریگیڈیئر سردار محمد قادر خان صاحب، عہدہ دار افغانستان
۷۔ جناب سردار محمد عالم خان صاحب، عہدہ دار افغانستان
۸۔ سردار محمد عزر خان صاحب، عہدہ دار افغانستان
۹۔ جناب سردار محمد ہاشم خان صاحب، عہدہ دار افغانستان
۱۰۔ جناب سردار احمد شاہ خان، عہدہ دار افغانستان
۱۱۔ جناب سردار محمد خان صاحب، عہدہ دار افغانستان
۱۲۔ بریگیڈیئر جنرل سردار گل محمد خان، سفیر افغانستان در ہند

اس واقعہ کے بعد انجمن نعمانیہ نے بادشاہ افغانستان کو فارسی میں ایک عرضداشت پیش کی جس میں حکومت افغانستان کو انجمن کے لیے مالی امداد کی درخواست کی گئی۔ ہم اس عرضداشت کو ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت سے اپنے ریکارڈ میں محفوظ کرتے ہوئے اپنے ناظرین کی خدمت میں لاتے ہیں۔

والی کابل امیر حبیب اللہ خان کے دربار میں انجمن نعمانیہ کا وفد

انجمن نعمانیہ لاہور کا ایک وفد امیر حبیب اللہ خان والئی سلطنت افغانستان کے دربار میں کابل پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سارے ہندوستان میں انگریزی اقتدار تھا مسلمانوں کے معاشی حالات نہایت ہی پریشان کن تھے۔ ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ کو مالی مشکلات کا سامنا تھا۔ اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ والی افغانستان امیر حبیب اللہ خان سے وظائف کی استدعا کی جائے۔ چنانچہ علماء سے اس وفد کے ساتھ انجمن نعمانیہ کے ناظم اعلیٰ حکیم مفتی سلیم اللہ اور ناظم تاج الدین احمد کے دستخطوں سے ایک عرضداشت روانہ کی گئی۔ یہ عرضداشت سنہری حروف سے لکھ کر دربار کابل میں روانہ کی گئی تھی جس کی ایک نقل انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ میں ابھی تک محفوظ ہے۔ ہم اس عرضداشت کو ایک تاریخی

دستاویز خیال کرتے ہوئے نقل کررہے ہیں:

"اس عرضداشت کو دربار کابل میں پیش کرنے کے لیے انجمن نعمانیہ لاہور کے سیکرٹری تاج الدین احمد وکیل چیف کورٹ پنجاب اور دبیر انجمن نعمانیہ لاہور نے ایک خط بنام جناب سردار محمد خان صاحب سفیر افغانستان کو لکھا تاکہ یہ عرضداشت بادشاہ افغانستان کے افسر خاص کی خدمت میں پیش کی جاسکے۔

ملا شور بازار افغانستان کی انجمن نعمانیہ میں آمد

شیخ فضل عمر نور المشائخ المعروف حضرت آغا شیر صاحب کابلی دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں پنجم جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ یکم دسمبر ۱۹۲۷ء دارالعلوم نعمانیہ میں افغانستان سے تشریف لائے۔ آپ نے دو گھنٹہ تک دارالعلوم کے نادر کتب خانہ کا معائنہ فرمایا اور اپنے قلم سے یہ تحریر ثبت فرمائی۔

"نقل تحریر حضرت والا مناقب شیخ فضل عمر صاحب المخاطب بنور المشائخ عرف حضرت آغا شیر صاحب کابلی، اولاد امجاد حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ بوقت معائنہ دارالعلوم نعمانیہ ہند لاہور واقع پنجم جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۲۷ء جب کہ حضور ممدوح نے دو گھنٹہ سے زائد تک ہر ایک شعبہ دارالعلوم کو اور کتب حساب وغیرہ و کتاب خانہ و دارالافتاء کا مفصل بذات مبارک خود ملاحظہ فرما کر اطمینان کر لیا اور بدست مبارک خود کتاب معائنہ میں ذیل کی تحریر درج فرما دی"۔

دبیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور

الحمد للہ نعمائہ والصوۃ والسلام علی سیدنا محمد والہ اما بعد

این فقیر قلیل البضاعت کمترین درویشان مجددیہ الحقیر فضل عمر تحریر میدرام کہ یوم پنجشنبہ ۵ر جمادی الثانی ۱۳۴۶ء ہجری حسب الدعوت جناب فضائل ہمراہ عالم باعمل مولوی تاج الدین صاحب موئس مدرسہ مبارکہ نعمانیہ حاضر مدرسہ مبارکہ شدم اولاً شکریہ آں نعمت را بیان مے نمائم کہ الحمد للہ ہنوز اینچنیں اشخاص در اسلام موجودا ندکہ چنیں توجہات کافی در نشر علوم دینی و تقویت مذہب مہذب حنفی مینمایند حق سبحانہ تعالیٰ زیادہ توفیق برائے جناب موئس

موصوف و باقی اراکین مدرسہ عنائت فرمائند۔ ثانیاً لوازمات مدرسہ از قسم کتب خانہ و دار التدریس وغیرہ

غزالی زماں مولانا احمد سعید کاظمی دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں

دارالعلوم نعمانیہ کے ریکارڈ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ حضرت مولانا احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۲۷ء کو امروہہ انڈیا سے لاہور پہنچے تو دارالعلوم کی شہرت سن کر خود بخود حلقہ تدریس میں آ بیٹھے۔ اتفاقاً اس وقت دارالعلوم نعمانیہ کے ایک سینئر استاد طلباء کو فلسفہ اور منطق کی کتابوں کی تدریس فرما رہے تھے۔ مولانا کاظمی بھی طلباء کے حلقہ میں بیٹھے استاد کی گفتگو سنتے رہے۔ جب فارغ ہوئے تو آپ نے استاد گرامی کے سامنے بعض نکات پر کچھ وضاحتیں طلب کیں۔ استاد کی وضاحت پر حضرت علامہ کاظمی نے گفتگو کی اور کچھ نکتے اٹھائے تو استاد مکرم نے اس نووارد نوجوان کے اٹھائے ہوئے نکات کو غور سے سنا۔ بڑے خوش ہوئے۔ انجمن کے دفتر میں لے گئے اور ناظم نعمانیہ کے سامنے آپ کی ذہانت اور نکتہ سنجی کی تعریف کی۔

اس استاد نے انجمن نعمانیہ کی انتظامیہ سے سفارش کی کہ اگر یہ نوجوان ہمارے اساتذہ کی ٹیم میں آ جائے تو بڑی مفید بات ہوگی۔ اراکین نعمانیہ نے بھی حضرت کو مسند تدریس پیش کی جو آپ نے قبول فرما لی۔ چنانچہ آپ نے یکم ذوالحجہ ۱۳۴۱ھ کو چارج سنبھال لیا اور ۱۳۴۲ھ کے آخری ماہ تک نعمانیہ میں رہے۔

حضرت مولانا کاظمی نے دارالعلوم نعمانیہ کے اسی سال کے سالانہ جلسہ میں تقریر کی۔ یہ جلسہ موچی دروازہ کے باغ میں منعقد ہوا تھا' جس میں پنجاب اور ہندوستان بھر سے علماء کرام تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس اجلاس کی صدارت علامہ اقبال نے کی حضرت علامہ کاظمی نے عشق رسول پر اتنی عالمانہ اور والہانہ تقریر کی کہ سارا مجمع جھوم جھوم گیا۔ آپ کی زبان حسن بلاغت کے پھول بکھیر رہی تھی۔ پھر موضوع عشق رسول تھا۔ اہل علم و فضل عش عش کر اٹھے۔ علامہ اقبال اٹھے تو حضرت کا سر چوم لیا اور بھری محفل

میں کہا مولانا کاظمی کی تقریر سن کر ایمان تازہ ہوگیا۔

مربی انجمن نعمانیہ سجادہ نشین تونسہ شریف کی رحلت

سجادہ نشین تونسہ شریف اور دربار سیال شریف نے ہمیشہ انجمن نعمانیہ کی سرپرستی کی۔ خواجہ محمد حامد خاں سجادہ نشین تونسہ شریف ۱۱ر مئی ۱۹۳۱ء مطابق ۲۶ر ذی الحج ۱۳۴۹ھ عالم فانی سے عالم جاودانی کا سفر اختیار کر گئے۔ خواجہ محمد حامد خان کی رحلت کی خبر کو انجمن نعمانیہ کے ماہواری رسالہ (جلد ۴۵، شمارہ ۵) میں "واقعہ فاجعہ" کے نام سے چھاپا۔ اور انجمن نعمانیہ لاہور کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا اور نیز اشعار اظہار غم میں شائع کیے۔

۱۹۳۱ء تک انجمن نعمانیہ کے اکثر سالانہ جلسے موچی دروازے کے باغ میں ہوا کرتے تھے۔ ان جلسوں میں ملک کے گوشے گوشے سے مقتدر علماء کرام اور خطباء شرکت کرتے اور اپنے خیالات سے آگاہ فرماتے۔ انجمن نعمانیہ کے تعارف (مطبوعہ انجمن نعمانیہ لاہور ۱۹۹۰ء) میں سید نور محمد شاہ قادری مرحوم نے مقدمہ میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ۱۹۳۱ء میں موچی دروازہ کے باغ میں انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ ہوا۔ جس میں علامہ اقبال صدر جلسہ تھے۔ آپ نے اپنے کلام سے بھی حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ اسی جلسہ میں حضرت مولانا احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے زبردست تقریر کی۔ علامہ کاظمی نے علامہ اقبال کے عشق رسول پر اپنے تاثرات دیتے ہوئے بتایا کہ آپ کے دل میں عشق رسول کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ میری تقریر کا موضوع "محمد رسول اللہ" تھا۔ میں نے حضور کی بارگاہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تو میری نگاہ صدر جلسہ علامہ اقبال پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں اشکبار ہیں۔ اختتام جلسہ پر مجھے فرمانے لگے آج عشق رسول کی روحانی غذا مل گئی ہے۔ اب میرا دل کچھ عرصہ تک زندہ رہے گا۔

جون ۱۹۳۱ء مولانا احمد سعید کاظمی دارالعلوم نعمانیہ میں استاد تھے۔

آپ نے اسی دوران اپنا مشہور رسالہ "تسبیح الرحمان" لکھا اور چھپوایا جس کے دو نسخے اپنے دستخطوں سے مزین دارالعلوم کی لائبریری میں رکھے۔

ماہنامہ "المجدد" بریلی کا اجراء

دارالعلوم نعمانیہ کے اراکین اور اساتذہ نے بریلی شریف سے نکلنے والے ماہنامہ "المجدد" کے اجراء پر بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ یہ رسالہ سید حبیب احمد محسنی صاحب کی زیر ادارت نکلا تھا اور شاہ احمد رضا خان بریلوی کی زیر نگرانی شائع ہونا شروع ہوا۔ یہ رسالہ اہل علم میں بڑا مقبول ہوا تھا اور انجمن نعمانیہ نے اس کی خصوصی پذیرائی کی۔

نواب آف ممدوٹ انجمن نعمانیہ میں

انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ ۲۶ر اپریل ۱۹۳۵ء کو منعقد ہوا۔ یہ جلسہ منفرد اور تاریخی حیثیت کا حامل تھا۔ کیونکہ کہ اس جلسہ کی صدارت نواب آف ممدوٹ سر شاہ نواز خاں والی ریاست ممدوٹ نے کی۔ ان کے جواں سال بیٹے نواب افتخار حسین آف ممدوٹ جو پاکستان بننے کے بعد پنجاب کے چیف منسٹر منتخب ہوئے تھے اس وقت دینی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ اپنے والد کی رفاقت میں جلسہ گاہ میں موجود تھے۔ جب انہوں نے علماء کرام کی موجودگی میں مختصر سی تقریر کی تو لوگوں نے اسے بے حد سراہا کہ ایک نواب زادہ دینی سٹیج پر شاندار تقریر کر رہا ہے۔ اس اجلاس میں حضرت مولانا یار محمد فریدی گڑھی اختیار خاں' ریاست بہاول پور' مولانا ظہور احمد بگوی بھیروی' میاں قمرالدین مجددی رئیس اچھرہ لاہور' حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری کے صاحبزادہ سید محمد حسین علی پوری (جو نعمانیہ سے دستار فضیلت حاصل کر کے فارغ ہوئے تھے) مولانا کرم الدین ساکن بھیں (چکوال) حضرت مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے تقاریر کیں۔ جب کہ ابوالاثر حفیظ جالندھری۔ پنجابی شاعر استاد گام' استاد فیروز الدین جیسے شعراء نے اپنا اپنا کلام سنایا۔

دارالعلوم نعمانیہ کی منتقلی کے لیے ایک تجویز

انجمن نعمانیہ لاہور میں ۱۹۳۷ء کو بد نظمی اور عہدہ داراں انتظامیہ کی بے حسی کی کی وجہ سے انحطاط رونما ہوا تو تعلیمی نظام پر بھی بڑا اثر پڑا۔ چنانچہ اس صورت حال کو درست کرنے کے لیے چند احباب نے ایک رپورٹ مرتب کی۔ جس میں تمام صورت حال نقصان دہ اسباب اور دوسرے عوامل کا جائزہ لیا گیا۔ اس تفصیلی رپورٹ کی طباعت کر کے تمام مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا تاکہ دردمند حضرات اس انجمن اور دارالعلوم کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے آگے بڑھیں اور اپنی خدمات پیش کریں۔ یہ رپورٹ ۲۵ر جون ۱۹۳۷ء میں مرتب ہو کر چھپی۔ اور انجمن کی ایک اصلاحی سب کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مندرجہ ذیل حضرات کو سب کمیٹی کے اراکین بنایا گیا۔

۱۔ خان صاحب میاں سراج الدین صاحب ـــــ صدر انجمن
۲۔ مولانا قاضی غلام حیدر صاحب ـــــ ناظم التعلیم
۳۔ حاجی محمد بخش صاحب ایڈیٹر رسالہ "ہنٹر" لاہور، نائب صدر انجمن
۴۔ میاں سلطان محمود صاحب ـــــ نائب صدر انجمن
۵۔ میاں حاکم الدین صاحب ـــــ محاسب دین
۶۔ شیخ مجدد الدین صاحب ـــــ ممتحن حسابات انجمن
۷۔ حافظ عبدالرحمٰن صاحب ـــــ خزانچی انجمن
۸۔ منشی لعل الدین صاحب ـــــ مہتمم دارالاقامہ
۹۔ مولانا حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب ـــــ مدیر رسالہ انجمن

کمیٹی کے اجلاس میں ایک تجویز یہ بھی پیش کی گئی کہ انجمن دارالعلوم نعمانیہ کی موجودہ بلڈنگ کو فروخت کر دیا جائے کیونکہ اس کے اردگرد جسم فروش عورتوں نے اڈے قائم کر لیے ہیں اور شہر کے باہر فاروق گنج، مصری شاہ یا تاج پورہ جیسے مضافاتی علاقوں میں زمین لے کر اس پر دارالعلوم کے لیے نئی عمارت بنائی جائے۔ موجودہ جگہ کے اردگرد چونکہ ہیرا منڈی میں جسم فروشی اور فواحش کا کاروبار ہوتا ہے اس لیے اس ماحول سے

طلباء کو محفوظ رکھنے کے لیے دارالعلوم کو باہر لایا جائے تاکہ طلباء اور علماء اس ماحول سے متاثر نہ ہو سکیں۔ کافی غور و غوض کے بعد یہ تجویز کمیٹی کے اجلاس میں منظور نہ ہو سکی اور دارالعلوم کو باہر لے جانے کی تجویز دھری کی دھری رہ گئی مگر دوسری طرف دارالعلوم اور انجمن کی حالت کو بہتر بنانے کی کئی تجاویز منظور کر لی گئیں۔

مولانا عبدالمالک کھوڑی (۱۹۴۲ء)

آپ انجمن نعمانیہ کے سرپرست اور زبردست معاون تھے۔ ریاست بہاول پور کے مشیر مال اور نواب آف بہاول پور کے نہایت قریب تھے۔ آپ نے ریاست بہاول پور سے انجمن نعمانیہ کی بڑی خدمت کی۔ آپ نے اپنے قریبی گاؤں چک عمر سے مولانا محمد عبداللہ جیسے جید عالم دین سے دینی علوم پڑھے۔ مقامی طور پر محکمہ مال میں پٹواری کی حیثیت سے ملازمت کر لی' مگر دینی علوم کی برکت اور خدا داد قابلیت سے ترقی کرتے کرتے مال افیسر بن گئے۔ آپ کی ذہانت اور قابلیت کی شہرت ریاست بہاول پور پہنچی تو نواب صادق محمد خاں خامس آف بہاول پور نے آپ کو ریاست کا مشیر مال مقرر کر لیا۔ نہر صادقیہ کا نقشہ اور اس کی عملی کارکردگی کی رپورٹ آپ نے ہی تیار کی تھی۔ اس طرح بہاول پور کے لق و دق صحرا کو دریائے ستلج کے پانی سے زرخیز اور جنت نشان بنا دیا۔

۱۹۱۵ء میں آپ حرمین شریفین گئے۔ مدینہ منورہ میں حاضری کے وقت بارگاہ نبوی میں ایک زبردست قصیدہ پیش کیا۔ جس کا ایک شعر اس طرح ہے۔

السلام اے نیر تابندہ موج وجود
السلام اے گوہر رخشندہ انعام وجود

واپس آنے پر نواب آف بہاول پور نے آپ کے اعزازات میں اضافہ کر دیا' آپ اپنی سرکاری مصروفیات کے ساتھ ساتھ عملی مصروفیات سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ آپ کی چند مشہور تصانیف "شاہان گوجر" "شرح قصیدہ بردہ" "شرح قصیدہ غوثیہ" "شرح محمدی" "شرح کبریت احمر"

چھپ کر سامنے آئیں۔

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ ۲۴ر ۱۹۴۱ء میں اپنے گاؤں کھوڑی میں واصل بحق ہوئے۔ آپ نے اپنی زندگی میں دریائے جہلم کے کنارے موضع تون میں ایک عربی مدرسہ اور خانقاہ قائم کی تھی۔ ایک دینی مدرسہ انہی نیک بی بی کے نام پر قائم کیا گیا۔ آپ کا مزار وہاں ہی ہے۔ آپ کی بیگم ۱۳۶۲ھ میں فوت ہوئیں تو انہیں بھی اسی مدرسہ میں دفنایا گیا۔ آپ ساری عمر انجمن نعمانیہ لاہور کے معاون رہے اور دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ سے خصوصی رابطے رکھتے ہر سال انجمن کے سالانہ جلسے میں شرکت کرتے اور ریٹائرمنٹ کے بعد تو آپ نے انجمن کی بڑی خدمت کی۔ اپ کے دو بیٹے محمد عبداللہ خان بار ایٹ لاء اور چوہدری اختر علی ڈپٹی کمشنر بہاول پور بعد میں ایم این اے بہاول پور تھے۔

امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ کی سرپرستی

۱۹۳۷ء میں انجمن نعمانیہ کے بانی مربی حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری اپنے ہزاروں مریدوں سمیت انجمن نعمانیہ میں تشریف لائے اور دارالعلوم کے اساتذہ اور انتظامی افراد سے ملے۔ آپ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا۔ کہ آج ۲۷ر شوال ۱۳۴۷ھ کو فقیر نے دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور کا معائنہ کیا خدا تعالیٰ انجمن کے دارالعلوم کو تاقیامت قائم رکھے اور ہمیشہ یہاں سے عالم باعمل پیدا ہوتے رہیں۔ خدا تعالیٰ اس کو زمانہ کی دستبرد سے محفوظ رکھے' بداعتقادی کے سایہ سے بچا کر رکھے۔ اس کو اہلسنت و جماعت کے عقائد صحیحہ پر قائم رکھے۔ آمین

نعمانیہ میں حضرت خواجہ سدید الدین مرولہ شریف کی آمد

دارالعلوم نعمانیہ کے پرانے کاغذات میں سے ہمیں خواجہ' حافظ سدید الدین چشتی سجادہ نشین مرولہ شریف کی دارالعلوم نعمانیہ میں تشریف آوری کا

پتہ چلتا ہے۔ آپ نے دارالعلوم نعمانیہ کو ۱۶ر شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ کے عظیم کتب خانہ کا معائنہ فرمانے کے بعد اپنے تاثرات لکھے:

"امروز بتاریخ ۱۶ر شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ معائنہ کتب انجمن نعمانیہ کردم خیلے مسرت روئے داد عجب کتب و عجیب نسخہ ہائے خطی رادیدم۔ خصوصا از لحاظ عقائد ذخیرہ کتب بے مثال است جزاکم اللہ خیر الجزا۔"

چین کے ایک دانشور کی نعمانیہ میں آمد

اسی سال "چائنہ مسلم یونین" کے ڈائریکٹر ایم آئی شاہ کو چار "جامعتہ الازہر" مصر سے واپسی پر لاہور آئے تو دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے دفتر میں بھی تشریف لائے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے چینی زبان اور انگریزی میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا۔

"میں نے آج دارالعلوم نعمانیہ لاہور کا معائنہ کیا۔ مجھے یہ دارالعلوم اس کے اساتذہ' اس کے طلباء اور انتظام دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ میں مولانا محمد قیوم صاحب کی وساطت سے یہاں پہنچا ہوں۔ مجھے یہاں آ کر بڑی خوشی ہوئی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم کو ترقی سے نوازے"۔

بانی انجمن نعمانیہ مولانا تاج الدین احمد کی رحلت

۱۹۳۹ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کو اپنے ایک مخلص بانی رکن حضرت مولانا حاجی تاج الدین احمد جوہر چشتی سلیمانی کی رحلت کا سامنا کرنا پڑا۔ مولانا تاج الدین احمد انجمن نعمانیہ کے ان بانی اراکین میں سے تھے جنہوں نے لاہور میں اس عظیم الشان انجمن کی بنیاد رکھی تھی۔ آپ اپنے رفقائے کار کے ساتھ تادم حیات نعمانیہ کی خدمت کرتے رہے۔ آپ کی وفات ۲۴ر شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ ر ۱۹۳۹ء کو ہوئی۔ جس پر انجمن میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا اور انجمن کے اس ناقابل تلافی نقصان پر بے حد ملال کا اظہار کیا گیا۔ آپ چیف کورٹ پنجاب کے ایک مقتدر وکیل تھے۔ آپ کی

وفات پر لاہور اور لاہور سے باہر علماء اہلسنت نے ہزاروں قرآن پاک، لاکھوں بار قل، کروڑوں کلمہ توحید و تمجید پڑھ کر ایصال ثواب کیا۔ آپ کی ایک بیوہ اور صاحبزادہ خلیفہ حافظ منیر الدین مرحوم آپ کے خانوادہ کے سوگوار اور نگران تھے۔ آپ کی وفات کے وقت دارالعلوم نعمانیہ میں مولانا محمد سراج الدین احمد، مفتی سید محمد عظیم مراد آبادی، مولانا محب النبی جیسے بلند پایہ مدرسین کی حیثیت سے ان کے علمی جانشین بنے۔۔ سید غلام صابر شاہ بخاری خطیب جامع مسجد بھکر نے اعلان کیا کہ وہ ان کی سوانح حیات ترتیب دیں گے تاکہ ان کی قومی، ملی اور علمی خدمات عوام تک پہنچیں۔ اس سانحہ پر بعض علماء کرام نے تواریخ وفات لکھیں جو تبرکا" پیش کی جا رہی ہیں۔

۱۔ یگانہ جہاں مولوی حاجی تاج الدین احمد جوہر چشتی سلیمانی، ۱۹۳۹ء

۲۔ زیب انجمن حاجی تاج الدین احمد نور اللہ مرقدہ، ۱۳۵۸ء

مولانا تاج الدین احمد در نایاب دین ۱۳۵۸ھ
رفت از دنیائے فانی جانب خلد بریں
مجلس نعمانیہ رأبانی و صدر متین
چشتیہ را خادم دیرینہ فخر کاملین
بیش از صد سال عمرش بود از خبر صحیح
یاد دار این نکتہ واضح ز فوت تاج الدین
یک ہزار وسہ صدو پنجاہ و ہشتم سال وصل
باشد آن سرخیل خدام رسول المرسلین
سال او فاتح بہ ہجری گفت جعفر شاہ را
ہر مجلس نور منزل بوالعجائب تاج دین

مندرجہ بالا مصرعہ سے آپ کی تاریخ وفات ۱۳۵۸ھ برآمد ہوتی ہے۔

مولانا تاج الدین احمد کے تعزیتی اجلاس میں مولانا عبدالعزیز مزنگ لا[illegible]ر اور مفتی عبدالحمید خطیب جامع مسجد مزنگ نے ایک تجویز پیش کی کہ آ[illegible] تک دارالعلوم میں جس قدر فتاویٰ آئے ہیں انہیں ایک کتاب کی شکل

میں مرتب کیا جائے اور اس فتاویٰ کا نام "فتاویٰ تاج الدین احمد" رکھا جائے اور یہ آپ کی روح کے لیے صدقہ جاریہ ہو۔

آپ کی وفات حسرت آیات پر وقت کے اخبارات نے آپ کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ ان اخبارات میں زمیندار' انقلاب' احسان' شہباز' زمزم لا ۔ر نے تعزیتی اداریے لکھے۔

قدیم فرزندان نعمانیہ سے رابطے کی تحریک

انجمن نعمانیہ کے ماہواری رسالہ جلد ۴۴ شمارہ ۱۰' ۱۱' ۱۲-۱۹۳۰ء سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن نے اپنے قدیم فرزندان نعمانیہ (جو فارغ ہو کر گئے تھے) کے نام ایک گشتی مراسلہ جاری کیا۔ چنانچہ چار ہزار تین طلباء کے نام خطوط لکھے گئے۔ اس مراسلہ کے جوابات سے معلوم ہوا کہ دارالعلوم سے فارغ ہونے والے طلباء میں سے نو سو طلباء وفات پا چکے ہیں۔ مگر دو ہزار آٹھ سو تراسی طلباء نے ان مراسلوں کے جواب دیے اور اپنے اپنے کوائف سے آگاہ کیا۔ اس طرح انجمن نعمانیہ کی مواصلاتی رابطہ مہم نے فرزندان نعمانیہ کو اپنی مادر علمی سے دوبارہ مربوط کر دیا۔

نعمانیہ کے ماہنامہ نے ۲۴/ دسمبر ۱۹۳۰ء شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ میں نعمانیہ کے سالانہ جلسہ میں جن علماء کرام نے تقریریں کیں ان میں مولانا نور بخش توکلی' مولانا سید غلام جعفر حسین شاہ سجادہ نشین بھکر' حافظ نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد و میونسپل کمشنر جہلم (بانی مسجد حافظ نور محمد جہلم)' مولانا عبدالعزیز (فیض پور کلاں)' حافظ عبدالمنان' مولانا کرم الدین (بھیں' ضلع چکوال)' مولانا مولوی محمد یار صاحب فریدی (بہاول پور)' سید غلام قطب الدین حافظی برہمچاری (بدایون)' مولانا ابو الارشاد سجاد حسین سجاد' شیش گڑھ بریلی شریف' مولانا بہاء الحق قاسمی خلف الرشید' مولانا غلام مصطفیٰ (امرتسری)' مولانا غلام محمد فریدی سجادہ نشین آستانہ حضرت کلہ رواں (مراد آباد)' مولانا فضل احمد واعظ سکھو (راولپنڈی)' قاضی فضل احمد لدھیانوی (مولف انوار آفتاب صداقت)' مولانا

نظام الدین ملتانی' صاحبزادہ سید کرم حسین شاہ خلف الصدق سید لال شاہ صاحب سجادہ نشین چوہا سیدن شاہ جہلم' مولانا سید قلندر علی سہروردی (خطیب جامع مسجد شاہ ابو المعالی لاہور)' مولانا نور الحسن خطیب جامع مسجد سیالکوٹ' مولانا محمد سعید صاحب شبلی (فیروز پور)' مولانا محمد یوسف (کوٹلی لوہاراں)' مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں (خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی)' مولانا محمد شریف محدث کوٹلی لوہاراں خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہمیں انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے فرزندان نعمانیہ کی ایک فہرست ملی ہے جو دارالعلوم کے ابتدائی سالوں میں پڑھ کر فارغ ہوئے تھے اور مختلف مقامات پر دینی خدمات سرانجام دینے لگے تھے۔ ان حضرات میں اکثر ایسے ہیں جو علمی اور روحانی مناصب پر متمکن ہوئے۔ الحمد اللہ آج ان کی اولاد بھی ان کے علمی چشموں کو جاری اور ساری رکھنے میں مصروف ہے۔

۱۹۳۰ء میں انجمن نعمانیہ کی غیر منقولہ جائیداد

۱۹۳۰ء میں انجمن نعمانیہ کی غیر منقولہ جائیداد کے بارے میں ایک رپورٹ شائع کی گئی جس میں بتایا گیا کہ اس وقت انجمن کا کتب خانہ پچیس ہزار روپے' دارالعلوم کی بلڈنگ ایک لاکھ روپیہ' موضع چندر ران لاہور کی اراضی پچیس ہزار روپیہ' مکان واقعہ جہلم دس ہزار روپیہ موجود ہیں۔ یہ اس وقت کی قیمتیں ہیں' جب بے پناہ سستا زمانہ تھا۔

انجمن نعمانیہ کا اشاعتی شعبہ (۱۹۲۰ء)

انجمن نعمانیہ لاہور نے اپریل تا ستمبر ۱۹۲۰ء کے ماہانہ رسالہ "ماہواری" میں انجمن کی طرف سے شائع ہونے والی مختلف کتابوں کا تعارف کراتے ہوئے انہیں عوام میں تقسیم کرنے کا اہتمام کیا۔ ان دنوں انجمن کے ماہواری رسالے کی ادارت کے فرائض مولانا نور بخش توکلی ایم اے نے سنبھال لی تھی۔ آپ ادارتی اور اشاعتی امور کے انچارج ہونے کے ساتھ ساتھ انجمن نعمانیہ لاہور کے مشیر مال بھی تھے۔ انجمن کو قائم ہوئے اب

پینتیس (۳۵) سال گزر چکے تھے۔ حضرت علامہ نور بخش توکلی نے اپنی تالیفات "معراج النبی" کو میلاد النبی کے موقع پر شائع کیا۔ پھر آپ کی کتاب "سیرت غوث الاعظم" اور "کتاب البرزخ" سامنے آئی۔ آپ نے ایک رسالہ "اعجاز القرآن" شائع کیا۔ آپ نے اپنی کتابوں کے ساتھ ساتھ دیگر علمائے اہلسنّت کی کتابوں کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا۔ آپ نے طلباء کے لیے ایک اردو قاعدہ مرتب کیا۔۔ ایک "نورانی قاعدہ" شائع کیا۔ اس قاعدہ کا پہلا اڈیشن انجمن نعمانیہ لاہور نے ہی ۱۹۰۷ء کو شائع کیا تھا۔ مولانا توکلی کی کتاب "گلشن اخلاق" اسی سال چھپی۔ حاجی مشتاق احمد انبھیٹوی کی کتاب "تحفہ احمدیہ" شائع ہوئی۔ فتویٰ جواز یا شیخ عبدالقادر جیلانی چھپا مجموعہ سہ فتاویٰ چھپا۔ "التحفتہ الابراہیمیہ" بھی چھپا۔ رسالہ "اسقاط" چھپا "رویت ہلال" چھپا جسے مولانا حاکم علی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے سائنسی حوالوں سے ترتیب دیا تھا۔ حضرت "شیخ اکبر محی الدین عربی رحمتہ اللہ کی سوانح" چھپی۔ "افضل المقال فی حکم الصلواہ بالنعال" چھپی۔ مجموعہ "مدحت غوثیہ" چھپی۔ مولانا حاکم علی پروفیسر اسلامیہ کی ایک اور کتاب "قوانین قدرت" چھپ کر سامنے آئی۔ مولانا ابراہیم بنارسی کی کتاب "خوبی تقدیر" بھی شائع ہوئی۔ مولانا عبداللہ حاجی نے "نام حق کی شرح تاج بہاء الخوانی" لکھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیا ثابت کرنے کے لیے "معیار الحق" سامنے آئی۔ حاجی ابراہم بنارسی نے امام ابو حنیفہ کے بعض اساتذہ اور تلامذہ کا نقشہ مرتب کیا۔

پھر مجموعہ عبادات نافلہ چھپ کر تقسیم ہوا۔ سلسلہ تقلید چھپی۔ حضرت خواجہ اجمیر رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر حاجی مشتاق احمد صاحب چشتی صابری کی کتاب "ذکر خواجہ انس و جاں" سامنے آئی۔

انجمن نعمانیہ کی رپورٹ اپریل ۱۹۲۰ء تا ستمبر ۱۹۲۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دارالعلوم نعمانیہ کی زمین کے خلاف جس پر دارالعلوم کی بنیادیں رکھی گئیں، بعض عاقبت نااندیش لوگوں نے لاہور کے بدعقیدہ مولویوں کی

انگیخت پر حق شفعہ کا دعویٰ کر دیا۔ اس دیوانی دعویٰ سے دارالعلوم کی بلڈنگ کی تعمیر میں کچھ عرصہ کے لیے تعطل پیدا ہوگیا۔ مگر اللہ کے فضل سے یہ دعویٰ مسترد ہوگیا اور تعمیر کا کام شروع ہوگیا۔

مسئلہ نور پر ایک تحریری مناظرہ اور انجمن نعمانیہ

۱۹۲۰ء میں لائل پور (فیصل آباد) کے ایک وہابی مولوی محمد فاضل نے اعلان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نور نہیں کہنا چاہیے۔ اس نے لائل پور کی تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عام سینوں کو چیلنج کیا جو شخص حضور کو "نور من نور اللہ" ثابت کرے گا۔ میں اسے عالم تسلیم کر لوں گا۔ اس کے اس چیلنج سے سنی عوام میں بڑی بے چینی پھیل گئی اور پھر اس کی بد زبانی سے عام لوگوں کو بڑا صدمہ ہوا۔ اس کے چیلنج کو سینوں کے ایک مشہور عالم دین محمد کرم الدین سکنہ بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم نے قبول کیا۔ اور مولوی محمد فاضل چک نمبر ۲۸۷ شمالی گوگیرہ برانچ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور کو خط لکھا کہ میں حضور کو قرآن و حدیث کی روشنی میں "نور من نور اللہ" ثابت کروں گا۔ اب مولوی محمد فاضل لائل پور اور مولانا محمد کرم الدین بھیاں چکوال کے درمیان اس موضوع پر خط و کتابت شروع ہوئی اور یہ تحریری مناظرہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ مگر کوئی فریق بھی اپنی شکست ماننے کو تیار نہیں تھا۔ آخر کار لائل پور کے معتبر افراد نے فیصلہ کیا کہ دونوں علماء کے درمیان کوئی منصف یا حکم مقرر کیا جائے تاکہ وہ دونوں کے دلائل کی روشنی میں فیصلہ کر سکے جو فریقین کو منظور ہو۔

مولانا محمد کرم الدین نے حضرت امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا خاں بریلوی خاں کا نام حکم مناظرہ کے طور پر پیش کیا۔ مگر مولوی محمد فاضل اور ان کے ہم نوا وہابیوں نے اسے منظور نہ کیا۔ دوسری طرف جن علماء کے نام وہابیوں نے پیش کیے وہ مولوی کرم الدین کو منظور نہیں تھے۔

ان دنوں انجمن نعمانیہ لاہور تدریسی امور کے ساتھ ساتھ دینی

معاملات میں بھی راہنمایانہ کردار ادا کر رہی تھی چنانچہ فریقین نے فیصلہ کیا کہ انجمن نعمانیہ سے کوئی عالم دین فریقین کی خط و کتابت کی روشنی میں فیصلہ کرے۔ ان دنوں انجمن نعمانیہ لاہور میں مولانا غلام مرشد اور مولانا نور بخش توکلی بلند پایہ اساتذہ اور جلیل القدر علماء میں تصور ہوتے تھے۔ راجہ چوہدری خاں راجپوت زیلدار چک نمبر ۲۸۸ گوگھیرا برانچ ڈاک خانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ نے انجمن نعمانیہ کی خدمت میں صورت مسئلہ کو استفتا کی شکل میں ارسال کیا۔ جس میں ناظم تعلیم نعمانیہ مولانا نور بخش توکلی نے ایک زبردست محاکمہ (رسالہ نور) قلمبند کیا اور ثابت کیا کہ حضور "نور من نور اللہ" ہیں۔ اس رسالے پر اور علمائے اہلسنّت کے علاوہ مولانا غلام مرشد صدر مدرس دارالعلوم نعمانیہ لاہور نے بھی اپنے تائیدی بیانات قلمبند کیے اور مولانا محمد فاضل کے خیالات کو فاسد قرار دیا۔

یہ فیصلہ انجمن نعمانیہ نے ۱۹۲۰ء میں کتابی صورت میں شائع کر کے عوام میں تقسیم کیا اور انجمن نعمانیہ لاہور نے دینی راہنمائی کا حق ادا کر دیا۔ (اگست ۱۹۹۶ء کو تنظیم نوجوانان اہلسنّت جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر بازار حکیماں بھاٹی گیٹ لاہور نے اسی رسالے کو ازسرنو شائع کیا ہے)۔

۱۹۲۲ء میں علمائے انجمن نعمانیہ پر ایک نظر

دارالعلوم نعمانیہ میں جو علماء کرام مسند تدریس پر کام کر رہے تھے ان میں مولانا محمد دین ۱۰؍ شوال ۱۳۴۴ھ کو مدرس مقرر ہوئے مولانا عبدالقدیم ۳۰؍ شوال ۱۳۴۴ھ کو مسند تدریس پر تشریف فرما اور ۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ کو فوت ہوگئے۔ ان دنوں ایک قاری عبدالوہاب شعبہ قرآت اور حفظ کے نگران اعلیٰ مقرر ہوئے تھے۔ مولانا محمد یار آف گڑھی اختیار خان (بہاول پور) ۱۳۴۵ھ میں دارالعلوم میں نائب مہتمم کی حیثیت سے آئے۔ ۱۳۴۵ھ میں دارالعلوم سے چلے گئے۔ یہ وہی مولانا محمد یار فریدی آف گڑھی اختیار خان تھے، جنھوں نے اہلسنّت کے مایہ ناز خطیب کی حیثیت سے سارے پنجاب میں اپنا لوہا منوایا تھا۔ آپ ۱۹۴۷ء میں فوت ہوگئے۔ آپ کا مزار

گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خان (بہاول پور) میں مرجع خلایق ہے۔
آپ کے فاضل پوتے مولانا غلام قطب الدین دارالعلوم نعمانیہ میں پڑھتے بھی رہے ہیں اور استاد کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے۔ ان دنوں وہ چشتیہ سلوک کی تربیت دینے میں مصروف ہیں۔

۱۳ر اکتوبر ۱۹۲۲ء کو مولانا غلام جان ہزاروی نائب مہتمم کی حیثیت سے دارالعلوم نعمانیہ نعمانیہ میں آئے۔ آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے شاگرد رشید، خلیفہ مجاز بھی تھے اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی سے دستار فضیلت زیب سر کر کے لاہور آئے۔ آپ ۳۰ر شوال ۱۳۴۲ کو مستقل مدرس اور مہتمم دارالعلوم نعمانیہ کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ ۲ر اکتوبر ۱۹۲۷ء کو دارالعلوم میں مہتمم کتب خانہ مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنے دور میں انجمن نعمانیہ کی لائبریری کو نہایت سلیقے سے مرتب کیا اور انجمن کے علمی خزانوں کو انداز نو بخشا۔

۱۸ر جولائی ۱۹۴۴ء کو ایک اور اجلاس منعقد ہوا جس میں انتظامیہ کے عہدوں میں رد و بدل کیا گیا تاکہ انجمن کی ترقی کی راہیں کھل سکیں۔ چنانچہ اس اجلاس کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ایک نیا انتظامی بورڈ قائم کیا گیا۔

۱۔ ڈاکٹر دلاور علی شاہ' چونا منڈی' صدر انجمن
۲۔ حکیم سید نوازش علی شاہ' دبیر انجمن
۳۔ حکیم محمد شریف' ناظم تعلیم

اس کے علاوہ مجلس شوریٰ کے بھی چند ممبر منتخب کیے گئے۔

نعمانیہ کے ایک معاون کی موت

انجمن کے ایک معاون کریم بخش چشتی کا انتقال انہی دنوں ہوگیا۔ ۲۲ر مئی ۱۹۴۴ء کو انجمن نعمانیہ کی طرف سے ایصال ثواب کے لیے ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ پھر مرحوم کے بیٹے میاں محمد حسین سے گھر جا کر انجمن کے ایک وفد نے فاتحہ خوانی کی۔ یہ وفد سید محمد امین شاہ اندرابی (صدر انجمن) ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ (نائب صدر) منشی لعل محمد چغتائی (دبیر انجمن) حکیم محمد شریف (ناظم تعلیم دارالعلوم) مولانا محمد ابراہیم علی چشتی رکن مجلس شوریٰ۔ حکیم محمد انور بابری رکن مجلس شوریٰ صوفی اللہ دتہ مہتمم دارالاقامہ اور حکیم فیروز الدین رکن انجمن پر مشتمل تھا۔ اگرچہ یہ سانحہ ایک عام واقعہ تھا' مگر ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ انجمن نعمانیہ کے اراکین کو اپنے رفقائے کار اور معاونین کے معاملات میں اتنی دلچسپی تھی جو آج کے دینی مدارس کے مہتممین میں نہیں ملتی۔

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی انجمن نعمانیہ میں

۶ر اپریل ۱۹۴۴ء کو مولانا عبدالستار خاں صاحب نیازی و حکیم فیروز الدین صاحب کو انجمن نعمانیہ کی مجلس عاملہ کا رکن بنا دیا گیا۔ اس اجلاس میں جن عہدہ داروں نے شرکت کی ان میں حکیم سید نوازش علی شاہ' منشی

عنایت حسین، صوفی اللہ دتہ، حکیم مولوی محمد شریف، مولانا محمد ابراہیم علی چشتی خلف الرشید بانی انجمن مولانا محرم علی چشتی مرحوم کے اسمائے گرامی سامنے آتے ہیں۔ انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۴ء کو ایک اور اجلاس منعقد ہوا جس میں بعض حضرات کو کچھ نئی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ انجمن کی عظیم لائبریری کی کتابوں کو دیمک اور دوسری آفات سے بچانے کے لیے مولوی ابراہیم علی چشتی کو نگران مقرر کیا گیا اور ساتھ ہی لائبریری کی کتابوں کی ایک مکمل فہرست مرتب کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انہی دنوں مولانا نور بخش توکلی نے اپنے آبائی گھر چک قاضیاں، ضلع لودھیانہ میں ایک دینی اجتماع کیا اور انجمن سے درخواست کی کہ وہ اس اجلاس کے لیے سنی مقررین مہیا کرے۔ انجمن نے مولانا سید امانت علی شاہ اور قاضی سراج احمد کو اس اجلاس میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔

انہی دنوں لاہور کے رئیس اعظم چوہدری سر شہاب الدین صاحب نے اپنی غیر منقولہ جائیداد کسی ادارے کے نام پر وقف کرنے کا اعلان کیا۔ انجمن کا ایک وفد بھی چوہدری صاحب کو ملا تاکہ وہ انجمن کے لیے جائیداد کا کچھ حصہ دیں۔

انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات پر ہدیۂ تحسین

آج سے ایک سو سال پہلے کے سخنوراں اہلسنت کے تاثرات

نظم لالی ابدار من نتائج طبع جناب مولانا مولوی سید غلام قطب الدین صاحب سہسوانی چشتی نظامی حافظی سہیل ہند پردیسی جی برہم چاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہے سراپا حق کی رحمت انجمن نعمانیہ
قاطع شرک و ضلالت انجمن نعمانیہ

اہل ایمان کی مسرت انجمن نعمانیہ
عاشقوںؑ کے دل کی رحمت انجمن نعمانیہ

ازرہ وعظ و نصیحت انجمن نعمانیہ
دین کی دیتی ہے دعوت انجمن نعمانیہ

تجھ میں تدریس کتاب اللہ و سنت کا ہو شغل
ہے سراپا خیر و برکت انجمن نعمانیہ

پھیلا ہے نور رسالت جا بجا لاہور میں
گویا ہے شمع نبوت انجمن نعمانیہ

راہ حق پر آگئے گمراہ و منکر سینکڑوں
بن گئی رشد و ہدایت انجمن نعمانیہ

سینوں کی انجمن تجھ کو خدا رکھے مدام
ہو رہی ہے تیری شہرت انجمن نعمانیہ ۔

رخ نہیں کرتا مخالف تیری جانب شرم سے
ہے وہ تیری پاک صورت انجمن نعمانیہ
تیری حرکت سے سکوں ہے ملت حنفیہ کو
ہے تو دین حق کی قوت انجمن نعمانیہ
دیتے ہیں قدسی مبارک باد یہ کہتے ہوئے
تیری دن دونی ہو عزت انجمن نعمانیہ
عالمان دین کا وعظ اور زیارت کا سرور
ہے یہ سب تیری بدولت انجمن نعمانیہ
سنت خیر الورا اے دین نبی کی رات و دن
کر رہی ہے دل سے خدمت انجمن نعمانیہ
آئیں گے خدمت کو تیری پھر اگر زندہ رہے
ہوتے ہیں ہم تجھ سے رخصت انجمن نعمانیہ
یا خدا "پردیسی" کی ہے تجھ سے دل سے دعا
رکھ سلامت تاقیامت انجمن نعمانیہ

☆---☆---☆---☆

فارسی قصیدہ

نتیجہ فکر-علامہ ابوالفیض محمد حسن الفیضی صاحب، وکیل انجمن نعمانیہ لاہور، پیش کردہ یکم جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ

امام مجدد مکارم ضیاء ملت و دین ـ کہ پیش رفعت و جاہش نہادہ سر پردین
چراغ بنیش و دانش ستارۂ اقبال ـ ہژبر بیشہ شوکت امیر نیک آئین
باین جلال و باین ہمت و باین عظمت ـ باین وقار و باین ہیبت و باین تمکین
نیابت خطہ دارالخلافت کابل ـ چو این امیر--- امیرے بدولت چشیں
چنان امور سیاست بدست اوشد رام ـ کہ تیغ درکف حیدر بہ جنگ ہر بے دین
بہ فرق ہر خیر بے دم چو تیغ قہر خداست ـ مگر بہ تارک حق بین چو افسر زریں
فزود عزت اسلامیان ز. ہمت او ـ ز نسبتے کہ عیاں ساختش رسول امین
بدین احمد مختار آنکہ دریک سلک ـ بہ سفت مہرۂ نا چیز را بدر ثمین
اخوتے کہ پدید آمد این گدایان را ـ بان سپہر لعالی و قبلہ تحسین
ہمین اخوت اسلام اقتضا دارد ـ کہ وا کنم بدربار تو حوادث دین
شہا سپہر شکوہا--- ز غربت اسلام ـ خلد گشت-- دل حضرت نبی غمگین
بر این اہانت تحقیر دین کہ در ہندست ـ بہ حیرت ست کہ جنبد ستون عرش بریں
بغیر مدرسہ دیں کہ ہست در لاہور ـ بنام حضرت نعمان امام دین متیں
درین ولایت پنجاب نیست درس دگر ـ بحکم دین خدا ے شود در او تلقین

به مسجدے کہ بہ لاہور ساخت عالمگیر | درو ست درس گہہ دین ز مدتے چندین
وظائف ست مقرر برائے درویشان | کتاب و جامہ نان ے رسد بہر مسکین
مدرس اند چنیں اوستاد اہل کمال | کہ چشم چرخ نہ بیند عدیل شان بہ زمین
دماغ چرخ معطر ز خوش بانی شان | مزاج باد ز انفاس پاک شان مشکین
مقرر ست بہر ماہ بہر شاں ادرار | کہ از لیاقت شان ہست بیشتر پائین
بہ شش ہزار رسد خرچ سال۔ کش چون شد | کنند جمع زہر تلخ و شور و ہر شیریں
رسیدہ بود ہزار از جناب و پس یک و نیم | نثار شد ز کف دست حضرت نومین
ز پس توجہ عالی نہ شد بایں جانب | کہ کار دین خدا بود و کردنی بہ یقیں
ز بندگان ارادت بہ خادمان حضور | مگر کسے نرسانید ماجرآئے چنین
کنوں ز درگہ در بارت ست آں امید | کہ بہر درس گہ دین ما ئی تعیین
چہ حاجت کہ پیشت کنیم قصہ دراز | امیر نکتہ نوازی و مرد آخر بیں
بحق عترت پاک پیمبر عربی | بحق رائے امیر عمر خلیفہ دین
وقار دین خدا باد باوقار امیر | چنانکہ زینت انگشتری بود بہ نگین
بر این دعائے "توفیقی" شنیدہ ازمن | بہ سدرہ حضرت جبرئل یا خدا آمین

☆---☆---☆---☆

قصیدہ مدیہ در مدح انجمن نعمانیہ لاہور

ریختہ کلک گوہر سلک زبدۃ الفضلا حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب

نزہت مراد آبادی

متعنا اللہ تعالیٰ بطول بقائہ وافاضاتہ

والد مکرم حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ نظم انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ میں پڑھی گئی تھی

اے مری طبع رسا اے طوطی شکر بیاں
"بلبل شیراز" سے کچھ کم نہیں تیرا بیاں

ناز ہے اس کو بلاغت پر فصاحت پر تجھے
تو بلیغ پارس ہے اے افصح ہندوستاں

گر تجھے نازش زبان ریختہ پر ہے تو آ
جلسہ لاہور میں ہے آج تیرا امتحاں

وہ لب و لہجہ دکھا جس سے صدائے آفریں
دیں ہر اک جانب سے تجھ کو سامعین نکتہ داں

حاضرین جلسہ والا میں ہیں وہ ذی خرد
جن کا شہرہ ہے زمین سے تا باوج آسماں

اس زمین پر فاضلان دہر کا مجمع ہے وہ
دیکھتے ہیں دیدۂ حیرت سے جن کو عرشیاں

لکھ وہ مطلع شان میں اس انجمن کے نور بار
مطلع خورشید کا جس پر کہ ہو جائے گماں

مطلع ثانی

"انجمن نعمانیہ" ہی آج وہ خورشید شاں
ہے زمین تعلیم کی جس کے سبب سے آسماں

حمد ایزد اس قدر ہے پایہ عظمت بلند
گونجتا ہے جس کی صیت فیض سے سارا جہاں

شہر شہر اس کی بلند آوازگی کی دھوم ہے
آفرین صد آفرین کہتا ہے ہر پیر و جواں

فارسی دانی ہوئی تھی طعمہ شیر اجل
انجمن نے مردہ صد سالہ میں ڈالی ہے جاں

یاں ہر ایک فن کی ترقی کی عجب تعلیم ہے
جو بنا دیتی ہے نادانوں کو دانائے زماں

اس کا ہر ممبر دل سے ہے وقف کار نیک
کوششوں کا ان کی ہو سکتا نہیں ہرگز بیان

خوبی تعلیم کے اسباب یکسر جمع ہیں
ہوتے ہیں ہر لحظہ یاں ساماں ترقی کے عیاں

علم کے محتاج پھرتے تھے جو مارے در بدر
گوہر مقصود سے بھرتے ہیں آکر جھولیاں

ہر کوئی کرتا ہے یاں تہذیب کا جھنڈا بلند
ہوتا ہے ہر اک بشر لشکر کش امن و اماں

دین و دنیا کے فوائد وہ نتائج خیز ہیں
جو دکھا دیتے ہیں ظاہر صورت سود و زیاں

کامیابان علوم اس انجمن کے فیض سے
باعمل ہوتے ہیں اکثر ہو چکا ہے امتحان

باعمل ہونے سے ان کی ہوتی ہے دین پروری
اتحاد و مذہبی رہتا ہے بے شک درمیاں

جان خدا آگاہ اور دل رتبہ دان مصطفی
ہو یہ سب تعلیم کا حسن اثر جلوہ کناں

سیدھی سادھی پیروی دین رسول اللہ کی
یاں نہیں افراط اور تفریط کا نام و نشان

یا الٰہی انجمن اور انجمن والے رہیں
دین پر قائم بحق سید کون و مکاں

ہو خدا کا فضل ان پر بانی جلسہ جو ہیں
رحمت حق ان پہ جو دور سے آئے ہیں یاں

☆===☆===☆===☆

نظم من نتائج طباع جناب مولوی سید مکرم علی صاحب سیفی

از پہاسو ضلع بلند شہر

مسدس

یہ نظم انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ ۲۷ اپریل ۱۹۱۲ء پر پڑھی گئی تھی

میں اک دن کہ سیر چمن دیکھتا تھا گلوں میں عجب بانکپن دیکھتا تھا
نہ بلبل کو لمید محن دیکھتا تھا نہ صیاد کو با رسن دیکھتا تھا
عنادل تھے مشغول گر چہچہوں میں
تو گلہائے تر بھی ہوئے قہقہوں میں

جو تھا نرگس. مست محو نظارا تو روٹھا ہوا سب سے سرو دل آرا
لب جو پہ پانی لبے کر کے کنارا خلائق پہ کرتا تھا یوں آشکار را
نہیں کوئی دنیا میں آزاد مجھ سا
کوئی پیر گردوں کو ہے یاد مجھ سا

جو سبزہ کی جانب نظر آ گئی ہے طراوت سی آنکھوں میں کچھ چھا گئی ہے
صبا یہ کرم اپنا دکھلا گئی ہے کہ پوشاک جنت کی پہنا گئی ہے
زمین سبز ہے لوح تعلیم گویا
ہے نہر ہر طرف جدول سیم گویا

کسی زلف پیچاں کا نقشہ تھا سنبل چنار اک تھا شانہ لیے موئے کاکل
پے وحشت و شورش قلب بلبل پے ازدیاد رخ آتش گل

ہوئے آتش و دود دونوں بہم تھے
کہ یہ زلف و شانہ آتش سے کم تھے

پریزاد تھا اس میں جو باغبان تھا خدا جانے وہ باغ باغ جناں تھا
عجب لطف تھا کچھ عجب کچھ سماں تھا تنا نیلگوں خیمہ آسماں تھا

نسیم یکسار ٹھنڈی ہوا تھی
کھلا غنچہ دل کچھ ایسی فزا تھی

ہوا دیکھ کر اس کو میں محو حیرت نظر آئی ہر شے میں صانع کی صنعت
خوشی سے وہ تھا دل میں جوش مسرت کہ جامہ سے باہر تھا جوں گل کی نکہت

چمن قوم کا آیا پھر یاد مجھ کو
کیا جس نے حیرت سے آزاد مجھ کو

مگر ساتھ ہی یہ گماں دل میں آیا بہت پر بہار اپنے گلشن تھا دیکھا
ترقی کا ہر سمت اب ہے زمانہ عجب رنگ پر اب تو وہ باغ ہوگا

نہ ہوگا کوئی اس کا ثانی جہاں میں
نہ ہو گا کوئی ویسا باغ جنان میں

ادھر آ کے دیکھا تو ہے ... نقشا گلوں کی جگہ خار و خس کا ہے تختا
نہ وہ بانکپن اس میں باقی ہے پہلا پڑا ہے چمن سارا [illegible] [illegible]

نہ باقی عنادل کے اب چہچہے ہیں
نہ گلہائے خندان کے وہ قہقہے ہیں

اسیران دام بلا ہیں عنادل جفا کار صیاد ہے اور یہ دل
رسن سے پڑا پاؤں میں عقد مشکل ہکا و فغان سے گئے لیے دل مل

ہر اک مرغ نازک اسیر بلا ہے
کہ کاہوں پہ کوہوں کا بار آ پڑا ہے
جو نرگس کی جانب نظر کی تو دیکھا کہ باد صبا نے کیا کور دیدا
وہ چرخ ترش رونے ساغر پلایا گیا چشم مخمور سے نشہ مۓ ۵ کا
نہ نظارہ بازی کا لپکا رہا ہے
نہ اب بادہ خواری کا چسکا رہا ہے
کیا سرد دلکش کو اب ذات باہر پریشاں ہے سکتہ کا عالم ہے اس پر
نہ پہلی سی آزادی اب ہے میسر نہ وہ سر بلندی کو ہو سب سے بڑھ کر
نہ کچھ آب جو سے وہ متصل ہے
جہاں دیکھو بیچارہ اب پا بہ گل ہے
وہ حالت ہے سبزہ کی اس باغ کے اب کہ ہوتا ہے خار و خسک سے ملقب
لباس اس کا زرہ خزاں نے لیا سب جسے دیکھ کر دل میں ہے سوز بے ڈھب
کھلے سارے بربادی کے لوح پر باب
ہوئے جدول سیم کی آب بے آب
ہے سنبل بھی کھلی ہوئی زلف پیچاں سیہ پوش ماتم زدہ اور پریشان
چنار آتش غم سے یکسر ہے سوزان نہ دست حنائی نہ انگشت مرجان
غرض ہر طرح حال ابتر ہے اس کا
ہر اک باغ سے باغ بدتر ہے اس کا
نہ گل کا پتا ہے نہ یاں باغباں کا نشان الم وہ ہے رنگ آسماں کا
صبا کی جگہ اب ہے جھونکا خزاں کا غرض ڈھنگ سارا ہے برعکس یاں کا
ہوا غنچہ دل سے اسے دیکھ کر شق
زمانے نے سمجھا کہ ہے پھول مطلق

الا ایہا القوم غیرت کی جا ہے کہ اس حال میں باغ اپنا پڑا ہے
نہ جس میں کہیں شاخ گل کا پتا ہے مگر خیر جڑھ کا نشاں رہ گیا ہے
اسی کو اگر آب یاری کرو گے
تو کھیتی ہری اپنی ساری کرو گے

کرو قطرہ قطرہ سے امداد اپنی نہ ہو جائے تا کھیتی برباد اپنی
کرو قوم کو پھر کے آزاد اپنی سلف کی طرح چھوڑو کچھ یاد اپنی
بہت خواب و غفلت میں بس رہ چکے ہو
بہت رنج و محنت بھی تم سہہ چکے ہو

مدد کیجئے "نعمانیہ انجمن" کی کیاری ہے اک یہ تمہارے چمن کی
تو حالت سنور جائے گی من و عن کی کہ عادت ہے اس روزگار کہن کی
خیاباں کو کرتا ہے یہ باغ پورا
رقیبوں کو دیتا ہے یہ داغ پورا

اسی سے ہی "نعماں" سے نکلیں گے فاضل اسی سے اماماں شبلی و حنبل
وہی پھر چلائیں گے اس دین کی کل وہ پھر آج ہوگی جو شاں اس کی تھی کل

کرے دیں کے پھر یہ تازہ چمن کو کرے قوم سے دور رنج و محن کو
ترقی کناں اس کا ہر طرفہ گل ہو ترقی کا اس کی دو عالم میں غل ہو
ذرا تم اس کی خدمت کر کے تو دیکھو
ذرا درپئے امداد ہو کر تو دیکھو

دعا پر کرو ختم سیفی سخن کو کہ یارب ترقی دے اس انجمن کو

نظم در غرر من نتائج طبع جناب مولوی ابوالابرار اسرار الحق طوطی ہند (رہتکی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ کون سی محفل حسن ہے کہ جس پہ انعام ذوالمنن ہے
نمایاں فرش زمین سے چرخ بریں تک ایک نور کی پھبن ہے
خدا کی رحمت کا مینہ چھما چھم برس رہا سراور علن ہے
ہے محو ہر اک شریک جلسہ سرور دین چڑھ گیا لگن ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
یہ دھوم کیسی مچی ہوئی ہے یہ کیسی شادی رچی ہوئی ہے
یہ کیسی محفل سجی ہوئی ہے کہ رشک جنت بنی ہوئی ہے
سب اہل ایماں کے آج چہروں پہ کیسی کیفیت خوشی ہے
نسیم فردوس چل رہی ہے شگفتہ ہر قلب کی کلی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
یہ شہر لاہور میں بتاؤ تو آج کل کیا گھما گھمی ہے
جو آگے اک ٹولی جا رہی ہے تو ایک پیچھے سے آرہی ہے

سٹیشن ریلوے سے ٹکسالی گیٹ تک کیفیت رہی ہے
کہ ایک تانتا بندھا ہوا ہے ہر اک کو فرحت کمال کی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
قرینہ ظاہر تو کہہ رہا ہے یہ کوئی روحانی دل لگی ہے
یہ جلسہ دنیوی نہیں ہے یہاں تو کچھ شان اور ہی ہے
بھلا جی "دارالعلوم نعمانیہ" کے جلسے کی کچھ سنی ہے
تو ہاں جی حضرت جی بس وہی ہے یہ دھوم اس کی تو مچ رہی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
خدا کے فضل و کرم سے جلسہ ہے بست و ہشتم یہ انجمن کا
کروڑہا شکر رب اکبر عروج ہر سال ہے دوبالا
خدا رسول اور آئمہ دین کا اس پر چھایا ہوا ہے سایا
نہ کیوں ترقی ہو اس کی حضرت کام بھی کر رہی ہے کیسا
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
نمائشی کام کب ہے اس کا عمل یہ بین دکھا رہی ہے
کہ سینکڑوں کر چکی ہے حافظ ہزاروں عالم بنا رہی ہے
حدیث و تفسیر و فقہ و منطق یہ فلسفہ طب پڑھا رہی ہے
یہ ظلمت جہل شمع علمی دکھا دکھا کر مٹا رہی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے

جناں کا رستہ بتا رہی رہ سقر سے بچا رہی ہے
خدا کی جانب بلا رہی ہے رسول حق سے ملا رہی ہے
اسے یہی دھن سما رہی ہے تو اجر عقبیٰ کما رہی ہے
یہ اس گئے گزرے دور میں بھی نبی کے وارث بنا رہی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
ہے اس پہ فیضان بو حنیفہ ہیں اس کے حامی رسول اکرم
خدا نے چاہا تو شوکت اس کی بڑھے گی ہر دم نہ ہوگی کم
یہ کرتی تقسیم مومنوں کو ہے علم میراث فخر عالم
زراہ تدریس و وعظ علما ہے ہوتا سالانہ جلسہ پیہم
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
اعانت اس انجمن کی ہے واللہ اعانت دین احمدی ہے
جو اس کا ہے جان و دل سے شیدا وہ بالیقیں عاشق نبی ہے
جو اس پہ تن من سے دھن سے قرباں ہے جان لے روز کے لگ گئی ہے
خدا کا مقبول ہے وہ بندہ جنتی ہے وہ جنتی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
وہ ہے بلا شک بڑا بہادر جو ایسے کاموں میں دوڑتا ہے
وہ چندہ کرتا ہے پیش لا کر کبھی نہ مٹھی سکوڑتا ہے
ہوں خدمت دین کے جب مواقع کبھی نہ منہ اپنا موڑتا ہے
وہ دیکھئے وہ رقم لکھائی وہ شیوہ کب اپنا چھوڑتا ہے

عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے

یہ دیکھیے ہم جو کہہ رہے ہیں وہ بولا وہ اٹھا اور وہ چلایا
یہ لینا حضرت جی! چندہ لینا وہ اس نے نام آن کر لکھایا
وہ دیکھیے اس کی دیکھ جرات وہ دوسرا تیسرا بھی آیا
وہ آئی آواز اور ادھر بھی دیکھو کس نے قدم بڑھایا
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے

اے شہر لاہور تیری ہمت صد آفریں تجھ کو مرحبا ہے
یہ جس نے زندہ دلان پنجاب کہ دیا ہے بہت بجا ہے
یہ آپ کی کار دین میں سبقت عزیز و توفیق کبریا ہے
عطا جو کرتے ہو انجمن کو یہ تم پہ اللہ کی عطا ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے

خدا کی رحمت پہ آج میں بھی نہایت "اسرار حق" ہوں نازاں
کہ میرا مقبول اس نے فرما لیا مسدس پہ فضل و احساں
دلیل ظاہر ہے دے رہے ہیں یہ چندہ اٹھ اٹھ کے جو مسلماں
قلیل سی داد ہے یہاں کی ملے گی عقبیٰ میں داد رضواں
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانکپن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے

از جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی

مدیر انجمن نعمانیہ لاہور، مولانا تاج الدین احمد۔ حج بیت اللہ سے لوٹے تو ان کی آمد پر یہ نظم پڑھی گئی تھی۔

للہ الحمد کہ لاہور میں پھر کر آیا "تاجدین" لے کے عجب شان کے گوہر آیا
جسم لاہور، بغیر اس کے ہوا تھا مردہ جسم میں شکر ہے پھر روح کا جوہر آیا
تھی پراگندہ بہت مجلس اخوان صفا رحمت حق ہے کہ مجلس کا یہ افسر آیا
ایسے مومن کی بھلا شان بیاں ہو کیسے جو کہ خاص از حرم خالق اکبر آیا
بندۂ خاص علی خادم اصحاب رسول چاشنی یافتہ زمزم و کوثر آیا
اس کی آمد سے ہے لاہور میں خوشبو ہر سو کیونکہ از بوئے مدینہ ہے معطر آیا
مومنوں کے لیے دیدار ہے اس کا نعمت زائر روضہ دربار پیمبر آیا
سرمہ اہل بصیرت ہے قدم میں اس کے خاک صحرائے مدینہ کا مسافر آیا
"تاجدین" پہلے سے تھا زیب سر مومن اب عجب شان سے از روضہ انور آیا
طائر شہر مدینہ کو نہ چھوڑیں گے کبھی شکر صد شکر کہ لاہور میں اڑ کر آیا

(۱) چشتی و (۲) مفتی کو شکوہ ہے بہت اس سے مگر
نہ انہیں لے کے گیا اور نہ لے کر آیا

☆===☆===☆===☆

۱۔ محرم علی چشتی۔ صدر انجمن نعمانیہ لاہور

۲۔ مفتی سلیم اللہ۔ نائب صدر انجمن نعمانیہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والی افغانستان و ترکستان امیر حبیب اللہ کی خدمت میں

عربی قصیدہ

ابوالفیض علامہ محمد حسن فیضی، چکوال

محامد رب العرش مبتداء الامر
و شکر رسول الله مستحسن و الشکر
فلوطا و عتنی النجم نظمت عقدها
لمدح رسول الله حاشاة من شعری
حمام ریاض الدین هاطر من الوکر
و خذ بکتابی طیب النظم و النثر
الی کابل خیر البلاد معیشه
و دینا و سلطانا و برا علی بر
حکت ارضها الفردوس من طیب تربها
و مالکها الرضوان من شیم غر
فکم نهر من عرق جاد تفجرت
بجرعتها الملهوف من همه یبری
و کم سلسبیل سال تحت نخیلها
و کم کوثر من تحت اعنابها یجری
ففی کل نهر منه للورد نشوة
و فی کل عین منه ذوق من الخمر

ریاض اذا مر السموم بزهرها
یزید لمن مرت به برکه العمر
اذا نشات منها السحابه امطرت
جدی سکر بل امطرت وابل العطر
اذا سرح المحزون فیها حداقه
یعیش قریر العین مستبشر السحر
فدانیه للاکلین قطوفها
و دائمه لا تنقضی مدة العصر
اوارقها لیل و فیها قطوفها
ثریا و نور المتک اجلی من البدر
اذا غنت الورقاء فی غصن ابکه
یجاوبها الامواة تجری علی الصخر
مقام کریم فیه ماتشتهی النهی
و تلتذ فیه العین من نزهه الزهر
کان ریحه روح و مسک ترابه
و حصبائه کالدر و الماء کالدر
علی فنن بالریح فوق رضا رض
تری الورق و الاوراق و الماء فی الذکر
لهم کل یوم یوم عید مبارک
کما کل لیل فیهموا لیله القدر
تنسم ریاح السحب فیها اذا تصل
و شم و امض البرق المبشر بالمطر
و جاوب نداء الرعد بالسجع صادحا
و رحب بودق بالجفیل من الهدر
و بشر ریاضا بالربیع و مزنها
و قل لغصون نوری الروض بالزهر
و قل نرجسالا تغمض العین بعد ما
سیغسل عنک الغادیات کری القر
و قل ایها الورد اهتک الستر بارزا

و جاک خدودا لایبا رزن من خدر
و قل حادیا ابسط علی الارض عسجدا
و عل عبهرا هاتیک فرشا من التبر
و قل کاعبات الروض البشرن بالجدی
سیشنفکن الودق والطل بالدر
فتحکین عن خد الحبیب و قدة
و تروین عن عینیه و الثغر و النحر
فهذا ربیع لیس یخلف بالشتا
و تلک مرابیع تروی الی الدهر
و ذلک من یمن الامیر و عدله
و من برکات الدین لا برکه القطر
لقد ا ورق الصم الجلامید فی الفلا
بوابل کف ماطر الدر و البدر
لقد بسط الظل الظلیل بعدله
علی مفرق الاسلام فی البحر و البر
فلولا مضاع للمسلمون و دینهم
فابقاة رحمن الخلائق للبذر
حمام فقبل تربه تلف عنبرا
و کفا شدیدا لباس اجدی من البحر
نراة کریما حاز مجدا موثلا
هذ بر المعالی قاهر النهی والامر
ابا بعد جد یستحق اماما
و حسن نبات الارض من کرم البرر
فانشذة من بعد الدعاء مهد هدا
علیک سلام الله یا کوکب الظفر
فلا زلت محمودا و لا زلت حامدا
و لا زلت مشکورا و لا زلت بالشکر
لهیبتک العظمی وجوة جبابر
بعزة دین الله تعنو علی العفر

بعزة من عحمی لعزة دینه
حمی الترک و الافغان من موطی الغدر
حمیت حمی الاسلام من کل فاجر
حمایته جرم اللسان من الثغر
فانت بلا شک ضیاء لمله
و دین جه لقبت فی دفتر القدر
لقد کان لیل الکفر طال ظلامه
بهمتک العلیا بدا مطلع الفجر
بکفک قد دان الامور کباته
یدین بکف الدارع الشهم فی الشر
کماملئت منک القلوب محبه
کذلک غصت من جلالک بالذعر
دفعت القذی من دین مولاک حازما
فانت لعین الدین فی منزل الشفر
بدارک للاسلام ثم لاهله
ملاذوعوذ عوذة اللب بالقشر
اجرت بعدل مسلما و معاهدا
اجارة بیت الله للورق و النسر
الیک امور المسلمین و دینهم
تحن حنین الراضعین الی الظئر
تبشر فان الوقت وقت مبارک
لقد طلع الاقبال فی شرف الصدر
ولادة مسعود امیر محمد
لدین حبیب الله ناصه النصر
لتاجک یاقوت لعینک قرة
لجاهک عنوان التظاهر و الوفر
فعزتک القعساء زادت مهابه
و دولتک الغراء نالت منی العمر
یباهی وجوة المسلمین بوجهه

و غنت حمام البشر فی روضه الفخر
لطال به الاسلام باعا و شوکه
و ضاق به ذرع الضلاله و الکفر
و حسب الوری فی فتح کل مغالق
یمین حبیب الله والسیف للنصر
یدان لدین الله عینان للهدی
امامان للاسلام نجمان للنکر
غمامان یغشان البلاد مقاطرا
حسامان سلا فرقدان بلانفر
فنعم و لیا العهد مجدا و مله
لدوله اسرائیل ممتدة الازر
هما اورثا عهدین هل من مبار
یباریهما می محتد طیب النجر
فلازلتما یا کوکبی افق العلا
منیرین فی سعد علی مفرق النسر
و بعد. فیا للدین کالنصل للقتها
لقد بلغتنا بالصحیح من الاثر
سیارز دین الله من کل جانب
الی طیبه ارز الافاعی الی الجحر
و ذا خبر حق و ذلک وقته
من الوفرعاد الدین فی اصعب الفقر
لقد ضاق ذرع السلم فی الهند فوق ما
یضیق ید العصفور فی مخلب الصقر
و شکواة لیست من اجانب انماء
اصیب من الاحباب بالخذل و الهجر
یلاقون عبس الوجوة تقطبا
و یلقون الحادا و غیا علی البشر
فما فی نهاهم عزة لرسولهم
و لا لکتاب الله شئی من الوقر

فلا عرب فی رائهم بمهذب
و لا عربی عندهم قابل القدر
ملا بسهم عاداتهم و خصالهم
نعوذ بعفو الله ضرب من السخر
کان فی رسول الله لم یک اسوة
لامته یا امه السوء و الخسر
مشارع شرع الله لم یصف مائها
لدیهم و مسقائهم من المشرع الکدر
فکم سنه قد سنها سید الوری
امام الهدی الزاکی الطهور من العثر
قد استنکفوا منها کراهه فوحها
کما استنکف الجعلان من لصحه الزهر
لتعلیم غیر الذین فیهم مدارس
و یصرف فیها من زکوة و من عشر
و لیس لدین الله فی الهند مدرس
یکون نصاب العلم فیه الی الشطر
لقد اثر وا الدنیا علی الدین ظاهرا
و ما خشوا الرحمن فی اقبح الوزر
لعمرک ان نرکب جنا حی نعامه
نطوف بلاد الهند قطرا الی قطر
نجد کل بیت کان للعلم . معدنا
محط رحال الجهل الا علی النزر
جزی الله بعض المسلمین تحرکت
حمیتهم للدین من حجج عشر
علی اسم امام الدین نعمان قد بنوا
بلا هور دارالعلم محروسه الجدر
قد انتخبوا للدرس فیها اکابرا
من الفضلاء المتقنین اولی الحجر
لقد عبروا للدین کل معابر

و قد سلکوا للدین فی مسلک و عر
اولئک عضوا بالنواجذ سنه
و فی قبض دین الله هم قابضوا الجمر
ففیها لطلاب العلوم وظائف
و للعلماء الراسخین علی القدر
لیقرب نصف الالف فی الشهر خرجها
و ذلک من حاجاتها الیوم من شهر
لقد طاف بانوها لنیل خراجها
کثیر بلاد الهند فی البرد و الحر
فکم نائم قد ایقظوة بوعظهم
و کم اسخطوا من مسخط الدین مغتر
ترامت بهم ارض الی الارض مدة
و دار الی دار و مصر الی مصر
لقد نابهم فی نشر دین نوائب
و لهم رحبوها بالتجلد و الصبر
فیا انف شخص المسلمین و عینهم
الی کم و حتام السوال من الغثر
الی م الرکا یا نستقی حماتها
و کفک بحر فاق عن وصمه الجزر
علیک امیر المسلمین ترحما
علی غربه الاسلام فی مهمه قفر
فانثر علی علم الشریعه و الهدی
کنوز الدرا ری و الیواقیت و الشذر
فان خذل الاسلام هند فانکم
لاعطیتموهم قبل بالعنف و الزجر
و اما علیکم یا امیر و قومه
فللدین من قدم حقوق بلا حصر
فانتم حلیفوا لدین من بد و عهدة
و کان یراة الهند بالنظر الشزر

تسل ابا الفیض الحزین بدینه
فجدوی امام العصر کاشفه الضر
و حاشا امیرا ان یقنط داعیا
الی نصرة الاسلام دعوة مضطر
علی شعرک الشعری هوی و تناثرت
نجوم الثریا فوق نثرک للعذر
لقد بعث البدر السماء مفدیا
قریضک فانظر فیه من اثر العضر
فان ترض ان تعطی بشعرک بدرة
علی کل شهر کنت ارخصت فی السعر
جزی الله عن دین النبی امیرة
و وفقه خیرا و عظم فی الاجر
توارث فی نسل الامیر امارة
بعزة خیر المسلمین الی الحشر

الناظم الاثم - ابو الفیض محمد حسن الفیضی
وکیل انجمن نعمانیہ لاہور
متوطن بھین علاقہ چکوال ضلع جہلم پنجاب
اول جمادی الثانیہ ۱۳۱۰ھ

فرزندان نعمانیہ

جن کی بے لوث خدمات سے دارالعلوم نعمانیہ چشمۂ علم و فضل بن کر بہتا رہا۔

مولانا محرم علی چشتی مرحوم

مولانا محرم علی چشتی رحمتہ اللہ علیہ انجمن نعمانیہ کے بانی اراکین اور رفیق امور انتظامی اور اعتقادی تھے۔ آپ ۶/ محرم ۱۲۸۰ھ مطابق ۲۳/ جون ۱۸۶۳ء بروز ہفتہ لاہور اندرون موچی دروازہ پیدا ہوئے۔ محرم الحرام کی نسبت سے آپ کے والدین نے آپ کا نام محرم علی رکھا۔ آپ کے والد گرامی مولوی احمد بخش یک دل ایک زبردست شاعر تھے آپ نے آپ کی پیدائش پر قطعہ تاریخ لکھا وہ یہ ہے۔

بفضلہ چوں محرم علی ولادت یافت
شش محرم و یکشنبہ بود از میلاد
شش محرم و یکشنبہ نیز شد تاریخ
مبارک است عزیزاں بہ شاں مبارک باد

آپ کی پیدائش کے چار سال بعد آپ کے والد ۱۸۶۷ء میں فوت ہو گئے اور آپ کی پرورش آپ کے بڑے بھائی مولوی محمد علی چشتی المتخلص ہردل (۱۸۴۳ء -- ۱۸۹۱ء) نے کی۔ آپ کی والدہ مہرالنساء بھی ۱۸۷۳ء کو رحلت فرما گئیں اس طرح آپ کو پے در پے یتیمی کے صدمات سے دوچار ہو کر اپنی زندگی کا سفر جاری رکھنا پڑا۔ آپ کے علم دوست بھائی نے آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی اور آپ نے بی اے کی ڈگری نمایاں نمبروں میں حاصل کی۔ آپ علی گڑھ کے ابتدائی زمانہ کے قدیم طلباء میں سے تھے۔ علم و ادب کا حصہ آپ کو خاندانی طور پر ملا تھا۔ مگر آپ نے زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر جب میدان عمل میں قدم رکھا تو اہل علم و دانش نے آپ کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ علی گڑھ سے لاہور آئے تو آپ نے اپنا اخبار "رفیق ہند" جاری کیا۔ جس کا پہلا شمارہ ۵/ جنوری ۱۸۸۴ء کو منظر عام پر آیا۔ ۱۸۸۵ء میں آپ کی شادی قمرالنساء بنت حسن دین بن محمد بخش سے ہوئی۔ جس سے آپ کی اولاد ایک بیٹی فخرالنساء اور دو بیٹے مولوی قائم علی چشتی اور مولوی ابراہیم علی چشتی تھے۔

مولوی محرم علی چشتی کی بیوی ۱۸۹۲ء میں فوت ہو گئیں۔ پھر آپ نے اپنے پیرو مرشد حضرت پیر طریقت مستان شاہ کابلی کی صاحبزادی سے یکم اپریل ۱۹۰۹ء میں شادی کرلی۔

مولانا محرم علی چشتی علی گڑھ کے گریجوایٹ تھے۔ مگر آپ نے ۱۹۰۹ء میں وکالت کا امتحان پاس کیا اور علمی، ادبی، صحافی، قانونی، دینی اور روحانی دنیا میں اپنا مقام پیدا کیا۔ ایک زمانہ تھا کہ لاہور کی کوئی سیاسی شخصیت مولوی محرم علی چشتی کی سیاسی راہنمائی کے بغیر کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی تھی۔ کوئی دینی ادارہ آپ کی اعانت سے محروم نہیں تھا کوئی دینی معرکہ آپ کی شمولیت کے بغیر سر نہیں ہو سکتا تھا۔ لاہور کے لوگ آپ کو "بادشاہ گر" کے نام سے یاد کرتے تھے۔

آپ کا خاندان لاہور کے علمی حلقوں میں صف اول میں مانا جاتا تھا۔ آپ کے بزرگوں نے علم و ادب کی بڑی خدمت کی۔ آپ کے والد مولانا احمد بخش یک دل اپنے وقت کے استاد مانے جاتے تھے۔ آپ نے دیوان یک دل اردو میں لکھا پھر شمسیہ لکھی (اس میں شاہان سابقہ کی زندگی کے دلچسپ واقعات تھے) اسی طرح فارسی اور پنجابی شعروں پر بڑی اعلیٰ کتابیں لکھیں۔ پھر آپ نے "دیوان حافظ شیرازی" کا اردو میں منظوم ترجمہ کیا۔ آپ اس وقت کے رؤساء امراء کے بچوں کو فارسی ادب میں تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ کے چچا مولانا نور احمد چشتی مرحوم کی "تحقیقات چشتی" لاہور کے مزارات اور مساجد کا ایک تحقیقاتی اور مستند ماخذ ہے۔ "یادگار چشتی" "دیوان چشتی" "تحفہ چشتی" "عجائبات چشتی" جیسی کتابیں مولوی نور احمد چشتی کی یادیں ہیں۔ مولانا محرم علی چشتی صاحب دیوان شاعر بھی تھے۔ آپ کا دیوان "ارمغان چشتی" کے نام سے چھپا تھا آپ نے اس دیوان میں پیر مہر علی شاہ گولڑی، حضرت مستان شاہ کابلی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، حضرت شاہ دولہ ولی دریائی اور حضرت غوث الاعظم کی شان میں مناقب اور قصائد لکھے۔ مولانا محرم علی چشتی نے اپنے پیرو مرشد حضرت مستان شاہ کابلی کے فارسی دیوان کو مرتب کیا اور بڑی خوبصورتی سے چھپوایا۔ آپ کی یہ کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر اہل علم و فضل تک پہنچی۔

"قصید الغیاثیہ" مطبوعہ رفاع عام سٹیم پریس لاہور---۱۳۲۲ھ
"اسرار تصوف اسلامیہ" سٹیم پریس لاہور---۱۹۰۳ء
"ارمغان چشتی" منظوم فارسی مثنوی بحرالاسرار' حمیدیہ پریس لاہور---
۱۹۰۳ء
"شجرات المشائخ والاولیاء" نولکشور گیس پرنٹنگ ورکس---۱۹۰۸ء
ایک نئی کتاب---۱۸۸۴ء

ان روحانی اور شکستہ تحریروں کے علاوہ مولانا محرم علی چشتی نے سیاسی اور صحافتی ادب میں بڑا نام پایا۔ فروری ۱۹۰۷ء میں غلام قادر فصیح کے جریدے "پنجاب جرنل" سیالکوٹ میں ہندوستان کے مشہور ریفارمر سرسید احمد خاں کی لاہور آمد پر ایک زبردست نظم لکھی۔ آپ نے اپنا ذاتی اخبار "رفیق ہند" جاری کیا۔ انیسویں صدی کا یہ واحد اخبار تھا جو سیاسی اور دینی اقدار کی ترجمانی میں متوازن' سنجیدہ اور متعین انداز تحریر لے کر سامنے آیا اور اس نے پنجاب کے مسلمانوں کی قومیت اور تشخص کو بیدار کرنے کے لیے آواز اٹھائی۔ رفیق ہند کا پہلا شمارہ ۵/ جنوری ۱۸۸۴ء کو منظرعام پر آیا۔ اس اخبار کو سرسید احمد خان جیسے آزاد خیال مسلمان بھی پسند کرتے تھے۔ ۱۷/ مارچ ۱۸۸۵ء کے شمارے میں "انگریزی اقتدار میں مسلمانوں پر مظالم" پر ایک مضمون لکھا جس پر انگریز حکومت نے آپ کو پس دیوار زنداں بند کردیا اور اس طرح آپ ایک ماہ کی سزا کاٹ کر نئے عزم کے ساتھ "رفیق ہند" کو شائع کرنے لگے۔ اس اخبار کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس وقت کے چوٹی کے اہل قلم اور اہل دانش اپنے رشحات قلم شائع کرانے کو باعث افتخار جانتے۔ چنانچہ سرسید احمد خان' مولانا محمد حسین آزاد' مولانا الطاف حسین حالی' محسن الملک سید اقبال علی' مولانا ذکاء اللہ' مولوی محمد علی ہردل چشتی' فقیر جمال الدین' مولوی فتح محمد جالندھری' مولانا غلام قادر گرامی' ڈاکٹر لائیز اور مولانا وحید الدین جیسے ارباب قلم کے مقالات چھپتے تھے۔

مولانا محرم علی چشتی مرحوم نے اپنے اخبار "رفیق ہند" میں بڑے پر مغز مقالات لکھے۔ مگر جب ان کا ایک مقالہ "اہل حدیث یا وہابی" سامنے آیا تو آپ کی اعتقادی اور نظریاتی زندگی پر سارے ملک میں گفتگو ہونے لگی اور آپ نکھر کر

علمائے اہلسنت کی صف میں کھڑے نظر آئے۔ ایسے ہی مقالات پر سر سید احمد خان اور اس کے دوسرے نیچری دانشور مولانا محرم علی چشتی سے دور رہنے لگے۔ سر سید احمد خان سے اختلافات پر اگرچہ اس وقت کے اخبارات نے روشنی نہیں ڈالی مگر یہ حقیقت ہے کہ سر سید کے نظریات اور خیالات پر مولانا محرم علی چشتی نے تنقید کا دروازہ کھولا تو سر سید علیحدہ ہو گئے' حالانکہ سر سید کے اکثر رفقا کو مولانا محرم علی چشتی کی کوششوں سے شمس العلماء جیسے سرکاری خطابات ملے تھے جب انہیں خود کسی سرکاری ایجنسی نے خطاب یا منصب دینے کی پیش کش کی تو آپ نے اسے ٹھکرا دیا اور برملا کہہ دیتے کہ:

کہ عنقا را بلند است آشیانہ!

یہ وہ زمانہ تھا جب علمائے یو پی اور پنجاب کے اعتقادی اور نظریاتی اختلافات کھل کر سامنے آ گئے تھے۔ ایک طبقہ مولوی قاسم نانوتوی' خلیل احمد انبیٹھوی' حسین احمد مدنی جیسے علمائے دیو بند پر مشتمل تھا جو شاہ اسماعیل دہلوی کے عقائد سے متاثر ہو کر اہلسنت کو مشرک اور بدعتی کہہ رہا تھا۔ دوسری طرف سر سید سکول آف تھاٹ کے دانشور تھے جو نیچریت کو اپنائے ہوئے تھے۔ مولانا چشتی جس نظریہ اور فکر سے تعلق رکھتے تھے وہ نظریہ حق عقیدہ اہلسنت تھا جس کے راہنما اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ یو پی اور پنجاب کے اکثر علمائے اہلسنت فاضل بریلوی کے ہم نوا تھے۔ لاہور میں ایسے علماء کی کمی نہ تھی جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے نظریات کے مؤید بھی تھے اور ترجمان بھی۔ ان علماء کرام کا اصل مرکز انجمن نعمانیہ کا دارالعلوم نعمانیہ لاہور تھا۔ مولانا محرم علی چشتی نے انجمن نعمانیہ کی صدارت قبول کی اس کی ترقی اور ترویج کے لیے اپنی توانائیاں صرف کر دیں اور دارالعلوم کے انتظامات کو منظم کیا۔ آپ ایک سیاست دان ہوتے ہوئے بھی اہلسنت پنجاب کے معتمد تھے۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری نے اپنے "رسالہ الشفاء الصدور" میں مولانا محرم علی چشتی کی اعتقادی اور نظریاتی شخصیت کا تفصیلی تعارف کرایا اور آپ کی راسخ الاعتقادی کو خراج تحسین پیش کیا۔

عصر حاضر کے ایک دانشور ڈاکٹر گوہر نوشاہی ایم اے' پی ایچ ڈی نے لاہور لیٹ

مقتدرہ اسلام آباد نے اپنی کتاب "لاہور کے چشتی خاندان کی علمی خدمات" (ہم نے اس کتاب سے مصنف کے شکریہ کے ساتھ بھرپور فائدہ اٹھایا ہے) میں مولانا محرم علی چشتی کے خاندان کی علمی اور روحانی خدمات کا بھرپور جائزہ لیتے ہوئے مولانا محرم علی چشتی کے متعلق لکھا ہے کہ مولانا محرم علی چشتی کی تہذیبی اور ادبی خدمات اور ان کے اثرات "رفیق ہند" کے صفحات کے حوالے سے سارے برصغیر ہندوستان میں پھیلے۔ وہ مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت ادب و دینی نظریات کا نمائندہ تھے۔ وہ دین مصطفیٰ کے سچے عاشق تھے۔ انہوں نے اسی عشق کی قوت سے دین کی سربلندی کے خلاف ہر حملے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور پوری قوم کو اپنا ہمنو ابنایا۔ جب وہ قید و بند میں گئے تو لاہور کے سنی مسلمانوں نے آپ کی رہائی کے لیے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔

آپ ان دنوں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے قلمی رابطہ رکھتے تھے اور یہ رابطہ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے سٹیج سے ہوتا۔ آپ نے ہی اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ فاضل بریلوی کو دارالعلوم کا "اعتقاد نامہ" مرتب کرنے یا اس میں ترمیم و اصلاح کرنے پر زور دیا اور اعلیٰ حضرت نے بکمال شفقت و محبت آپ کو ایک طویل مراسلہ لکھا۔ جو فتاویٰ رضویہ کی جلد دوازدہم میں چالیس صفحات پر شائع ہوا ہے۔ اس مقالہ میں اعلیٰ حضرت نے نہ صرف عام مسلمانوں کی اعتقادی و نظریاتی راہنمائی کے لیے اصول مرتب کیے بلکہ دارالعلوم انجمن نعمانیہ سے محبت اور وابستگی پر فخریہ کلمات لکھے۔ اور اس کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ مولانا محرم علی چشتی فاضل بریلوی کے علمی احباب ہی میں نہ تھے بلکہ اعلیٰ حضرت نے آپ کو کئی مکاتیب میں ضروری مسائل پر مخاطب کیا ہے ہم اسی کتاب میں مولانا محرم علی چشتی کی ان خدمات کا تذکرہ کر چکے ہیں جو انہوں نے انجمن نعمانیہ لاہور کے لیے سرانجام دی تھیں۔ انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن نعمانیہ کے ادغام کا مسئلہ، انجمن اسلامیہ اور انجمن نعمانیہ کی باہمی کشمکش اور دارالعلوم نعمانیہ کی اپنی بلڈنگ میں آمد جیسے معاملات پر آپ ہمیشہ قائدانہ انداز میں آگے آئے۔

مولانا محرم علی چشتی ۸ / ستمبر ۱۹۳۴ء کو لاہور میں صبح صادق کے وقت فوت ہوئے۔

امام احمد رضا اور علماء لاہور

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز ۱۰ر شوال ۱۲۷۲ ھ / ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء میں انڈیا کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔(۱) آپ نے صرف ۱۳ سال ۱۰ ماہ اور ۵ دن میں یعنی ۱۴ر شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ /۱۸۶۹ء میں اپنے والد ماجد حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ /۱۸۸۰ء) ابن مولانا مفتی رضا علی خاں قادری بریلوی (المتوفی ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) کی درسگاہ سے سند فراغت حاصل کرلی اور اسی دن مسئلہ رضاعت پر پہلا فتویٰ لکھ کر خدمت دین کی ذمہ داری سنبھال لی(۲) اور پھر مسلسل ۵۵ برس تک دین اسلام کی قلمی و علمی خدمت انجام دیتے رہے جس کہ دوران آپ نے ۷۰ سے زیادہ مختلف علوم و فنون پر ہزاروں فتوے اور ہزار سے زیادہ چھوٹی بڑی کتب یادگار چھوڑی ہیں۔(۳)

امام احمد رضا محدث بریلوی کے جد امجد حضرت علامہ مفتی رضا علی خاں بریلوی نے اپنے خاندان میں "مسند افتاء" کی بنیاد ۱۲۵۰ھ میں رکھی تھی۔(۴) جس کی چھٹی پشت بھی مسلسل یہ خدمت انجام دے رہی ہے۔ آج بریلی کے مرکزی دارالافتاء میں مفتی سبحان رضا خاں قادری بریلوی ابن مفتی ریحان رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۴۰۵ ھ / ۱۹۸۵ء) ابن مفتی ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی (م۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) ابن مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) ابن مفتی امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔(۵)

امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس مسند سے مسلسل ۵۵ برس

تک رشد و ہدایت اور فتویٰ نویسی کا سلسلہ جاری رکھا اس کے علاوہ آپ کی حیات میں آپ کے چھوٹے بھائی مولانا مفتی محمد رضا خاں بریلوی (م۱۹۳۹ء) بھی فتویٰ نویسی فرماتے رہے(۶) اور آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء) نے بھی مسلسل ۸۰ برس فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دی ہے(۷) اور آج بریلی شریف میں مفتی سبحان رضا کے علاوہ امام احمد رضا کے ایک پرپوتے اور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی کے نواسے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری بریلوی الازہری بھی مسلسل ۲۵ سال سے اسی دارالافتاء میں مرکزی مفتی کی حیثیت سے بریلی شریف میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آج بحمدللہ اس بریلوی خاندان سے فتویٰ نویسی کی خدمت کو لگ بھگ پونے دو صدیاں گذر چکی ہیں۔ احقر کی معلومات کے مطابق برصغیر پاک و ہند میں یہ امتیازی شان کسی علمی خانوادے کو حاصل نہیں۔ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے جو اس خاندان کو حاصل ہے۔(۸)

امام احمد رضا خاں نے اپنی ہزار سے زائد تصنیفات و تالیفات میں مجتہدانہ صلاحیت دکھا کر عالم اسلام کے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور مندرجہ ذیل آیت مبارکہ کی تفسیر اور نشانی بن گئے۔

فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ○ (النحل: ۴۳)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

چنانچہ آپ سے سوال کرنے والوں میں عام لوگوں کے علاوہ علماء و مشائخ، سائنسداں، اسکول، کالج، یونیورسٹی کے اساتذہ، دانشور حضرات، وکلاء اور

جج صاحبان بھی شامل تھے۔ آپ کے پاس بلاد اسلامیہ اور دیگر کئی ممالک سے استفتاء آتے مثلاً" افغانستان' عراق' چین' برما' سیلون' ساؤتھ افریقہ' نیپال' بھوٹان' بنگلہ دیش' پرتگال وغیرہ۔ پاکستان کے بھی تمام صوبوں سمیت کشمیر' گلگت اور سوات جیسے دور دراز علاقوں سے بھی استفتاء آپ تک پہنچے۔ آپ سے تقریباً" تمام ہی علوم و فنون سے متعلق سوالات پوچھے گئے اور آپ نے ان علوم و فنون کی مناسبت سے مدلل جوابات تحریر فرمائے۔ ان سوالات کے جوابات پانچ مختلف انواع میں دیئے گئے ہیں' یعنی اردو' فارسی اور عربی نثر کے علاوہ منظوم فارسی اور منظوم اردو میں بھی آپ نے جوابات تحریر کئے۔(۹) ان تمام خوبیوں' اور خداداد صلاحیتوں کے باعث جلد ہی مرجع خلائق بن گئے چنانچہ ہر کوئی آپ ہی کی طرف رجوع کرتا نظر آتا ہے۔ وقت نے آپ کی تحریر کو حجت بنادیا' آپ کو کبھی بھی اپنی تحریر واپس لینے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ آپ نے فیصلہ لکھتے وقت کبھی دین کے اصولوں سے انحراف نہیں کیا چنانچہ اس کا اقرار آپ کے ایک ہم عصر مورخ خواجہ حسن نظامی نے بھی کیا' آپ لکھتے ہیں :

> "بریلی کے مولانا احمد رضا خاں صاحب جن کو ان کے معتقد "مجدد ماۃ حاضرۃ" کہتے ہیں درحقیقت طبقہ صوفیائے کرام میں بہ اعتبار علمی حیثیت کے منصب مجدد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے ان مسائل اختلافی پر معرکہ کی کتابیں لکھیں ہیں جو سالہا سال سے وہابیہ کے زیر تحریر و تقریر تھیں اور جن کے جوابات گروہ صوفیہ

کی طرف سے کافی و شافی نہیں دیئے گئے تھے۔ ان کی تصنیفات و تالیفات کی خاص شان اور خاص وضع ہے یہ کتابیں بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ایسی مدلل ہیں جن کو دیکھ کر لکھنے والے کے تبحر علمی کا جید سے جید مخالف کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی خصلت ہے جس کی ہم سب کو پیروی کرنی چاہئے۔ ان کے مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا کی تحریروں میں سختی بہت ہے اور بہت جلدی دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں' مگر شاید ان لوگوں نے شاہ اسمٰعیل دہلوی اور ان کے حواریوں کی دل آزار کتابیں نہیں پڑھی ہیں جس کو سالہاسال صوفیائے کرام برداشت کرتے رہے۔ ان کتابوں میں جیسی سخت کلامی برتی گئی ہے اس کے مقابلے میں جہاں تک میرا خیال ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اب تک بہت کم لکھا ہے' جماعت صوفیہ علمی حیثیت سے مولانا موصوف کو اپنا "بہادر صف شکن" "سیف اللہ" سمجھتی ہے اور انصاف یہ ہے کہ بالکل جائز سمجھتی ہے۔"(۱۰)

امام احمد رضا خاں کی مجددانہ اور مجتہدانہ صلاحیتوں کا شہرہ تمام عالم اسلام میں تھا۔ علماء بھی اپنی علم کی پیاس بجھانے کے لئے آپ ہی کی جانب رجوع کرتے۔ اور آپ عالم اسلام کے ایسے ہی جلیل القدر مفتی'

مفسر، محدث، محقق، مدبر اور شیخ کامل تھے جیسے امام غزالی (م ۵۰۵ھ)، امام السیوطی (م ۹۱۱ھ)، امام شعرانی (م ۹۷۳ھ)، علامہ شامی (م ۱۲۶۰ھ)، شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) اور علامہ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) قدس اللہ سراہم اپنے اپنے دور میں یکتائے زمانہ اور حجۃ الاسلام تھے۔

برصغیر پاک و ہند کی چند نامور ہستیوں کے نام ملاحظہ کریں جو اگرچہ خود اپنی اپنی جگہ ایک بڑا نام اور مقام رکھتے ہیں مگر یہ حضرات بھی اپنے مسائل کے حل کے لئے آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مثلاً"

- چیف جج محمد دین، چیف کورٹ ریاست بہاولپور
- مفتی صدر الصدور عبدالقادر
- علامہ سید دیدار علی شاہ الوری، بانی ادارہ حزب الاحناف لاہور
- مولانا لطف اللہ علیگڑھ، صدر المدرسین ریاست حیدر آباد دکن
- مولانا محمد وصی احمد محدث سورتی، صدر مدرسۃ الحدیث
- پروفیسر ڈاکٹر سر ضیاء الدین قادری، وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی
- پروفیسر حاکم علی نقشبندی لاہوری
- قاضی قادر بخش بارکھاں بلوچستان
- مولانا حافظ محمد عبداللہ قادری، خانقاہ قادریہ بھرچونڈی شریف، سکھر سندھ
- مولوی خلیل اللہ پشاوری۔

راقم اس مقالے میں صرف صوبہ پنجاب کے دارالخلافہ لاہور شہر (۱۱) کے علماء و فضلاء کے امام احمد رضا خاں محدث بریلوی سے تعلقات پر تفصیلی روشنی ڈالنا چاہتا ہے اس سے قبل بھی راقم کئی مقالات رقم کر

چکا ہے۔ مثلاً

* امام احمد رضا اور علماء سندھ (۱۲)
* امام احمد رضا اور علماء ریاست بہاولپور (۱۳)
* امام احمد رضا اور علماء بلوچستان (۱۴)

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کے لاہور شہر سے تعلق رکھنے والے بیشتر ہم عصر علماء و فضلاء سے تعلقات قائم تھے ان ہم عصر علماء میں آپ کے کئی شاگرد اور خلفاء بھی ہیں چند قابل ذکر نام ملاحظہ کیجئے۔

* مفتی سید دیدار علی الوری
* مولانا پروفیسر عبداللہ ٹونکی
* مفتی غلام جان قادری ہزاروی
* مولانا عبدالرشید محمد عبدالعزیز مزنگ
* مولانا محمد اکرام الدین بخاری
* علامہ غلام دستگیر قصوری
* مولانا محرم علی چشتی
* مولانا نبی بخش حلوائی
* مفتی حکیم مولوی سلیم اللہ

لاہور شہر ہمیشہ علوم و فنون کا گہوارہ رہا ہے۔(۱۵) پچھلی صدی میں امام احمد رضا بریلوی کے ہم عصر علماء اور ان کے خلفاء و تلامذہ اور مریدین و محبین نے اس چراغ کو روشن رکھا اور علم دین کی شمع لاہور کی ہر گلی کوچے تک پہنچائی۔ امام احمد رضا کے وصال کو اگرچہ پون صدی گزر گئی مگر لاہور کے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت آج بھی قائم ہے

اور بیسوں مدارس اور انجمنیں آپ کے نام سے منسوب کر رکھی ہیں۔(۱۶) اس کا سہرا اگر حکیم محمد موسیٰ امرتسری (پ ۲۷؍ اگست ۱۹۲۷ء/ ۲۸؍ صفر ۱۳۴۶ھ) مدظلہ العالی ابن حکیم فقیر محمد چشتی نظامی فخری (م ۱۹۵۲ء) کی کاوشوں کو قرار دیا جائے تو حق بجانب ہوگا کیونکہ انہوں نے مرکزی مجلس رضا لاہور کی ۱۹۶۸ء میں بنیاد رکھ کر جس تحریک کا آغاز کیا تھا آج یہ تحریک پورے عالم اسلام میں پھیل چکی ہے اور نہ جانے کتنے ادارے اور انجمنیں ان کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے میدان میں آئیں اور امام احمد رضا کی تعلیمات کو گھروں تک پہنچا کر ایک انقلاب برپا کردیا۔ درحقیقت یہ حکیم صاحب کی اعلیٰ حضرت سے والہانہ محبت و عقیدت کا ثمرہ ہے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی تحریک کو لبیک کہتے ہوئے دورے حاضر کے عظیم محقق، مسعود ملت، فنا فی الرضا حضرت سیدی استاذی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی مظہری مدظلہ العالی نے وہ کارنامہ انجام دیا کہ تمام سنی بریلوی مسلمان اگر ان کا شکریہ ادا کریں اور آپ کے اس کارنامے کو احسان عظیم تسلیم کریں تو بے جان نہ ہوگا کیونکہ امام احمد رضا کی تعلیمات کو انہوں نے اس جگہ بھی پہنچا دیا جہاں نام لینا شجرہ ممنوعہ تھا۔ آپ نے امام احمد رضا پر ۱۰۰ سے زیادہ رسائل، کتابیں، مقدمات اور پیش لفظ لکھ کر سنی مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے۔ خداوند کریم ڈاکٹر صاحب کے سائے کو ہم سینوں پر دیر تک سلامت رکھے اور ان کے فیوضات سے ہم کو بہرہ ور فرمائے۔ (آمین)

لاہور کی سرزمین کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم یعنی امام احمد رضا مجدد ملت طاہرہ نے یہاں قدم رنجہ

فرمائے بلکہ کئی بار لاہور تشریف بھی لائے اور اپنے ظاہری اور باطنی فیوض و برکات سے اہل لاہور کے مسلمانوں کو فیض یاب کیا۔ آپ کی لاہور آمد کا ذکر حضرت مولانا حکیم شاہ مانا میاں قادری پیلی بھیتی (المتوفی ۱۳۹۷ھ) ابن مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی (م ۱۳۵۲ھ) ابن مولانا شاہ محمد وصی احمد محدث سورتی (م ۱۳۳۴ھ) نے اپنی تصنیف "سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی" کے ص ۱۵۶ پر کیا ہے۔ آپ رقمطراز ہیں :

"جن شہروں میں اعلیٰ حضرت تشریف لے گئے ان میں لاہور اور امرتسر کو بڑی خصوصیت حاصل ہے۔ لاہور میں آپ انجمن نعمانیہ ہند کے سالانہ اجتماعات میں شرکت فرماتے تھے۔ پورا لاہور آپ کے آنے کی خوشی محسوس کرتا تھا اور بڑے شاندار طریقہ پر لاہور میں آپ کا استقبال کیا جاتا تھا۔ لاہور والوں کے لئے اعلیٰ حضرت اس لئے بھی مرکز محبت تھے کہ اعلیٰ حضرت کے مورث اعلیٰ سب سے پہلے لاہور میں آئے تھے اور شش محل(۱۷) ان کی یادگار کے طور پر موجود تھا۔ انجمن نعمانیہ ہند لاہور پورے پاک و ہند میں وہ پہلی مذہبی انجمن تھی جس کے علمی اور تبلیغی کارنامے تاریخی حیثیت رکھتے تھے۔ انجمن کے ہی ایک اجتماع میں اعلیٰ حضرت سے علامہ اقبال نے نیاز حاصل کیا تھا اور اپنی ایک نعت اعلیٰ حضرت کو سنائی تھی جسے آپ نے پسند فرمایا تھا۔" (۱۸)

پنجاب کے محقق شہیر حضرت مولانا سید نور محمد قادری صاحب مدظلہ العالی نے بھی اپنی تحریر میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے اور ایک مزید

روایت بیان فرمائی کہ :

"مولانا تقدس علی خاں صاحب (۱۹) (شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیرجو گوٹھ) نے ایک موقع پر پرزور الفاظ میں اعلیٰ حضرت اور علامہ اقبال کی ملاقات کی تصدیق فرمائی۔(۲۰)

لاہور شہر میں آج بھی قدیم اداروں، انجمنوں، مدارس، خانقاہوں کے آثار اور وجود پائے جاتے ہیں۔ ان ہی میں ایک قدیم انجمن "دارالعلوم نعمانیہ" بھی ہے جس کی بنیاد ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں شاہی مسجد کے حجروں میں رکھی گئی۔ اس "انجمن نعمانیہ لاہور" کی مختصر تاریخ ملاحظہ کیجئے جو انجمن نعمانیہ کے پہلے مطبوعہ رسالے سے لی گئی ہے :

"اہل اسلام کو غور اور تامل کرنے کے بعد رجب ۱۳۰۵ھ میں بعض شائقین اسلام کو اس طرف توجہ ہوئی کہ اہل اسلام کے بواعث تنزل ظاہری پر غور کریں جس کے لئے مولوی غلام محمد بگوی، حافظ چراغ الدین، مولوی غلام حیدر، میر مظہر حسین، خلیفہ محمد بخش، غلام محمد پشاوری، خلیفہ محمد ہاشم، سید رحمت علی شاہ، حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری، خلیفہ اللہ بخش، مولوی عبدالحق ٹونکی، حافظ شہاب الدین، حافظ رحیم بخش، مفتی چراغ الدین صاحب کی کوشش سے ایک انجمن مسجد گازران محلّہ سید مٹھ میں منعقد ہوئی جس نے اپنا نام "انجمن نعمانیہ" پسند کیا اور حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب کو اپنا مشیر منتخب کیا۔(۲۱)

اس رسالے میں آگے چل کر یہ عبارت رقم ہے :

اس انجمن کے تحت پہلا جلسہ عام ۳۰ محرم الحرام ۱۳۰۶ھ "مدرسہ مسجد سنہری" میں منعقد ہوا اور اس میں مندرجہ ذیل اساطین لاہور شریک ہوئے۔ مولوی محمد حسن محدث ملتانی، مولوی محمد یار نائب واعظ مسجد شاہی، مولوی غلام حیدر امام مسجد گارزان، مولوی غلام محمد بگوی امام مسجد شاہی، مولوی غلام دستگیر قصوری، مولوی تاج الدین احمد، مولوی خلیفہ حمیدالدین قاضی لاہور، حکیم مفتی سلیم اللہ(۲۲) وغیرہ۔"

اس انجمن کے مقاصد اور عہدیداران کی تفصیل کے عکس مقالے کے آخر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہاں صرف تین نام لکھے جا رہے ہیں۔

۱۔ امیر مجلس مولوی غلام محمد صاحب بگوی امام مسجد شاہی

۲۔ مولوی غلام دستگیر قصوری نائب امیر مجلس

۳۔ حکیم مفتی سلیم اللہ مہتمم انجمن

اس انجمن نعمانیہ کے تحت جلد ہی ایک "مدرسہ علوم اسلامیہ" ۱۳۰۶ھ میں مسجد "بکن خان" واقع لاہور موچی دروازہ میں شروع کردیا گیا۔(۲۳) اس انجمن کے تحت مدرسہ نعمانیہ کا عربی حصہ ۱۷ مارچ ۱۸۹۷ء سے شاہی مسجد میں منتقل کردیا گیا۔(۲۴)

انجمن نعمانیہ کے تحت ہر سال ایک بڑا عام جلسہ منعقد ہوتا تھا جس میں برصغیر پاک و ہند سے ممتاز علماء شریک ہوتے اور ان کا خصوصی خطاب بھی ہوتا۔ چنانچہ ایک جلسہ کی دعوت جب حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵٦ھ / ۱۹۳۷ء) کو دی گئی تو آپ نے خط کے

جواب میں انجمن کے خداموں کو مثنوی کے بحر میں خراج عقیدت پیش کیا ملاحظہ کیجئے:

آں علی غیور و منان و صمد
را جی خود را کجا رسوا کند

یا الٰہی فیض از و صبانیہ
زود بارک انجمن نعمانیہ

انجمن نعمانیہ شد دار ایں
تاجدار خدمتش آں تاج دین

واں سلیم الطبع والدین خوش صفات
آں سلیم اللہ مفتی نیک ذات

حق سلامت دار دش از رنج و تاب
دین و دنیا باشدش خیرالمآب

ہم چراغ دین احمد خارمش
الاماں یارب زیاد صرصرش (۲۵)

انجمن نعمانیہ برصغیر کے دینی مدارس میں بلا مبالغہ انیسویں صدی کے آخری دہائی اور بیسویں صدی کے ابتدائی ۳۔۴ دہائیوں تک مسلک احناف کا سب سے اہم دینی ادارہ تھا۔ اس انجمن اور مدرسہ کے قیام کے بعد مجلس انتظامیہ کے ایک رکن مولانا خلیفہ تاج الدین (دبیر ثانی) نے

امام احمد رضا محدث بریلوی کو ایک خط لکھا جس میں آپ سے اس مدرسہ کی خدمت کے لئے درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ ۱۳۲۸ھ /۱۹۰۹ء میں اعلیٰ حضرت نے خلیفہ تاج الدین کو جواب لکھا جس میں اپنی طرف سے معذرت کرتے ہوئے اپنے تلمیذ و خلیفہ مولانا محمد ظفرالدین قادری بہاری کو انجمن کی خدمت کے لئے بھیجنے کا لکھا اس خط کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"بملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم، حامی سنت، ماحی بدعت

جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب

زید کرمہم ۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ :

مکرمی مولانا محمد ظفرالدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعز طلبہ سے ہیں اور میرے بجاں عزیز، ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسے میں مدرس اور اس کے علاوہ کار افتاء میں میرے معین ہیں------ علماء زمانہ میں علم توقیت سے تنہا آگاہ ہیں۔ امام ابن حجر مکی نے زواجر میں اس علم کو فرض کفایہ لکھا ہے اور اب ہند بلکہ عامہ بلاد میں یہ علم علماء بلکہ عامہ مسلمین سے اٹھ گیا-----

میرے یہاں کے اوقات طلوع و غروب و نصف النہار بناتے ہیں۔ فقیر آپ کے مدرسہ کو اپنے نفس پر ایثار کر کے انہیں آپ کے لئے پیش کرتا ہے اگر منظور ہو تو فوراً" اطلاع دیجئے کہ اپنے اپنے ایک اور دوست کو میں نے روک رکھا ہے-----

بقلم خود فقیر احمد رضا عفی عنہ، ۵ر شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ (۲۶)

جناب پیرزادہ مولانا اقبال احمد فاروقی صاحب اپنے ایک مقالہ میں انجمن نعمانیہ کے قیام کے سلسلے میں اس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

"انجمن نعمانیہ آج سے ۱۱۰ سال قبل یعنی ۱۸۸۷ء میں لاہور میں قائم ہوئی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ انگریزی اقتدار کے سائے میں عیسائی مشنریوں کی یلغار، دینی فتنوں کے طوفانوں کے سامنے مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کے لئے ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو خالص دینی علوم کی اشاعت میں سرگرم عمل ہو۔ چنانچہ لاہور کے چند دردمند مسلمان آگے بڑھے اور انہوں نے انجمن نعمانیہ کی بنیاد رکھی۔ ان بانیوں میں لاہور کے جلیل القدر علمائے کرام اور علمائے ملت کے نام دکھائی دیتے ہیں۔ انجمن کے بانیوں میں مولانا محرم علی چشتی، مفتی سلیم اللہ، مولانا تاج الدین اور خلیفہ حمیدالدین جیسے اساطین لاہور شامل تھے۔ انجمن کی علمی اشاعت کے لئے جن عظیم الفضل علمائے کرام کے نام سامنے آتے ہیں ان میں مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا غلام اللہ قصوری، مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا غلام محمد بگوی، مولانا عبداللہ ٹونکی، مولانا اصغر روحی اور علامہ غلام احمد ولد شیخ احمد جیسے بلند پایہ ارباب علم و فضل تھے۔" (۲۷)

تحریک پاکستان کے سلسلے میں انجمن نعمانیہ کے منتظمین اور علماء کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے پیرزادہ فاروقی صاحب مزید رقم طراز ہیں :

"آج ان فرزندان نعمانیہ کی فہرست پر نگاہ ڈالی جائے تو ہمیں تحریک پاکستان میں حصہ لینے والے اکثر علمائے کرام اور سیاست دان ایسے نظر آتے ہیں مثلاً" امیر ملت پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری' پیر آف زکوڑی' پیر آف مانکی شریف جو اسی دارالعلوم کے علمی دسترخوان کے خوشہ چیں تھے۔ ہندوستان میں دو قومی نظریہ کے ترجمان امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے انجمن نعمانیہ کو اپنے کئی تربیت یافتہ علمائے کرام مہیا کئے جن میں ان کے جلیل القدر خلفاء مولانا وصی احمد سورتی' مولانا ظفرالدین بہاری قادری رضوی' مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے نام "انجمن نعمانیہ" کی تاریخ میں درخشاں نظر آتے ہیں۔" (۲۸)

آخر میں مولانا اقبال احمد فاروقی صاحب لکھتے ہیں :

"اتنا ضرور کہوں گا کہ فرزندان نعمانیہ نے تحریک پاکستان میں جس پامردی سے حصہ لیا وہ پاکستان کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ آج اگرچہ عظیم الشان انجمن اپنوں کی بے رخی کی وجہ سے اپنا تاریخی مقام برقرار نہ رکھ سکی مگر اس کی در و دیوار اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آزادی وطن کے کا... یہاں سے نکلے تھے۔" (۲۹)

انجمن نعمانیہ نصف صدی سے زیادہ لاہور کی دینی فضاؤں پر چھائی رہی جب بھی کوئی دینی تحریک اٹھی انجمن کے متوسلین اس میں پیش پیش رہے اور جب کوئی دینی مسئلہ آجاتا تو انتظامیہ امام احمد رضا خاں سے رجوع کرتی۔ انجمن نے ابتدا ہی سے اشاعت علوم دینیہ کی طرف بھی خاص توجہ رکھی اور شروع ہی سے ایک رسالے کا اجرا کیا۔ انجمن کے ماہنامہ کو مولانا محمد حسن فیضی، مولانا نور بخش توکلی اور مولانا اصغر علی صاحب روحی جیسے فاضل حضرات کا تعاون حاصل رہا اور یہ اپنے دور کا علمی دینی اور ادبی لحاظ سے بلند پایہ مجلّہ تھا۔ (۳۰)

انجمن نعمانیہ ہر سال ایک سالانہ جلسہ منعقد کرتی تھی جس میں نہ صرف لاہور اور پنجاب کے علماء و مشائخ تشریف لاتے تھے بلکہ دور دراز کے علاقوں سے بھی علماء کو مدعو کیا جاتا اور انجمن کے دستار فضلیت کے اس جلسے میں پاک و ہند کے جید علمائے کرام کو صدارت اور تقریر کرنے کی دعوت دی جاتی چنانچہ ایک جلسہ میں امام احمد رضا خاص بھی مدعو تھے اور ڈاکٹر سر محمد اقبال بھی اسی جلسہ میں موجود تھے جس کا ذکر شاہ مانا میاں نے اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔ اس ملاقات کے بعد ڈاکٹر محمد اقبال، امام احمد رضا خاں سے بے حد متاثر ہوئے اور انہوں نے امام احمد رضا خاں کو نابغہ روزگار قرار دیا۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر محمد اقبال نے پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (م ۱۳۸۸ھ) خلیفہ اعلیٰ حضرت اور پروفیسر دینیات علی گڑھ یونیورسٹی سے ایک ملاقات میں کیا۔ اس واقعہ کا ذکر ذاکر عابد علی نے کیا ہے جس کو قاضی عبدالنبی کوکب نے نقل کیا ہے۔ اس کا اقتباس ملاحظہ کیجئے :

"ایک بار استاذ محترم سید سلیمان اشرف بہاری نے ڈاکٹر سر محمد اقبال کو کھانے پر مدعو کیا اور محفل میں مولانا امام احمد رضا خاں کا ذکر چھڑ گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے مولانا کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی کہ (وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے۔ فقیہ بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ان کے فتاوی کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلی اجتہادی صلاحیتوں سے بہرور اور ہندوستان کے نابغہ روزگار فقیہ تھے۔ ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ بمشکل ملے گا۔) (۳۱)

انجمن نعمانیہ لاہور کی مجلس عاملہ اور انتظامیہ کی ایک فہرست جو ۲۳ جولائی ۱۸۹۹ء کو انتخاب کے ذریعہ عمل میں آئی تھی اس کا ذکر اور عہدیداران کی فہرست محترم سید نور محمد قادری صاحب نے اپنے مقالے میں تحریک کی ہے۔ اس انجمن کے مربی یعنی سرپرست اعلی اس وقت کے والی ریاست بہاولپور تھے جن کی طرف سے مستقل گرانٹ ۴۰۰ روپے سالانہ ملتے تھے۔ خصوصی امداد اس کے علاوہ ہوا کرتی تھی چنانچہ جب اس انجمن نے علیحدہ اپنی زمین لے کر اس کی تعمیر شروع کی تو نواب بہاولپور کی والدہ ماجدہ نے انجمن کو ایک ہزار روپے کی خصوصی امداد سے نوازتے ہوئے تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ (۳۲)

انجمن نعمانیہ لاہور کی مجلس انتظامیہ اور اس سے وابستہ علماء اور مفتیان کا امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی سے گہرا رابطہ رہا۔ انجمن کے احباب اور علما برابر اپنے مسائل کے سلسلے میں اعلی حضرت

سے رجوع فرماتے۔ اعلیٰ حضرت کے جوابات میں اکثر انجمن سے محبت اور عقیدت کا اظہار ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ یہاں سالانہ جلسے میں تشریف بھی لائے اس کی مزید تصدیق پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے ایک خط سے ہوئی جو انہوں نے راقم کو لکھا تھا کہ :

"یہ بات اپنے نانا سے سنتے آئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت یہاں اس جلسے میں تشریف لائے ہیں جس میں ڈاکٹر محمد اقبال بھی مدعو تھے اس جلسے میں جب ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنی ایک نعت سنائی تو اعلیٰ حضرت نے اس میں ترمیم فرمائی۔"

انجمن نعمانیہ لاہور کے جن عہدیداران اور مدرسین نے اپنے مسائل کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت سے رجوع کیا ان کے نام ملاحظہ کیجئے۔

- مولوی محرم علی چشتی صدر ثانی انجمن نعمانیہ
- مولانا مفتی حکیم سلیم اللہ خاں بہادر ناظم و دبیر اول انجمن نعمانیہ
- خلیفہ تاج الدین دبیر ثانی انجمن نعمانیہ
- مولانا سید دیدار علی شاہ الوری شیخ الحدیث و بانی مدرسہ حزب الاحناف لاہور
- مولانا عبداللہ ٹونکی مدرس
- مولانا غلام دستگیر قصوری بانی رکن انجمن نعمانیہ
- ملا محمد بخش صاحب رکن مجلس انتظامیہ
- مفتی غلام جان ہزاروی شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ انجمن نعمانیہ لاہور

حضرت مولانا مفتی سلیم اللہ لاہوری قادری قدس سرہ (۴۹)

حضرت مولانا مفتی سلیم اللہ بن مفتی عظیم اللہ ۱۸۴۸ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد پشاور سے لاہور منتقل ہوگئے تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور لاہور کے مشہور بزرگ خلیفہ حمید الدین سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں۔ حکیم الٰہی بخش اور حکیم مولوی محمد بخش سے طب کی تعلیم حاصل کی اور لاہور کی نامور اور مشہور ہستیوں میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ درس نظامی اور طب کی تدریس کرتے تھے۔ تدریس میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ ہندو پاک کے علاوہ بلخ، بخارا، افغانستان، اور ایران تک کے طلبہ حصول فیض کے لئے آپ کے پاس آتے۔ بڑے بڑے اداروں کے مقابلہ میں تنہا آپ کی تدریسی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ طب کی ترویج و اشاعت کے لئے جب "انجمن اطباء" معرض وجود میں آئی تو اس کی صدارت کے لئے آپ کا انتخاب کیا گیا۔ آپ نہ صرف طب کی اشاعت میں پیش پیش تھے۔ بلکہ مسلمانوں میں علم کے فروغ کے شیدائی تھے۔ اور اس کے لئے آپ نے علمی طور پر بہت کچھ کیا ہے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی نشرو اشاعت کے لئے خلیفہ تاج الدین احمد، مولانا سراج الدین، مولانا محرم علی چشتی وغیرہم کے مشورہ سے لاہور میں ۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۰۵ء میں انجمن نعمانیہ ہند لاہور کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ جس کا بعد میں صدر بھی آپ کو چنا گیا۔ اس انجمن نعمانیہ نے دوسرے دینی کاموں کے علاوہ ایک عظیم الشان درس گاہ قائم کی جو پنجاب میں حنفی مسلمانوں کا اپنی نوعیت کا واحد دینی ادارہ تھا۔

دوسرے بے شمار اہل علم کی طرح عمر میں بڑا ہونے کے باوجود پیر

مہر علی شاہ گولڑی کے سامنے دست عقیدت بڑھا دیا اور حلقہ ادارت میں شامل ہوگئے۔

آپ انجمن نعمانیہ ہند لاہور کی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ اور اس کے ہر منصوبہ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے برابر جدوجہد کرتے رہے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے بانیوں کی اکثریت پیر مہر علی شاہ مجدد گولڑوی کی عقیدت مند تھی۔ مگر مفتی صاحب اور مولانا محرم علی چشتی آپ کے مریدان باصفا تھے۔ ان ہی حضرات کی وجہ سے حضرت مجدد گولڑوی سے وابستہ علماء کرام کی مدرسین کی اکثریت مدرسہ نعمانیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتی رہی۔ جن میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا غلام احمد حافظ آبادی، حضرت مولانا محمد حسن فیضی، حضرت مولانا غلام مرتضیٰ میانوی اور استاذ العلماء حضرت مولانا محب النبی سرفہرست ہیں۔

آپ مناظرہ لاہور میں حضرت مجدد گولڑوی کے ہمراہ رہے۔ اور خود ۱۸۹۱ء سے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک کی سرگرمی سے مخالفت کررہے تھے۔ مناظرہ لاہور کی انتظامیہ میں بھی آپ شامل تھے۔ عمر کے آخری لمحات تک اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مصروف جہاد رہے۔

آپ ضعف پیر کے باوجود بڑی مستعدی سے دینی کام کررہے تھے کہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں اچانک فالج کا حملہ ہوا اور ابدی سفر پر روانہ ہوگئے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی قادری کے جوار میں دفن ہوئے۔ حضرت مجدد گولڑوی کو اطلاع ہوئی تو آپ نے دعائے مغفرت فرمائی اور دیر تک آپ کے محاسن بیان کرتے رہے۔ اور ایک عرصہ پہلے ۱۹۰۸ء میں اپنی مثنوی "گومگو" میں آپ کے بارے میں فرمایا :

وال سلیم الطبع والدین خوش صفات
آں سلیم اللہ مفتی نیک ذات

حق سلامت دار دش از رنج و تاب
دین و دنیا باشدش خیر الماب

حکیم سلیم اللہ خاں انجمن نعمانیہ لاہور کے بانیوں میں ہیں اور اس کے کئی عہدوں پر فائز رہے۔ آخر میں مدرسہ نعمانیہ کے ناظم اور مفتی مقرر ہوئے۔ انجمن نعمانیہ کے "تعارف" میں جو مولانا اقبال احمد فاروقی صاحب نے مرتب کیا ہے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ آپ کا انجمن میں عمل دخل بہت زیادہ تھا۔ آپ انجمن میں شروع ہی سے منسلک رہے ہیں۔ جب انجمن کا دفتر شاہی مسجد کے حجروں میں تھا اس وقت انجمن اسلامیہ لاہور بھی شاہی مسجد میں قائم تھی۔ یہاں آپس میں کچھ اختلافات ہوئے تو مدرسہ نعمانیہ کو اندرون ٹیکسالی دروازہ کی عمارت میں منتقل کردیا گیا۔ مفتی صاحب اس وقت دبیر اول یعنی سیکریٹری جنرل تھے۔ انجمن کے دبیر مفتی سلیم اللہ خاں کی طرف سے اس سلسلہ میں جو وضاحت شائع ہوئی اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو :

"درس گاہ انجمن عرصہ سولہ سال سے (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء تا ۱۳۲۱ / ۱۹۰۳ء) اس وقت تک بادشاہی مسجد کے حجروں میں تھا۔ اس مسجد کا بانی شاہ عالمگیر اورنگ زیب نور اللہ مرقدہ حنفی المذہب تھا۔ لہٰذا انجمن نعمانیہ کا دارالعلوم ان حجروں میں نہایت ہی مناسب اور حسب منشائے بانی تھا۔

حجروں پر کیا موقوف اس مسجد میں نماز وغیرہ جو کچھ ہو حنفی
مذہب کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگر کوئی متولی اس کے خلاف
کرے گا تو قیامت کو اللہ تبارک و تعالٰی کے دربار میں جواب
دہ ہوگا۔ انجمن اسلامیہ لاہور جو آج کل اس مسجد کی تولیت
کا اعادہ کرتی ہے اس کو حنفیوں کا درس ان حجروں میں ناگوار
گزرا۔ چونکہ انجمن نعمانیہ ہمیشہ تنازعات سے نفرت کرتی رہی
ہے اور اس کا امن پسند مسلک سب کو معلوم ہے اس لئے
درس گاہ کی تبدیلی مکان انجمن میں ضروری سمجھی گئی۔ بنا بریں
متوکلہ علی اللہ تعمیر درس گاہ کا قیام فوراً" شروع کردیا گیا
ہے۔" (۵۰)

مفتی سلیم اللہ خاں کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں سے تعلقات بہت گہرے تھے۔ آپ اکثر اپنے ذاتی اور انجمن کے مسائل کے حل کے لئے بریلی شریف رجوع کرتے کیونکہ آپ مسلک حنفیت پر سختی سے قائم تھے اس لئے وہ اپنے دور کے امام ابوحنیفہ ثانی یعنی مولانا احمد رضا کی طرف نظریں دوڑاتے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کو انجمن کے دبیر' ناظم اور مفتی کی حیثیت سے استفتاء بھیجے تھے۔ ممکن ہے آپ ندوۃ العلماء کے ابتدائی جلسوں میں شریک ہونے کے لئے ۱۸۹۶ء میں جب بریلی شریف تشریف لے گئے ہوں تو وہاں آپ کی ملاقات امام احمد رضا سے بھی ہوئی ہو۔ (۵۱) تعلقات سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کئی استفتاء بھیجے ہوں گے' مگر فتاوی رضویہ میں آپ کے حوالے سے چار استفتاء ملے ہیں۔ ان میں دو استفتاء وہ ہیں جن میں آپ کے ساتھ انجمن کے خلیفہ

تاج الدین (م ۱۳۴۷ھ) اور مولانا نور بخش کے نام بھی مستفتی کی حیثیت سے درج ہیں۔ مثلاً" جلد ہفتم میں ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از انجمن نعمانیہ لاہور ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

المستفتی سلیم اللہ خاں جنرل سیکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور۔ المستفتی تاج الدین احمد سیکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور' المستفتی نور بخش فانشنل سیکریٹری (۵۲)

دوسرا استفتاء فتاوی رضویہ جلد ہشتم میں ص ۱۶۹ پر موجود ہے۔ یہ دونوں استفتاء انجمن نعمانیہ لاہور کے انتظامی امور سے متعلق ہیں اس کے علاوہ مفتی سلیم اللہ صاحب کے دو استفتاء اور فتاوی میں ملتے ہیں۔ ایک جلد سوم (ص ۶۲۴) میں دبیر انجمن نعمانیہ لاہور کی حیثیت سے ۱۴ محرم الحرام ۱۳۳۹ کو لکھا تھا اور دوسرا استفتاء جلد دوم میں ملتا ہے اس کو یہاں ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : مولانا مولوی سلیم اللہ صاحب جنرل سیکریٹری' انجمن نعمانیہ لاہور ۳۰ ربیع الاخر ۱۳۳۲ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ کفار کا استعمال کیا ہوا چرس یا ڈول' چرمی یا حقہ چرمی دھو کر اور صاف کرکے مسلمان استعمال کرسکتا ہے۔

الجواب : دھونے اور صاف کرلینے کے بعد کوئی شبہ نہیں رہتا۔ استعمال بلاشبہ جائز ہے۔ صحیحین و مسند امام احمد و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی شریف میں ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے "قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عن قدور المجوس فقال انقوا غسلا واطنجوا فیہا۔ واللہ تعالی اعلم۔" (۵۳)

مفتی سلیم اللہ خاں ۱۹۱۳ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کے ناظم اور مفتی تھے اس زمانے میں ایک استفتاء مولانا محمد اکرام الدین بخاری صاحب کا امام احمد رضا کے پاس گیا جس کا جواب اعلی حضرت نے ایک رسالہ کی صورت میں دیا اور جس کا ذکر مولانا محرم علی چشتی نے اپنے استفتاء میں کیا بھی ہے وہ رسالہ "الجلی الحسن فی حرمتہ ولد اخی اللبن ۱۳۳۰ھ) جب لاہور پہنچا تو مفتی سلیم اللہ خاں نے بھی اس فتویٰ کی تصدیق فرمائی یہاں اس تصدیق کے الفاظ ملاحظہ کیجئے :

"الجواب صحیح و موثق بنصوص الصحیح و روایات المستند جز اللہ خیر الجزا فی الدارین الراقم الفاضل الجلیل وعلامہ النبیل ایتہ من ایات اللہ! حکیم مفتی سلیم اللہ ناظم انجمن نعمانیہ لاہور" (۵۴)

اس رسالہ پر کئی اور دیگر اکابرین کی تصدیقات اور تقریظات موجود ہیں۔ مثلا" مولانا امجد علی اعظمی، مولانا وصی احمد حنفی سورتی، مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا محمد عمر مراد آبادی وغیرہ۔ مولانا محمد عمر مراد آبادی کی عربی تصدیق ملاحظہ کیجئے :

"ماحققہ عمدۃ العلماء الاعلام زبدۃ الفقہاء الکرام قدوۃ الفضلاء العظام امام النبلاء الفخام قاطع ورید المروۃ اللا ئم مظہر الکلمات العرفانیہ کاشف الایات الربانیہ حامی السنتہ واہل السنتہ ماحی اثار الکفر والبد عتہ وحید العصر فرید الد ھر مجد د الزمان سید نا العریف الماھر مولانا المولوی محمد احمد رضا خاں سلمہ اللہ المنان

فهو حق صراح و صدق قراح والحق احق بالا تباع۔ و فقنا اللہ تعالی وسائر المسلمین۔ والصلوۃ والسلام علی ختم المرسلین والہ وصحبہ حماۃ الد ین۔ کتبہ العبد المفتر الی ربہ الاکبر محمد عمر المراد ابادی (۵۵)

خلیفہ تاج الدین احمد قادری

مولانا تاج الدین قادری بن شیخ محمد عیسٰی موضع میاں والی راجیاں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ درس نظامی کا استفادہ سید غلام رسول سے کیا۔ درس حدیث کے لئے لاہور تشریف لائے اور مولانا شہاب الدین سے درس حدیث لیا اورایک روایت کے مطابق مولانا تاج الدین نے مدرسہ نعمانیہ سے دستار فضیلت حاصل کی۔ لاہور میں آپ کے مولانا سید دیدار علی شاہ الوری اور مولانا غلام قادر بھیروی سے گہرے مراسم تھے اور نماز جمعہ ہمیشہ مولانا غلام قادر بھیروی کے پیچھے ادا کرتے اور جب کبھی مولانا بھیروی لاہور سے باہر تشریف لے جاتے تو آپ نماز جمعہ کے معمولات ادا کرتے۔ (۵۶)

تحصیل علم کے بعد آپ سلسلہ عالیہ قادریہ پیر صاحب مانکی حضرت عبدالوہاب قادری (م ۱۹۰۴ء) کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ آپ کا وصال ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں ہوا۔ سید دیدار علی شاہ الوری نے نماز جنازہ پڑھائی اور مسجد تاج الدین کے احاطہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ (۵۷)

خلیفہ تاج الدین احمد صاحب انجمن نعمانیہ کے بانی اراکین سے

ہیں اور دبیر ثانی کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ لاہور میں چیف کورٹ پنجاب کی عدالت کے مختار عدالت تھے۔ آپ انجمن کے سالانہ جلسوں کے انعقاد کے موقع پر علماء و فضلاء کو تحریری دعوت نامہ بھیجتے تھے۔ چنانچہ ایک حوالہ میسر آیا جس میں مولانا تاج الدین نے مولانا محرم علی چشتی کے ساتھ ۱۳۳۲ھ کے سالانہ جلسہ کے لئے پیر صاحب گولڑہ شریف کو دوبارہ ۲۶ ویں جلسے میں شرکت کی دعوت دی اگرچہ حضرت مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ۲۵ ویں جلسہ میں تقریر فرما چکے تھے جس میں مولانا وصی احمد محدث سورتی صاحب بھی شریک محفل تھے۔ پیر صاحب نے معذرت کا اظہار کیا اور خط میں دونوں حضرات کو خطاب کیا۔

> "مہربان من چشتی صاحب و مولوی تاج الدین احمد صاحب! بعد اہدائے سلام مسنون عذر عدم تعمیل عنایت نامہ درباب شمولیت جلسہ انجمن نعمانیہ لاہور شرح رسانند...... مہر علی شاہ عفی عنہ" (۵۸)

پیر صاحب گولڑہ شریف کی انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۲ء کی تقریر کے موقع پر حضرت مولانا وصی احمد سورتی صاحب بھی موجود تھے۔ تقریر سن کر آپ نے فرمایا :

> سبحان اللہ حضرت نے ابتداء میں ایسی بلند پرواز فرمائی کہ ارباب علم کو بھی محو حیرت کردیا۔ اور آخر میں اس قدر عام فہم مسائل پر فقہ پر گفتگو فرمائی کہ عوام کو بھی مضمون ذہن نشین کرادیا۔ (۵۹)

انجمن نعمانیہ کے ابتدائی رسائل آپ ہی کی سرپرستی میں چھپتے

تھے۔ احقر کو چند رسائل دیکھنے کا اتفاق ہوا یہ تمام آپ ہی نے مرتبہ کئے ہیں اس کا عکس آخر میں دیا گیا ہے۔ مولانا تاج الدین بھی مفتی سلیم اللہ خاں کی طرح انجمن نعمانیہ کی ریڑھ کی ہڈی تھے۔ کاش کہ آپ کی خدمات پر کوئی اہل قلم تفصیلات جمع کرے۔ آپ کے دو استفتاء بنام امام احمد رضا اور خط کا حوالہ پیچھے صفحات میں دیا جاچکا ہے۔

مولانا غلام دستگیر قصوری

حضرت مولانا محمد ابوالرحمٰن غلام دستگیر قصوری الہاشمی ابن مولانا حسن بخش صدیقی اندرون موچی دروازہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کو حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری (۶۰) کا شاگرد، خواہر زادہ (بھانجا)، مرید اور خلیفہ مجاز ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ۱۸۹۰ء میں حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ تبلیغ اسلام اور مخالفین اسلام کی سرکوبی میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں کوئی مناظر آپ کا ہمسر نہ تھا۔ آپ کی بیشتر تصنیفات بدمذہبوں کے رد میں ہیں۔ آپ کا وصال ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ (۶۱) قصور کے مشہور قبرستان میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔

مولانا محمد نبی بخش حلوائی (م ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۵ء) (مولف پنجابی منظوم تفسیر نبوی) نے مولانا غلام دستگیر قصوری کے وصال پر ""غفرلہ"" سے ۱۳۱۵ھ کے عدد کے مطابق تاریخ وفات نکالی۔ (۶۲)

مولانا غلام دستگیر قصوری کی زندگی اہلسنت و جماعت کی اعتقادی زندگی سنوارنے کے لئے ایک مسلسل جہاد تھی۔ وہ انگریز کے ساتھ ساتھ

وہابی، نیچری، دیوبندی، مرزائی، غیر مقلد اور دیگر مذہبوں کے اعتراضات کا بھرپور جواب دیتے۔ اس سلسلے میں اکثر تصانیف آپ کی شاہد ہیں۔ آپ فتنہ ریزیوں کی بیخ کنی کے لئے پورے برصغیر بالخصوص پنجاب کے قریہ قریہ پہنچے۔ مناظروں اور مباہلوں کے لئے ہر ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کرتے۔ ایک موقع پر پنجاب کے لوگوں نے انتہائی فتنہ گری کے دور میں امام احمد رضا کو دعوت دی تو آپ نے فرمایا۔ "وہابیوں کے سرکوب "مولانا غلام دستگیر قصوری" کے ہوتے ہوئے مجھے آنے کی ضرورت نہیں۔" (۶۳)

حضرت غلام دستگیر قصوری قدس سرہ العزیز کی امام احمد رضا سے بریلی شریف میں ۱۳۰۸ھ میں بالمشافہ ملاقات ہوئی ہے۔ اس ملاقات کے موقع پر اعلی حضرت نے اپنا ایک رسالہ "**سبحن السبوح عن عیب کذب المقبوح** ۱۳۰۷ھ آپ کو پیش کیا۔ آپ نے مختصراً" اس کا مطالعہ کیا اور بہت پسند فرمایا اور ایک بزرگ عالم کی حیثیت سے کم عمر نوجوان عالم دین امام احمد رضا خاں قادری جن کی عمر اس وقت ۳۲ سال تھی، کی نہ صرف پذیرائی فرمائی بلکہ ان کے اسلاف کو بھی خراج عقیدت پیش کیا۔ آپ نے ان خیالات کا اظہار اس رسالہ کے مطالعہ کے بعد ایک تقریظ لکھ کر فرمایا۔ تقریظ ملاحظہ کیجئے :

"تحریر مولانا غلام دستگیر **من ربنا القادر القدیر** بر رسالہ مبارکہ (**سبحن السبوح عن عیب کذب المقبوح**)"

"فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ میں بریلی میں وارد ہوا اور اس مبارک رسالے کے دیکھنے کا اتفاق پڑا۔ چونکہ مدت دراز کے بعد یہاں آنے کا اتفاق ہوا اور ملاقات احباب اور نیز مشورہ

امر دینی کے سبب جو وکلاء سے کرنا تھا اس قدر کم فرصتی ہوئی کہ معمولی وظائف جو کبھی سفر و حضر میں ترک نہیں ہوئے تھے ان چار روز میں وہ بھی پورے نہ ہوسکے۔ اس کشاکش میں اس رسالہ سلالہ کو فقیر بالالستعیاب کیا کچھ حصہ معتد بہا بھی نہ دیکھ سکا مگر ابتداء اور درمیان اور انتہا سے جو دیکھا تو مسئلہ "امکان کذب باری تعالیٰ" کا رد پایا اور اسے آنکھوں سے لگایا۔ **الحمد للہ رب حمدا" کثیرا"** کہ اس کے مولف علامہ فہامہ نے جو ایک علم اور فضل کے خاندان سے **عمدۃ الخلف وبقیۃ** سلف ہیں۔ اس بارے میں بھی اپنے عزیز و اقارب کو جو ہمیشہ کار خیر اشاعت علوم دینیہ میں مصروف ہیں صرف فرمایا۔ " **جزاہ اللہ الشکور عنی وعن جمع المسلمین خیر الجزاء و اوصلہ الی غایتہ مایحب و یرضی۔ الھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ مظہر لطفہ و احسانہ سیدنا محمد و عترتہ اجمعین۔ الھم ارحمنا معھم برحمتک یاارحمہ الراحمین۔** ۱۵ جمادی الاول روز روانگی وطن یہ چند حروف لکھے گئے واللہ **ہوالمسیر اللصعاب۔**" (۶۵)

امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی بھی آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کے مطالعہ میں مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتابیں رہا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ کے فتاوی میں جہاں آپ امکان کذب باری تعالیٰ سے متعلق ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں اس میں آپ نے مولوی غلام دستگیر قصوری کی کتاب کا حوالہ بھی دیا ہے۔ (۶۶) مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" جو ریاست بہاولپور کے ایک تاریخی مناظرہ کی روئداد

ہے۔ بہاولپور کے اس مناظرہ میں مسئلہ امکان کذب باری تعالٰی کے علاوہ اور بھی کئی عبارات پر مولانا قصوری کا مناظرہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سے ہوا تھا جس کو آپ نے شکست فاش دی۔ اس مناظرہ کے حکم والئی ریاست بہاولپور نواب محمد صادق عباسی کے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف تھے۔ اس مناظرہ کے فیصلے کے بعد نواب صاحب نے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو ریاست سے نکل جانے کا حکم دیا۔ بعد میں اس روئداد کا عربی میں ترجمہ ہوا اور مولانا جب حج کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے اس فتوے اور کتاب پر علمائے حرمین سے تصدیقات حاصل کیں خاص کر مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، شیخ صالح محمد کمال مفتی حنفیہ مکہ، شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی مولانا عبدالحق مکی وغیرہ۔ (٦٧)

مفتی محمد عبداللہ ٹونکی

مفتی محمد عبداللہ ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے۔ سال پیدائش غالباً" ۱۸۵۴ء ہے اور ۷۰ سال کی عمر میں ۱۹۲۴ء میں انتقال ہوا (٦٨) جب کہ مولانا محمود احمد قادری صاحب نے آپ کا سن وصال ۱۹۳۰ء لکھا ہے۔ (٦٩) ابتدائی تعلیم کے بعد مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھ (م ۱۳۳۴ھ) سے درسیات پڑھیں۔ مولوی احمد علی سہارن پوری (م ۱۲۹۷ھ) سے دورہ حدیث کیا۔ (۷۰) دہلی سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور ۱۸۸۳ء میں اورینٹل کالج لاہور کے عربی مدرس مقرر ہوئے اور ۱۹۱۷ء تک اسی کالج سے وابستہ رہے پھر کچھ عرصہ دارالعلوم ندوہ میں تدریسی خدمت انجام دی

اور آخر میں مدرسہ عالیہ کلکتہ تشریف لے گئے۔ جہاں ۱۹۲۴ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ (۷۱)

مفتی ٹونکی علم فقہ کے بڑے ماہر تھے۔ چنانچہ آپ کی علمی فضیلت کا ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی اعتراف کیا۔ آپ فرماتے تھے :

"اس ناتواں جسم میں علم و فضل کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ کوزے میں دریا بند ہونے کی مثل ان پر صادق آتی ہے۔" (۷۲)

مفتی محمد عبداللہ اگرچہ لاہور کے باشندے نہیں اور نہ یہاں انتقال فرمایا مگر چونکہ ایک عالم کی حیثیت سے انہوں نے لاہور میں ۳۵ سال گزارے اس لئے آپ کو لاہور کے علماء میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ نے ۱۳۰۶ھ میں مولوی محمود حسن دیوبندی اسیر مالٹا (م ۱۹۲۰ء) کو لاہور میں ایک مناظرہ میں ذلت آمیز شکست دی اور ایک رسالہ محمود حسن دیوبندی کے رسالے "جہد المقل" کے رد میں "عجالتہ الراکب فی امتناع کذب الواجب" ۱۳۰۸ھ میں لکھا۔ اس کے علاوہ "**تعلیقات المفتی**" اور "عقد الدرر فی جید نزہتہ النظر" پر حاشیہ آپ کی یادگار تالیفات ہیں۔ (۷۳)

مفتی محمد عبداللہ ٹونکی نے لاہور میں قیام کے دوران انجمن نعمانیہ لاہور اور مدرسہ حمیدیہ (۷۴) لاہور میں بھی خدمات انجام دیں۔ اس دوران آپ نے امام احمد رضا خاں محدث بریلوی سے مختلف مسائل کے سلسلے میں استفسارات فرمائے جو فتاوی رضویہ کی مختلف جلدوں میں موجود ہیں۔ آپ کا بھیجا ہوا ایک استفتا اور اعلی حضرت کا فتوی ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از لاہور مرسلہ مولوی عبداللہ ٹونکی ۲۴ شعبان ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا

اور اس کی منکوحہ ہے اور منکوحہ سے جو فوت ہوگئی ہے۔ ایک لڑکا ہے۔ یہ ایسی صورت ہے کہ متوفی کی منکوحہ کو اور ۸ حصہ متوفی کی متروکہ مال سے پہنچے۔ اس شخص متوفی پر دین بھی ہے کہ متوفی کے اس متروکہ سے دلوایا جاسکتا ہے۔ پس اگر منکوحہ مذکوہ اپنے آٹھویں حصہ کو دین کے ادا سے بچا لے اور یہ چاہے کہ اولاد متوفی کے دین کے بارے میں متکفل ہوں اور میرا حصہ خالص رہے پس ایسی صورت میں حکم شرعی کیا ہے قاضی شرع دین کا حساب اس آٹھویں میں بخوبی دے گا یا اس پر جبر نہیں کرسکتا بینوا توجروا۔"

الجواب : "عورت کا مہر اگر باقی ہے تو وہ بھی مثل سائر دیون ایک دین ہے اس کے ذریعہ سے حصہ رسد خمس سدس نصف ثلث کم زائد جو کچھ پڑے اپنے لئے بچا سکتی ہے مگر یہ خواہش کے ترکہ سے اپنا ثمن حق زوجیت بذریعہ وراثت جدا کرے اور دیون صرف دیگر ورثہ کے سہام پر ڈالے یہ محض باطل تغیر حکم شرع ہے۔ **قال تعالی فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیتہ بہا اودین! واللہ تعالی اعلم**" (۷۵)

اس کے علاوہ مفتی صاحب کے ۳ اور استفتاء فتاوی رضویہ میں موجود ہیں۔ (۱) فتاوی رضویہ جلد ۵ حصہ چہارم ص ۴۰ (۲) جلد ہفتم ص ۴۱۹ (۳) جلد ہشتم ص ۸۱۔ آپ کی رہائش جلد ہفتم کے استفتاء میں محلہ بازار حکیماں درج ہے۔

سید دیدار علی شاہ الوری

مرجع الفقہاء و المحدثین حضرت سیدنا مولانا سید محمد دیدار علی

شاہ ابن سید نجف علی شاہ ریاست الور میں ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ الور میں مولانا قمرالدین سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ فقہ، منطق اور درس نظامی کی بقیہ کتب مولانا ارشاد حسین رام پوری (م ۱۳۱۱ھ) اور مولانا کرامت اللہ دہلوی (م ۱۹۲۸ء) سے پڑھیں۔ مولانا احمد علی محدث سہانپوری (م ۱۲۹۷ء) اور مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) سے اجازت حدیث حاصل کی۔ (۷۶) حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی آپ کے ہم درس تھے۔ آپ سلسلہ نقش بندیہ میں حضرت فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت سید علی حسین کچھوچھوی (م ۱۳۵۵ھ) اور سلسلہ قادریہ میں امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے۔ (۷۷)

سید محمد دیدار علی شاہ الوری نے درسی علوم سے فراغت کے بعد مولانا ارشاد حسین رام پوری فاروقی مجددی علیہ الرحمتہ (المتوفی ۱۳۱۱ھ) کے مشورے پر "ارشاد العلوم" رام پور میں اپنی عملی اور تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور کچھ عرصے کے بعد بمبئی چلے گئے۔ آپ نے اپنے آبائی شہر الور میں ایک دینی درس گاہ "مدرسہ قوت اسلام" ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں قائم کیا اس کے بعد ۱۹۱۲ء میں لاہور تشریف لے آئے اور یہاں شہرہ آفاق دینی درس گاہ دارالعلوم نعمانیہ میں "شیخ الحدیث" کے منصب پر ۱۳۳۰ھ میں فائز ہوئے۔ انجمن نعمانیہ کے ۲۵ ویں سالانہ اجتماع میں برصغیر پاک وہند کی تین عظیم ہستیاں اور ممتاز علماء دین اور محدثین یعنی مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا

سید دیدار علی شاہ الوری ایک ساتھ جلسہ میں جلوہ افروز ہوئے اور تینوں کا بیان بھی ہوا۔ اس سے قبل یہ تینوں علماء دین دورہ حدیث کے موقع پر ۱۲۹۵ھ میں ۳۵ سال قبل مولانا احمد سہارنپور کے پاس دروہ حدیث میں شامل ہوتے تھے۔ (۷۸)

سید محمد دیدار علی شاہ الوری لاہور سے پھر ایک دفعہ جامع مسجد آگرہ ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں خطیب اور مفتی کی حیثیت سے تشریف لے آئے اور یہاں بحیثیت مفتی بڑی شہرت حاصل کی۔ آپ نے ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی اور واپسی پر ایک دفعہ پھر لاہور میں سکونت حاصل کرلی۔ اول آپ جامع مسجد نواب وزیر خاں (۷۹) میں خطیب و مفتی کی حیثیت سے خدمت انجام دینے لگے اور جلد ہی ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۴ء میں آپ نے لاہور میں مرکزی انجمن "حزب الاحناف" کی بنیاد رکھی (۸۰) اور اس انجمن کے ماتحت مسجد وزیر خاں میں درس نظامی کی تعلیم و تدریس کا آغاز فرمایا اور پھر دارلعلوم حزب الاحناف کے نام سے مدرسہ کا باقاعدہ سلسلہ شروع کیا۔ یہ مدرسہ عالی شان عمارت کے ساتھ آج کل سید محمد دیدار علی شاہ کے نبیرہ حضرت علامہ مولانا محمود احمد رضوی مدظلہ العالی (شارح صحیح بخاری) پ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء) ابن سید ابوالبرکات سید احمد قادری کی سرپرستی میں خدمت دین انجام دے رہا ہے۔

سید محمد دیدار علی شاہ الوری نے درس و تدریس، وعظ و تقریر کے ساتھ ساتھ قلمی خدمات بھی انجام دیں۔ آپ کی تصانیف میں مقدمہ "تفسیر میزان الادیان سورہ فاتحہ" آپ کی علمی صلاحیتوں کا جیتا جاگتا

ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی تصانیف ہیں کچھ کے نام ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) ہدایتہ الطریق (۲) المبسوط فریضتہ الجمعہ (۳) سلوک قادریہ' (۴) علامات وہابیہ (۵) فضائل رمضان' (۶) فضائل شعبان' (۷) الاستعانت من اولیاء اللہ (۸) دیوان دیدار علی بزبان اردو (۹) دیوان دیدار علی بزبان فارسی۔ (۸۱)

امام المحدثین حضرت سید دیدار علی شاہ الوری قدس سرہ' العزیز کے پاک و ہند میں سیکڑوں تلامذہ ایسے ہیں جنھوں نے شہرت دوام حاصل کی۔ آپ کے دونوں صاحبزادگان سید ابوالبرکات سید احمد قادری اور ابوالحسنات سید محمد قادری صاحب تفسیر الحسنات (المتوفی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۱ء) کے علاوہ حضرت علامہ مفتی شاہ رکن الدین الوری نقش بندی (م ۱۳۵۵ھ اور مولانا مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری (المتوفیٰ ۱۹۸۲ء) کے نام قابل ذکر ہیں۔

حضرت سید دیدار علی الرحمتہ کا وصال ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو ہوا۔ اندرون دہلی دروازہ قدیم دارالعلوم حزب الاحناف کے احاطہ میں آپ کی آخری آرام گاہ بنائی گئی آپ کے مزار کے لوح پر آپ کے صاحبزادے ابوالحسنات غازی کشمیر کا لکھا ہوا قطعہ کندہ ہے۔

حافظ پس سر کوئی اعداء شریعت
دیدار علی یافتہ دیدار علی را (۸۲)

حضرت دیدار علی علیہ الرحمہ کی اعلیٰ حضرت سے پہلی ملاقات کا ذکر

کرتے ہوئے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رقم طراز ہیں :

"حضرت صدر الافاضل مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء) صاحب تفسیر خزائن العرفان نے مولانا سید دیدار علی کی اعتقادی رہنمائی اور پختگی کے لئے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کا ذکر کیا اور مولانا کو ملاقات کی ترغیب دی تو سید دیدار علی نے جواب میں کہا!

"بھائی! مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے۔ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے طبیعت کے درشت ہیں۔"

اس کے باوجود مولانا نعیم الدین آپ کو بریلی لے گئے اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ سید دیدار علی نے ازراہ ادب عرض کی :

"حضرت مزاج کیسے ہیں؟"

اعلیٰ حضرت فرمانے لگے ! "بھائی کیا پوچھتے ہو پٹھان ذات ہوں، مزاج کا درشت ہوں۔"

بات سنتے ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور معذرت پیش کرکے سر عقیدت سے جھکادیا اور پھر اعلیٰ حضرت نے نگاہ شفقت سے اعتقادی روشنی کا وہ رنگ بھر دیا کہ مولوی ظفر علی (۸۳) کا قلم بھی اس رنگ کو پھیکا نہ کرسکا۔" (۸۴)

امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی نے نہ صرف آپ کو بلکہ

آپ کے ساتھ آپ کے فرزند ارجمند مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات سید احمد قادری ۸۵ علیہ الرحمہ کو سند خلافت کے ساتھ تمام کتب فقہ حنفی کی روایت کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

امام احمد رضا بریلوی نے "ذکر احباب و دعا احباب" کے عنوان سے اپنے خلفاء کے لئے منظوم دعائیہ کلمات کہے ہیں اس میں سید دیدار علی علیہ الرحمہ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

تری رضا پر تری رضا ہو
اس سے غضب تھراتے یہ ہیں

مولانا دیدار علی کو
کب دیدار دکھاتے یہ ہیں

ان پر کرم رکھ سر بہ قدم رکھ
تیرے ہی کہلاتے یہ ہیں

تیرے گدا ہیں تجھ پر فدا ہیں
تیرا ہی کھاتے گاتے یہ ہیں (۸۶)

سید دیدار علی شاہ الوری نقش بندی قدس سرہ العزیز کے دو استفتا فتاوی رضویہ میں موجود ہیں ایک استفتاء فتاوی کی چھٹی جلد میں اور دوسرا ۱۲ ویں جلد میں چھپا ہے۔ یہ دونوں استفتاء آپ نے اکبر آباد (آگرہ) سے اس وقت روانہ کئے تھے جن دنوں آپ خود آگرہ کی جامع مسجد میں امام و خطیب اور مفتی اعظم آگرہ تھے۔ استفتاء اور فتوے کے اقتباسات ملاحظہ

کریں۔

مسئلہ : از اکبر آباد، چھوٹی گلی حکیموں کی، معرفت محمد نفیس صاحب مرسلہ مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب الوری ۱۴ر شعبان ۱۳۳۸ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اثنائے وعظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان کلمات کا اطلاق کیا نعوذ باللہ آپ یتیم، غریب، مسکین، بے چارے تھے...... جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ لکھ دیں کہ یہ الفاظ موجب توہین رسالت اور موجب کفر ہیں...... تو اس کے لکھنے سے بھی منکر ہوگیا...... کیا بلا توبہ اس کا وعظ سننا...... اور ان سے ملنا جائز ہے یا نہیں۔" (۸۷)

الجواب : اعلیٰ حضرت کے مدلل اور طویل جواب میں سے چند عبارات ملاحظہ کیجئے :

"حضور اقدس قاسم النعم، مالک الارض و رقاب امم معطی منعم، قثم قیم، ولی والی، علی عالی، کاشف الکرب، رافع الرتب، معین کافی، حفیظ وافی، شفیع شافی، عفو عافی، غفور جمیل، عزیز جلیل، وہاب کریم، غنی عظیم، خلیفہ مطلق حضرت رب، مالک الناس و دیان العرب، ولی الفضل جلی الافضال، رفیع المثل، ممتنع الامثال صلی اللہ علیہ وسلم والہ وصحبہ و شرف اعظم کے شان ارفع و اعلیٰ میں الفاظ مذکورہ کا اطلاق

ناجائز و حرام ہے۔" (۸۸)

امام احمد رضا خاں نے اس کے بعد خزانتہ الاکمل' زرقانی علی المواہب' نسیم الریاض' شفا شریف' شرح ہمزیہ سے ۳ صفحات پر مشتمل دلائل پیش کئے اور فتوی کے آخر میں اس شخص سے متعلق جو کلمات لکھے وہ ملاحظہ کیجئے :

"وہ ضرور بددین گمراہ فاسد العقیدہ' مختل الایمان بلکہ ظاہرا" بالقصد مرتکب توہین حضور سید الانس والجان ہے' صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کا وعظ سننا حرام' اس کے پاس بیٹھنا حرام ہے' اس سے ملنا جلنا حرام ہے' اس سے سلام علیک کرنا حرام' اپنی تقریب میں اسے بلانا حرام' اپنا کوئی دینی کام اگرچہ صرف نکاح خوانی ہو' سے سپرد کرنا حرام۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۸۹)

سید دیدار علی صاحب کا دوسرا استفتاء بھی بہت اہم ہے جو ۱۲ ویں جلد میں شائع ہوا ہے یہ استفتاء بھی آگرہ سے روانہ کیا گیا تھا ملاحظہ کیجئے:
مسئلہ ! مسئولہ مولانا سید دیدار علی صاحب الوری اواخر شعبان ۱۳۳۸ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین دوبارہ ایسے شخص کے جو فتوی دے ایسا کہ جو کوئی خاندان عالیہ قادریہ کو اور خاندانوں سے افضل و اعلی نہ جانے اور باوجود افضلیت کے پھر دوسرے خاندانوں میں بیعت حاصل کرے وہ ضال اور مضل اور ذریت شیطان لعین میں سے

ہے۔ ایسا کہنے والا یا فتویٰ دینے والا کیسا ہے۔" بینو توجروا"

الجواب : "بلاشبہ خاندان اقدس قادریہ تمام خاندانوں سے افضل ہے کہ حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ افضل الاولیاء اور امام العرفاء و سید الافراد و قطب ارشاد ہیں۔ مگر حاشا للہ کہ دیگر سلاسل حقہ راشدہ باطل ہوں یا ان میں سے بیعت ناجائز و حرام ہو۔ اس کی نظیر بعینہ مذاہب اربعہ اہل حق ہیں۔ ہمارے نزدیک مذہب حنفی افضل المذاہب' واضح المذاہب و اولہا بالحق ہے۔ مگر حاشا کہ مستبعان مذہب ثلثہ باقیہ عیاذ باللہ ضال و مضل ہیں۔ کہنا خود صریح باطل و لغو ہے۔" (۹۰)

سید دیدار علی شاہ الوری جن دنوں مفتی آگرہ کی حیثیت سے جامع الاکبر آباد میں مفتی تھے ان دنوں آپ کے پاس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی ایک فتویٰ بعنوان رسالہ "الدلائل القاهرة على الكفرة النيلشرة" تصدیق کے لئے آیا تھا۔ آپ نے اس پر نہ صرف تصدیق کی مہر ثبت کی بلکہ طویل تقریظ بھی تحریر فرمائی۔ آخر میں اپنا نام اس طرح درج کیا ہے:

حرره العبد الراجي ربه ابو محمد ديدار على الرضوى الحنفى فى المفتى جامع الاكبر باد (۹۱)

اعلیٰ حضرت کے اس رسالہ لاہور کے ایک اور معروف عالم دین مولانا محمد اکرام الدین بخاری واعظ الاسلام خطیب و امام مسجد وزیر خاں لاہور کے علاوہ ملتان کے مولانا غلام رسول صاحب ملتانی کی بھی عربی زبان میں تصدیق موجود ہے ان کے علاوہ ۷۶ اور دیگر معروف علماء اور مفتیان کی تصدیقات موجود ہیں۔ (۹۲)

مفتی محمد غلام جان قادری ہزاروی

مفتی محمد غلام جان ابن احمد جی ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں تحصیل مانسہرا ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ مفتی صاحب نے ابتدائی کتب والد ماجد ہی سے پڑھیں۔ دیگر کتب غلام رسول گجراتی' مولوی برکات احمد ٹونکی (۹۳) مولانا سلامت اللہ خان (م ۱۳۳۸ھ) سے پڑھیں۔ آپ نے کچھ عرصہ مدرسہ عالیہ ریاست رام پور میں بھی تعلیم حاصل کی پھر ۱۳۳۵ھ میں آپ بریلی شریف پہنچے اور منظر اسلام میں صدر مدرس حضرت علامہ مولانا ظہور الحسن صاحب فاروقی رام پوری (م ۱۳۴۲ھ) سے دورہ حدیث مکمل کیا اور ۲۲ سال کی عمر شریف میں ۱۳۳۷ھ میں فارغ التحصیل ہوگئے (۹۴) اس موقع پر آپ اعلیٰ حضرت سے بیعت ہوئے اور خلافت سے بھی نوازے گئے۔ ۱۳۳۸ھ میں آپ اعلیٰ حضرت سے اجازت لے کر خواجہ محمود صاحب کی دعوت پر تونسہ شریف پہنچے کچھ عرصے تدریسی خدمت انجام دی اور مکھڈ تشریف لے گئے۔ رئیس ضلع ہزارہ محمد امیر خاں کی دعوت پر ہزارہ پہنچ کر قضاء کے عہدہ پر فائز ہوئے اس کے بعد لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور میں آپ انجمن دارالعلوم نعمانیہ سے وابستہ ہوگئے۔ مدرس رہے' مفتی ہوئے اور بعد میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ (۹۵) آپ نے خلیفہ اعلیٰ حضرت کی حیثیت سے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور کردار ادا کیا اور پاکستان بننے کے بعد جمعیت العلمائے پاکستان سے منسلک ہوگئے۔ آپ کا وصال ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء لاہور میں ہوا۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی شیخ الحدیث "جامع حزب الاحناف" نے

نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو غازی علم الدین شہید کے مزار کے احاطے میں میانی صاحب کے قبرستان میں دفنایا گیا۔ آپ کے وصال پر محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قادری رضوی (م ۱۹۶۲ء) نے ایک موقع پر فرمایا!

"مفتی صاحب اعلیٰ حضرت کی نشانی تھے' میں جب ان کو دیکھتا حضرت کی یاد تازہ ہوجاتی۔" (۹۶)

مفتی صاحب کی چند قلمی یادداشتوں کا ذکر بھی تاریخ میں ملتا ہے مگر افسوس کہ زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں لیکن مخطوطات کے چند نام ملاحظہ کریں۔

(۱) فتاویٰ غلامیہ (۲) دیوان (۳) نور العین فی سفر الحرمین (۴) سیف الرحمانی علی راس القادیانی (۵) اذان علی البقر۔ (۹۷)

حضرت مولانا مفتی غلام جان قادری ہزاروی ثم لاہوری اپنے طالب علمی کے دور میں بریلی شریف میں رہتے ہوئے امام احمد رضا خاں سے بالمشافہ استفسار تو فرماتے ہی ہوں گے مگر آپ نے تحریری طور پر بھی کئی استفسار فرمائے اس کا دورانیہ وہی دور ہے جس دور میں آپ "مدرسہ منظر اسلام" میں تعلیم حاصل کررہے تھے۔ فتاویٰ میں ۴ استفتاء پر فقیر کی نظر پڑی ہے جس میں سے ۳ استفتاء فتاویٰ رضویہ کی جلد سوم میں ص ۵۸۸'۶۰۳ اور ۶۶۷ پر موجود ہیں جب کہ ایک استفتاء چوتھی جلد کے ص ۱۱۰ پر چھپا ہے تمام استفتاء میں آپ کے نام کے ساتھ طالب علم لکھا ہے۔

• ایک دو استفتاء ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از شہر محلّہ جسولی مسئولہ مولوی غلام جان پنجابی طالب علم

مدرسہ اہلسنت و جماعت ۱۶ شعبان ۱۳۳۶ھ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۵۰۸)

مسئلہ : از شہر بریلی مدرسہ منظر اسلام مسئولہ غلام جان صاحب طالب علم ۱۵ شوال ۱۳۳۷ھ (جلد سوم ص ۶۰۳)

مسئلہ : از بریلی مدرسہ منظر السلام مسئولہ غلام جان صاحب طالب علم ۱۸ شوال ۱۳۳۷ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص جس پر نماز قصر ہو وہ سفر میں اگر دیدہ دانستہ بہ نیت زیادہ ثواب پوری نماز پڑھے گا تو گناہ گار ہو گا یا نہیں۔"

الجواب : "بے شک گناہ گار و مستحق عذاب ہو گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

"صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ" واللہ تعالی اعلم

(۹۸)

مفتی غلام جان قادری ہزاروی نے اعلیٰ حضرت کی صحبت میں ۳، ۴ سال گزارے اور بھرپور طریقے سے استفادہ کیا۔ چنانچہ جب آپ وہاں سے رخصت ہوئے تو آپ نے کئی جگہ قاضی اور مفتی و شیخ الحدیث کے منصب پر خدمتیں انجام دیں اور مشن اعلیٰ حضرت کو فروغ دیا اور آخر میں لاہور پہنچ کر اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد لوگوں کو اپنے منصب افتاء سے فائدہ پہنچایا۔ آپ کے منصب افتاء کے تاریخی مادے نکالے گئے وہ اس منصب کی مقبولیت کی گواہی دے رہے ہیں۔ محترم حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری مدظلہ العالی نے آپ کے وصال کے بعد دو تاریخی

مادے نکالے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔ ایک عیسوی اعتبار سے "معارف آگاہ مفتی اعظم" (۱۹۵۹ء) اور دوسرا ہجری تاریخ سے "فوت شدہ مفتی جہاں" (۱۳۳۹ھ) —— (۹۹)

ملا محمد بخش حنفی چشتی

انجمن نعمانیہ لاہور کی مجلس انتظامیہ کے رکن ملا محمد بخش صاحب لاہور سے نکلنے والے اخبار "جعفرزٹلی" کے مالک تھے اور آپ ہی غالباً لاہور سے نکلنے والے ایک اخبار "ہنر" میں منیجر کی حیثیت سے بھی کام کرچکے تھے۔ اس سے زیادہ آپ کے متعلق معلومات حاصل نہ ہوسکیں آپ نے بھی ایک موقعہ پر اعلیٰ حضرت سے استفسار فرمایا یہ استفتاء فتاویٰ رضویہ کی جلد ششم کے ص ۱۰۱ پر موجود ہے ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از لاہور بازار کڑہ کالج شرنوالہ مسئولہ خادم اسلام ملا محمد بخش حنفی چشتی سابق منیجر اخبار ہنر ۹ر صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امر مشروع اور مباح شرعی کو کوئی شخص حرام شرعی اور ممنوع مذہبی بنانے کی طاقت رکھتا ہے یا نہیں غیر مشروع اور حرام شرعی پر کوئی شخص مشروع اور حلال شرعی بنا سکتا ہے یا نہیں جیسے کہ گائے کی قربانی مشروع اور مباح شرعی ہے کیا اس کو کوئی لیڈر قوم ممنوع شرعی کرا سکتا ہے' ہنود کی مجالس اعیاد میں شرکت جو ممنوع اور حرام شرعی ہے' کیا لیڈروں کی رائے سے وہ شراکت جائز اور حلال ہوسکتی ہے یا نہیں' بینوا توجروا'

الجواب : یہ دین پاک اللہ واحد قہار نے محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر تمام جہان کے لئے قیامت تک کے واسطے اتارا ہے'

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔

(الفرقان: ۱)

قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (الاعراف: ۱۵۸)

اور ان سے نبوت کا دروازہ بند فرمادیا' محال ہے کہ ابدالاباد تک اب کوئی جدید نبی ہو

ولکن رسول اللہ و خاتم النبین ○ و کان اللہ بکل شئی علیما○

(الاحزاب: ۴۰)

محال ہے کہ ان کی کتاب کا ایک حرف یا ان کی شریعت کا کوئی حکم کبھی بدل سکے۔

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ○ تنزیل من حکیم حمید○

(حمہ السجدۃ: ۴۲)

ان کی شریعت کے کسی حلال کو جو حرام بتائے یا کسی حرام کو حلال بتائے وہ حلال یا حرام حرام حلال تو نہ ہوجائے گا بلکہ یہی کہنے والا الٹا کافر ہوجائے گا۔

ولا تقولوا لماتصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب○ ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون○ (النحل)

متاع قلیل ○ ثم ماوھم جھنم وبئس المھاد ○ (الاعمران: ۱۹۷)

قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون۔ (یونس: ۱۰)

ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذ بافیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتری○ (طہ: ۶۱)

قربانی گائے کی حلت اور مجالس اعیاد و ہنود میں شرکت کی حرمت دونوں ضروریات دین میں سے ہیں جو اسے حرام یا حلال کہے وہ اللہ و رسول پر افترا کرتا ہے اور بحکم قرآن اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور حکم کفر اس پر لازم و الزم

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون○ (الشعراء: ۲۲۷)

نسائل اللہ العفو والعافیہ ولا حول ولا قوتہ الا بااللہ العلی العظیم، واللہ تعالی اعلم○ ---- (۱۰۰)

انجمن نعمانیہ لاہور کے توسط سے جن علماء و فضلاء کے استفتاء امام احمد رضا محدث بریلوی کے پاس بریلی شریف پہنچتے رہے ان کو آپ نے ملاحظہ کیا یقیناً اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ادارہ نعمانیہ کی سالانہ روئداد اور ماہنامہ انجمن نعمانیہ لاہور کے رسائل میں خزانہ موجود ہوگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قیمتی خزانے کو تلاش کیا جائے اور منظر عام پر لایا جائے اس سلسلے میں راقم موجودہ انجمن نعمانیہ کی انتظامیہ سے ہر طرح تعاون کے لئے تیار ہے۔

اب ان علماء و فضلاء کا ذکر ہوگا جن کا تعلق لاہور شہر ہی سے ہے مگر ان کی وابستگی انجمن نعمانیہ کے بجائے دیگر دینی اداروں کے ساتھ تھی اور انہوں نے بھی اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے بریلی شریف ہی کا راستہ اپنایا۔ لاہور کی ان معروف ترین شخصیات میں

○ مولوی پروفیسر حاکم علی نقش بندی مجددی

- مولانا محمد اکرام الدین بخاری
- مولانا عبدالعزیز مزنگ
- صوفی عبدالحمید قادری
- اور صوفی احمد دین کے نام قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ بھی کئی علماء اور عام مسلمانوں کے استفتاء کا ذکر فتاوئ رضویہ میں ملتا ہے۔

مولانا محمد عبدالعزیز مزنگ

مولانا مفتی ابوالرشید محمد عبدالعزیز ابن میاں محمد فضل ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد لاہور میں اور کچھ عرصہ مدرسہ حمیدیہ لاہور میں بھی تعلیم حاصل کی۔ مزنگ میں جلد سازی کا کام سیکھا۔ آپ نے لاہور میں انجمن اسلامیہ مزنگ کی بنیاد رکھی جس میں رشد و ہدایت اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ عمر کے آخری حصہ تک جاری رکھا۔ آپ ہر وقت مطالعہ کتب' فتوئ نویسی اور تصنیف و تالیف میں مصروف عمل رہتے۔ آپ نے تصانیف کا بڑا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد اور ہمہ جہتی دیکھ کر آپ کو دینی اور فقہی معلومات کا "دائرہ معارف" بھی کہا گیا۔ مفتی صاحب نے رجب ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء میں انتقال فرمایا۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب نے "آہ خوش سیر عبدالعزیز" ۱۳۸۳ھ تاریخ وفات نکالی۔ (۱۰۱) آپ کی تصانیف میں تفسیر عزیز البیان فی تفسیر القرآن مستند تفاسیر کا خلاصہ ہے اور بہت مشہور ہے۔

مولانا مفتی عبدالعزیز مزنگ اگرچہ خود بہت بڑے عالم' مصنف اور

مفتی تھے لیکن اپنی مشکلات کے حل کے لئے وہ بھی بریلی شریف ہی رجوع کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مسئلہ کے حل کے لئے آپ نے بھی امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ رحمہ کی طرف رجوع کیا جب آپ مسجد ملک سردار خاں میں خطیب و امام تھے یہ استفتاء ۱۳۳۷ھ کا ہے۔ ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از مزنگ لاہور مرسلہ ابوالرشید محمد عبدالعزیز خطیب و امام جامع مسجد ملک سردار خاں مرحوم ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اوقات نماز جو شارع علیہ السلام نے معین فرمائے ہیں ان کے بیچ میں فاضل وقت مقرر کرنا جائز ہے یا حرام۔"

الجواب : "حدیث میں سنت اقدس یوں مروی ہے کہ جب لوگ جلد حاضر ہوجاتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز جلد پڑھ لیتے اور حاضری میں دیر ملاحظہ فرماتے تو تاخیر فرماتے اور کبھی سب لوگ حاضر ہوجاتے اور تاخیر فرماتے یہاں تک کہ ایک بار نماز عشاء میں تشریف آوری کا بہت طویل انتظار صحابہ کرام نے کیا۔ بہت دیر کے بعد مجبور ہوکر امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے در اقدس پر عرض کی کہ عورتیں اور بچے سو گئے اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا روئے زمین پر تمہارے سوا کوئی نہیں جو اس نماز کا انتظار کرتا ہو اور تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے انتظار میں ہو۔ نمازوں کے لئے اگر گھنٹے گھڑی کے حساب سے اگر کوئی وقت معین پر جلد جمع ہوجائیں جیسا کہ حرمین طیبین میں اب معمول ہے تو اس میں بھی حرج

نہیں جب کہ ضعیفوں اور مریضوں پر تکلیف اور جماعت کی تفریق نہ ہو' واللہ تعالیٰ اعلم" (۱۰۲)

مولانا انور الحق

مولانا انور صاحب کے کئی استفتاء فتاویٰ رضویہ میں ملتے ہیں اور آپ کے متعلق اتنا معلوم ہوسکا کہ آپ تحصیل چونیاں میں قیام پذیر تھے اور اعلیٰ حضرت کے شیدائی تھے۔ اعلیٰ حضرت کے پاس آپ کے کئی استفتاء پہنچے۔ جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ کا اعلیٰ حضرت سے خاصا لگاؤ تھا۔ آپ کے حالات تذکرہ نگاروں نے قلم بند نہیں کئے بہر کیف لاہور کے مستفتی میں آپ بھی شمار ہوتے ہیں انہوں نے لاہور سے کئی بار بریلی شریف رجوع کیا یہاں صرف ایک استفتاء اوراس کا جواب ملاحظہ کریں :

مسئلہ : از شہرلاہور مرسلہ انوارالحق تحصیل چونیاں روز جمعہ ۱۲ ذی الحجتہ الحرام ۱۳۳۴ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس طرح ذابح پر تسمیہ پڑھنا ضروری ہے اسی طرح معین ذابح پر تسمیہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور معین ذابح کس کو کہتے ہیں؟"

الجواب : معین ذابح سے یہ مراد ہے کہ ذابح کا ہاتھ کمزور ہو' ذبح میں دقت دیکھے تو دوسرا اسی کے ساتھ چھری پر ہاتھ رکھ کر دونوں مل کر ہاتھ پھیریں اس صورت میں دونوں پر تکبیر واجب ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بھی قصداً" تکبیر نہ کہے گا ذبیحہ مردار ہوجائے گا۔ اگرچہ دوسرا تکبیر

کے۔ دیوبندی قول محض غلط و جہالت ہے' تکبیر ذابح پر لازم فرمائی گئی ہے۔ (۱۰۳)

اس کے علاوہ مولانا انورالحق کے ۴ مزید استفتاء مختلف فتاویٰ کی جلدوں میں موجود ہیں۔

۱۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۳۵۶

۲۔ ایضاً" ص ۳۶۹

۳۔ ایضاً" جلد پنجم ص ۷۵

۴۔ ایضاً" جلد سوم ص ۲۲۶

مولانا محمد اکرام الدین بخاری

مولانا سید محمد اکرام الدین جید عالم دین اور مقبول زمانہ واعظ تھے اور "واعظ الاسلام" کے لقب سے مشہور تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) سے بیعت تھے اور خلافت سے مشرف تھے۔ مولانا اکرام الدین کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت' سرورر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت اور بزرگان دین کی عقیدت سے معمور تھا۔ آپ شعرو سخن کا بھی بہترین ذوق رکھتے تھے اور اختر تخلص کرتے تھے ان کے کلام میں زیادہ تر نعت و منقبت کا پہلو نمایاں ہے۔ آپ اپنے خطبات میں اصلاح عقائد اور بدمذہبوں سے اجتناب پر بہت زیادہ زور دیتے تھے آپ کا لکھا ہوا ایک منظور خطبہ ملاحظہ کیجئے :

"ہے جب تک دم میں دم باقی عقیدہ پاک رکھنا اپنا
وگر نہ بے ادب کو روز محشر آہ حسرت ہے

مسلمانو! بچو ہر وقت تم بے ہودہ باتوں سے
زمانہ میں فساد و فتنہ کی اب بہت کثرت ہے

کوئی منکر حدیثوں سے کوئی کہتا ہے میں عیسیٰ
بچو ان بدعقیدوں سے، یہ نیکی اور عقیدت ہے

کوئی مرزائی وہابی کوئی چکڑ الوی لیکن
خدا کا شکر مومن اک فقط سنت جماعت ہے

تمام اولیاء اللہ تھے اس مذہب حق پر
ہمیشہ اس جماعت پر خدا کا دست رحمت ہے" (۱۰۴)

آپ کے تفصیلی حالات زیادہ نہ مل سکے۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اپنے تذکرہ میں ضرور ذکر کیا ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے مورخ نے آپ کے حالات قلم بند نہیں کئے۔ فتاویٰ رضویہ میں آپ کے ایک استفتاء سے پتہ چلتا ہے کہ آپ لاہور کی معروف مسجد وزیر خاں میں امام و خطیب بھی رہے۔ آپ نے ایک استفتاء ۱۳۳۰ھ میں لکھ کر اعلیٰ حضرت کو بریلی روانہ کیا۔ اس استفتاء میں ایک کم فہم اور کم استعداد مفتی نے باب جواز نکاح مابین اولاد رضیعہ و مرضعہ لکھ دیا تھا اس سلسلے میں آپ نے اعلیٰ حضرت سے استفسار فرمایا تھا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب لاہور سے اعلیٰ حضرت کے پاس کثرت سے استفتاء آتے تھے کیونکہ آپ اس وقت فقہ کے میدان کے بادشاہ تھے اور آپ کی بات سند کا

درجہ رکھتی تھی۔ یہ استفتاء اور فتویٰ "انجمن نعمانیہ" کے چوبیسویں سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۹۱۲ء کی روداد میں چھپا بھی تھا اس کے علاوہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی سے دسمبر ۱۹۶۲ء کے شمارے میں بھی شائع ہوا تھا۔ راقم کو اس رودائداد کی فوٹو کاپی میسر آئی ہے۔اس کا کچھ حصہ نہ مل سکا۔ اب اس رسالہ کو مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب نے جدید فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۱ میں شامل کردیا ہے۔ (۱۰۵) مولانا اکرام الدین کے بھیجے ہوئے استفتاء کو ملاحظہ کیجئے جس میں مولانا اکرام الدین نے اعلیٰ حضرت کو "مجدد مائتہ حاضرہ" اور دیگر القابات سے یاد کیا ہے۔

مسئلہ : از لاہور مرسلہ مولوی اکرام الدین صاحب بخاری امام و خطیب مسجد وزیر خاں مرحوم ۲۳ جمادی الاول ۱۳۳۰ ہجری المقدس

"جناب مستطاب' مجمت ماب' قدوۃ الابرار' واسوۃ الاخیار' زین الصالحین' وزبدۃ العارفین' علامتہ العصر' فرید الدہر' عالم اہل السنتہ' مجدد مائتہ حاضرہ' استاذ زمان و مقتدائے جہاں' لازوال نتیجہ خاطرہ' درۃ تاج الفیضان و ثمرۃ شجرۃ ضمیرہ باکورہ' بستان العرفان اسلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ۔"

اس کے بعد فارسی زبان میں مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"بعد اتحاف اساس تسلیمات حور صورت کہ رخسارہ' صفا امارا آتش از تکلف حلل عبادت مستغنی ست در نظر آن سلیمان ملک عرفان معروض دارم التجاء مخلصانہ بخدمت والا مرتبت اہنست کہ فتویٰ بہ ہمراہی مکتوب ارسال داشتہ شد موافق رائے مبارک عالی سطرے نوشتہ بنام نیاز مند ارسال نمائید۔ الٰہی سلامت باشند ثمہ السلام۔ کتبہ المسکین محمد اکرام

الدین بخاری عفی عنہ الباری۔"

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے لئے سب تعریفیں جس نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کو نسب اور سسرالی رشتہ سے نوازا اور رضاعت کو نسب کی مثل بنایا تو اس کے سبب ایک اور صحرمیہ عطا کی۔ صلوۃ و سلام اس ذات پر جس نے ہمیں درستگی کی رہنمائی فرمائی اور اس پر بھاری ثواب کا وعدہ فرمایا اور بشارت عظیم فرمائی اور جس نے فتویٰ دینے میں مضبوطی کو واجب اور جسارت کو حرام فرمایا اور جسارت پر سخت وعید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور ان سب پر جو آپ کی طرف دنیا و آخرت میں منسوب ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ جدید' جلد ۱۱' ص ۴۸۸)

اب استفتاء کی عبارت ملاحظہ کیجئے :

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں ایک شخص نے اپنی حقیقی بہن کا دودھ پیا ہے اس شخص اور اس کی بہن سے اولاد پیدا ہوئی ہے۔ یہ بھائی اپنی اولاد کا آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں' ان کی اولاد کا نکاح شرعاً" آپس میں درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔"

مولانا اکرام الدین بخاری صاحب نے اپنے استفتاء کے ساتھ ایک نوجوان مفتی کا جواب بھی روانہ کیا جس میں اس نے نکاح کو جائز قرار دیا اس جواب کا مختصراً" اقتباس ملاحظہ کیجئے :

الجواب : "اس شخص مذکور کی اولاد کا نکاح اس کی بہن مرضعہ کی اولاد کے ساتھ جائز ہے کیونکہ حرمت رضاعت خاص رضیع کے لئے ثابت ہوتی ہے۔ رضیع کے اصول و فروع کے لئے حرمت مذکورہ نہیں ثابت

ہوئی۔"

ان مفتی صاحب نے شرح و قایہ کے صفحہ ۶۳ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا۔

"اس عبارت سے واضح ہے کہ حرمت رضاعت رضیع کے لئے ثابت ہے۔ رضیع کی اولاد پر مرضعہ کی اولاد جائز ہے۔ بنابریں شخص مذکور کی اولاد اپنی ہمشیرہ کی اولاد پر حلال ہے۔ آپس میں ان کا نکاح درست ہے۔" (۱۰۶)

انجمن نعمانیہ لاہور کی اس چوبیسویں روائداد میں اعلیٰ حضرت کا مکمل جواب ایک رسالہ کی صورت میں ہے جو تاریخی نام "العجلی الحسن فی حرمتہ ولد اخی اللبن" (۱۳۳۰ھ) کے عنوان سے شائع ہوا۔ روائداد میں اس فتوے کی سرخی "ایک بڑی غلطی کی اصلاح" لکھی گئی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز نے حسب روایت تفصیلی جواب سے قبل عربی زبان میں ایک خطبہ لکھا جس میں آپ نے حسب عادت حمد و نعت و منقبت لکھی ہے۔ آپ کے خطبہ میں اکثر یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ خطبہ میں حمد و نعت لکھتے وقت آپ ایسی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں کہ اس حمد و نعت ہی میں مستفتی کو جواب مل جاتا ہے۔ باقی تفصیل عام لوگوں کی فہم کے لئے ہوتی ہے۔ اس خصوصیت میں اعلیٰ حضرت بالکل منفرد ہیں۔ فقیر اس سلسلے میں بھی کام کررہا ہے اور ان خطبات کو انشاء اللہ یکجا کر کے جلد کتابی صورت میں شائع کیا جائے گا۔

حضرت مولانا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ

انجمن نعمانیہ کی علمی جدوجہد کے دُورِ رواں سے

مولانا غلام احمد مرحوم کے والد کا نام شیخ احمد تھا۔ آپ ۱۲۷۲ھ میں بمقام کوٹ اسحاق تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالتے ہی تحصیلِ علوم میں منہمک ہو گئے اور اطرافِ ملک کے اہلِ علم کے خرمنِ فیض سے خوشہ چینی کی۔ آپ نے جن جلیل القدر علماء و فضلاء کے چشمۂ فیض سے اپنی تشنگیِ علم کو دُور کیا۔ ان کے اسماءِ گرامی یہ ہیں:

مولانا علاؤ الدین بھابھڑہ ضلع ہوشیارپور۔ مولانا شاہ دین۔ مولوی محمد الدین ساکن احمد نگر گوجرانوالہ، مولانا ابو احمد مراد علی صاحب بیگووال علاقہ کپور تھلہ۔ مولانا محمد عمر رام پور منہاراں، مولوی عبداللہ ٹلونڈی ہوشیارپور اور حضرت مولانا غلام قادر صاحب بھیروی بیگم شاہی مسجد لاہور۔ مولوی محمود حسن دیوبندی۔ مولوی محمد یعقوب۔ میاں نذیر حسین دہلوی۔

بعد فراغ تعلیم آپ اُس عہد کی عظیم سُنّی درس گاہ دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں بحیثیت مدرس دوم طلبہ کو درس دینے میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے اپنی خداداد ذہانت و قابلیت کی بدولت بہت جلد اپنی فضیلت علمی کا لوہا منوا لیا اور تھوڑے عرصے بعد صدر المدرسین اور مفتی اعظم انجمن نعمانیہ کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ آپ کے زمانے میں مدرسہ نعمانیہ نے بے حد ترقی کی اور اطراف و اکناف ملک سے طلبائے دینیہ کھنچے چلے آنے لگے۔ چنانچہ اُن کے عہد میں منتہی طلبہ کی تعداد تین صد کے قریب تھی۔ جن کی کلاسیں شاہی مسجد لاہور میں لگا کرتی تھیں۔

آپ کو انجمن نعمانیہ کے دار العلوم نعمانیہ میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ چنانچہ ہزاروں طلبائے علوم اسلامیہ جو پاک و ہند میں آسمانِ علم پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ آپ کے فیض کے مرہونِ احسان ہیں۔ مولانا فیض الحسن جہلمی، مولانا محمد عالم آسی امرت سری، مولانا احمد علی سابق نائب شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ بہاولپور، مولانا عبد اللہ پروفیسر اسلامیہ کالج لائلپور، حضرت مولانا صاحبزادہ محمد حسین خلف الرشید پیر حافظ سید جماعت علی شاہ، مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاول پور، مولانا محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ، مولانا شہاب الدین خطیب مسجد چوبرجی کوارٹرز آپ کے نامور شاگردوں میں سے تھے۔ علوم عربیہ کے ہزاروں طلبہ آپ سے پڑھ کر فارغ ہوئے اور پاک و ہند کا شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں آپ کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد کام نہ کر رہے ہوں۔

مولانا مفتی غلام احمدؒ کو علومِ معقول و منقول پڑھانے میں یدِ طولیٰ حاصل تھا اور اس کے ساتھ فتویٰ نویسی میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔ چنانچہ اُن کے عہد کے فتاوے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کوئی ایسا فتویٰ نہیں ملتا جس پر مولانا مرحوم نے دستخط نہ کیے ہوں یا جواب استفتا نہ لکھا ہو۔ اگر اُن کے فتاویٰ کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ رسالہ انجمن نعمانیہ میں آپ کے ہزاروں فتوے شائع ہوئے۔ کمال یہ ہے کہ آپ کا ایک بھی فیصلہ احتیاط اور علمی تحقیق سے خالی نہ تھا۔

عربی ادب میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ دورانِ درس مفتی عبداللہ ٹونکی جو اِن دنوں اورینٹل کالج میں پروفیسر عربی تھے کے حواشی پر اعتراضات کرتے اور عند الملاقات ان کے سقم سے مصنف کو آگاہ فرماتے جنہیں وہ تسلیم کرتے تھے۔

ندوۃ العلماء جب قائم ہوا تو کچھ عرصہ تک اس ادارے کو سُنّی علماء کی بھی سرپرستی حاصل رہی۔ چنانچہ اکثر شہروں کے جلیل القدر سُنّی علماء عمائدین ندوہ کی دعوت پر ندوہ کے جلسوں میں شرکت کرتے رہے۔ لاہور سے انجمن نعمانیہ کی طرف سے مولانا غلام احمد شریکِ اجلاس ہوا کرتے تھے اور ان کی تقریروں کو بہت سراہا جاتا تھا۔

آپ ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء کو کوٹ اسحاق میں واصل بحق ہوئے۔ مزار کوٹ اسحاق میں ہی ہے۔

مولانا نور بخش توکلی ایم۔اے رحمتہ اللہ علیہ

جن کی تصنیف "سیرتِ رسولِ عربیؐ" توشۂ آخرت بنی

آپ موضع چک قاضیاں ضلع لدھیانہ (مشرقی پنجاب) میں ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے آپ کے والد جہانخیلاں شریف کے ارادت مند تھے۔ بدیں وجہ مولانا کو بچپن سے بزرگانِ دین کی ارادت وعقیدت کی دولت ملی۔ اپنے سکول میں اپنی خداداد ذہانت، محنت اور شریف النفسی کی وجہ سے مقبول تھے۔ اساتذہ شفقت فرماتے، ہم سبق احترام کرتے اور قصبہ کے معززین ناصیہ بخت سے آثارِ کمال کی جھلک پاتے تھے۔

مقامی مدارس میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں داخلہ لیا اور وہاں سے ایم۔ اے عربی کی امتیازی ڈگری حاصل کی۔ آپ ۱۸۹۳ء میں ہندو محمڈن سکول چھاؤنی انبالہ میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ انبالہ میں ان دنوں حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ روحانیت کی تعلیم کا مرکز تھے۔ مولانا نے حضرت شاہ صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور اس نسبت سے آپ توکلی کہلائے۔

حضرت توکل شاہؒ نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے والد کس حلقۂ طریقت سے وابستہ ہیں۔ آپ نے جب یہ بتایا کہ حضرت جہانخیلاں شریف کے عقیدتمند ہیں تو شاہ صاحب فرمانے لگے: "آجاؤ! پھر تو یہ تمہارا اپنا گھر ہے۔" اس طرح انوار و فیضان کے دروازے کھل گئے۔[۱]

---

[۱] تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۶۲ مطبوعہ ہمتی پریس لدھیانہ

۱۸۹۹ء میں آپ میونسپل بورڈ کالج امرت سر میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ ان دنوں اہلسنت کے مشہور فاضل بزرگ مولانا غلام رسول قاسمی کشمیری امرت سری (المتوفیٰ ۱۹۰۲ء) فقہ، حدیث، تفسیر اور معقولات پڑھانے میں مشہور زمانہ ہوچکے تھے۔ آپ نے بھی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور علوم دینیہ کی تکمیل سے فاضل اجل بن کر آسمانِ علم پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکے۔

مولانا توکلی نے حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے سلسلۂ نقشبندیہ سے فیض وخلافت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت توکل شاہ کے وصال کے بعد مولانا مولوی مشتاق احمد محدث انبیٹھوی ثم لدھیانوی سے فیوض سلسلہ صابریہ سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت مولانا مشتاق احمد جلیل القدر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے شیخ طریقت بھی تھے۔ آپ کی وجہ سے سلسلہ صابریہ کے علمی و روحانی کمالات مخلوقِ خدا تک بڑی عمدگی سے پہنچے اور خرقۂ خلافت بھی حاصل ہوا۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ لاہور آئے اور ایک عرصہ تک انجمن نعمانیہ کے دار العلوم کے اعزازی ناظم تعلیم رہے اور ماہوار رسالہ انجمن نعمانیہ کو ایک عرصہ تک ایڈٹ کرتے رہے۔ اسی دوران میں آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی پروفیسر مقرر ہوئے۔ اِس ملازمت کے دوران آپ ہمیشہ دینی اور مجلسی زندگی میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہے۔ دینی جلسوں میں آپ کی تقاریر ہوتی تھیں۔ آپ نے اپنی دینی تبلیغ سے عوام الناس کے اذہان وفکر کو اسلامی رنگ بخشا۔

آپ ایک عرصہ تک انجمن نعمانیہ کی دینی درسگاہ کے ناظم امور تعلیمات رہے۔ یہ ساری خدمات اعزازی تھیں۔ آپ نے دینی تدریس کے ذوق واہمیت کے پیش نظر اپنے پیرومرشد کے نام پر ریٹائر ہونے کے بعد چک قاضیاں میں "مدرسہ اسلامیہ توکلیہ" کی بنیاد رکھی جس سے بہت سے طلبہ فیضیاب ہوئے۔

۱؎ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۶۲۔

آپ کی دینی خدمات میں یہ نہایت ہی اہم کام ہے کہ آپ نے گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں " بارہ وفات " کی غلط العوامی اصطلاح کو " عید میلاد النبیؐ " کے نام سے تبدیل کرانے کی جدوجہد کی اور اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے کہ گورنمنٹ سے اس مقدس دن کو تعطیل عام منظور کروائی ۔ آج یہی تعطیل خدا کے فضل سے آزادی کی ایک اہم تقریب کی شکل اختیار کر چکی ہے ۔ ان لوگوں کی مخلصانہ عقیدت نے جس دن کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے کوششیں کیں ۔ وہ دن آج جشن عید میلاد کے نظاروں سے ملک کے مسلمانوں کی مقدس تقریب بن گیا ہے ۔

مولانا تصنیف و تالیف کی اہمیت سے بھی خوب واقف تھے ۔ چنانچہ آپ کے قلم گوہر بار سے بہت سی تصانیف ہماری علمی دنیا میں شہرت حاصل کر چکی ہیں ۔ مندرجہ ذیل تصانیف میں سے بعض ہمیں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے ،

۱۔ سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۔ عید میلاد النبی " " "
۳۔ معجزات النبی " " "
۴۔ اعجاز القرآن
۵۔ عقائد اہل سنت
۶۔ شرح قصیدہ بردہ (اردو)
۷۔ شرح قصیدہ بردہ (عربی)
۸۔ تذکرہ مشائخ نقشبند
۹۔ حلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰۔ غزوات النبی " " "
۱۱۔ سیرت غوث اعظمؒ
۱۲۔ تحفہ شیعہ دو حصے
۱۳۔ رسالۂ نور

۱۴۔ مولود برزنجی کی اُردو شرح

۱۵۔ تذکرہ حضرت غوث الاعظمؒ

۱۶۔ ابوحنیفہ رضؓ

۱۷۔ شرح ہدایہ

۱۸۔ اقوال صحیفہ فی جواب الجرح علیٰ ابی حنیفہ

۱۹۔ کتاب البرزخ

۲۰۔ مقدمہ تفسیر القرآن

۲۱۔ تفسیر سورہ فاتحہ و بقرہ

۲۲۔ امام بخاری و شافعی

۲۳۔ ترجمہ تحقیق الرام فی منع القراۃ خلف الامام

۲۴۔ ترجمہ اُردو الرسالۃ الجلیہ

(نوٹ: یہ دونوں کتابیں آپ کے استاد مولانا غلام رسول قاسمی امرتسری کی تصانیف ہیں۔ آپ نے صرف ترجمہ کیا)

۲۵۔ افضل المقال فی رد علی الرافضی القتال۔

آپ کی تصانیف میں سے "سیرت رسول عربیؐ" تاج کمپنی لاہور کے اہتمام میں بڑی دیدہ زیب صورت چھپی ہے اور مقبول خاص و عام ہوئی ہے۔ آپ کے ایک عزیز چوہدری محمد سلیمٰن ایڈووکیٹ لائل پور نے اپنے ایک مضمون میں یہ روایت نقل کی ہے کہ مولانا الحاج عبدالحمید لدھیانوی نے خواب میں آپ کی وفات کے ایک ماہ بعد آپ کو ایک باغ میں سنہری تخت پر بیٹھے دیکھا تو دریافت کیا کہ اس اعزاز کی کیا وجہ ہے؟ مولانا توکلی صاحب نے جواب دیا:

"میرے اللہ کو میری کتاب "سیرت رسول عربیؐ" پسند آگئی اور مجھے یہ انعام ملا ہے۔"

مندرجہ بالا تصانیف کے علاوہ آپ کے ہزاروں علمی اور اعتقادی مضامین

دار العلوم نعمانیہ کی نئی انتظامیہ (۱۹۶۹ء)

دار العلوم نعمانیہ کی مجلس شوریٰ کے ریکارڈ ۱۹۶۹ء میں مندرجہ ذیل انتظامیہ کی ایک فہرست موجود ہے۔

۱۔ الحاج سید دلاور علی شاہ، صدر انجمن نعمانیہ لاہور
۲۔ حکیم آغا فدا حسین صاحب اسیر، سیکرٹری انجمن نعمانیہ
۳۔ الحاج ملک سراج الدین صاحب، نائب صدر
۴۔ بابو محمد اعظم چغتائی نائب سیکرٹری
۵۔ بابو سیف الدین، مہتمم دار الاقامہ
۶۔ حکیم غلام حبیب، ناظم تعلیم
۷۔ حاجی ملک تاج دین صاحب، نائب صدر
۸۔ حاجی میاں بشیر احمد صاحب، خزانچی
۹۔ میاں نور محمد بٹ ایڈووکیٹ، مشیر قانونی
۱۰۔ صوفی محمد اکبر، نائب ناظم معلم
۱۱۔ حضرت مولانا اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی، صدر مدرس

یہ وہ زمانہ ہے جب دار العلوم نعمانیہ نہایت ہی بد نظمی کا شکار ہو گیا تھا۔ مجلس شوریٰ کی کارروائیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اساتذہ، انتظامیہ حتیٰ کہ طالب علم بھی باہمی اختلافات اور آویزشوں کا شکار ہیں۔ ملک میں ایوب خان کا مارشل لاء نافذ تھا۔ صدر نعمانیہ نے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا کہ ناظم تعلیم حکیم غلام حبیب صاحب کو ان کی نااہلی اور سست روی کی وجہ سے دار العلوم سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اساتذہ اور انتظامیہ کی باہمی آویزش کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لیے دار العلوم کو بند کرنا پڑا۔ اساتذہ کو چھٹی دے دی گئی صرف شعبہ ناظرہ قرآنی اور حفظ کو جاری رکھا گیا۔ اس شعبہ کے اساتذہ برقرار رہے اور کام کرنے لگے۔ وسائل کی کمی کی وجہ سے اچھے اساتذہ کی خدمات حاصل نہ کی جا سکیں۔ سابقہ اساتذہ کو تنخواہیں ادا کی گئیں اور انہیں فارغ کر دیا گیا۔

اس سلسلہ میں دو نامور اساتذہ مفتی اعجاز ولی خاں صاحب رضوی اور قاضی مظفر اقبال رضوی (خلف الرشید مولانا محمد جان ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ سابق منصرم انجمن نعمانیہ اور خلیفہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی) کو بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ اس دوران اساتذہ نے مارشل لاء اتھارٹی سے درخواست کی تو دارالعلوم کا معاملہ مارشل لاء کے ہاں جا پہنچا۔ مگر مارشل لاء کے ملٹری افسران کے ہاں جب پوری روئیداد پہنچی تو انہوں نے مجلس شوریٰ کے فیصلے کو برقرار رکھا۔ یہ معاملہ سات اگست ۱۹۶۹ء کو طے ہو گیا اور دارالعلوم بند کر دیا گیا۔

۱۳/ اگست ۱۹۶۹ء کو مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ صدر انجمن نعمانیہ کے فیصلے کی تصدیق کر دی گئی۔ مگر ایک انتظامی عارضی ڈھانچہ بنا دیا گیا تاکہ ان طلباء کا علمی نقصان نہ ہو جو زیر تعلیم تھے چنانچہ مجلس شوریٰ نے اساتذہ کی ایک کمیٹی بنا دی جو تعلیمی سلسلہ کو جاری رکھے گی۔ اس تعلیمی کمیٹی میں مولانا محمد اشرف کاظمی صاحب، قاری محمد حسین صاحب، شہزادہ عبدالقیوم صاحب درانی کو شعبہ تدریس پر مقرر کر دیا گیا۔

مولانا مفتی اعجاز ولی خاں صاحب رضوی اور قاضی مظفر اقبال صاحب کو برخاست کر دیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے دوبارہ اپنی تقرری کی درخواست کی ان کے معاملے پر غور کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنا دی گئی۔ جس میں سید محمد حسن شاہ نوری، مفتی عبدالرؤف شباب مفتی، میاں نور محمد بٹ ممبران مقرر ہوئے۔ کمیٹی نے ابھی تحقیقات کا آغاز ہی کیا تھا کہ سیکرٹری انجمن نعمانیہ فدا حسین صاحب اسیر اور صدر انجمن نعمانیہ ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ نے اپنے استعفے پیش کر دیے۔ ان حالات میں سیکرٹری صاحب کا استعفیٰ تو قبول کر لیا گیا اور کمیٹی نے قائم مقام سیکرٹری جناب محمد افضل چغتائی صاحب کو مقرر کر دیا۔ مگر صدر انجمن کا استعفیٰ قبول نہ کیا گیا اور انہیں ان کی اعزازی خدمات کے لیے دوبارہ آمادہ کیا گیا۔

کمیٹی نے قاضی مظفر اقبال صاحب اور مفتی اعجاز ولی خاں رضوی صاحب کو واجبات دے کر فارغ کر دیا اور عارضی اساتذہ کو تعلیمی اور تدریسی معاملات کی نگرانی کا کام سپرد کر دیا گیا۔ جنوری گیارہ ۱۹۷۰ء کو مجلس شوریٰ کے ایک اجلاس میں انجمن نعمانیہ کے معاملات پر غور و خوض کیا گیا۔ ریکارڈ سے یہ بات سامنے

آتی ہے کہ اب صدر انجمن ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ ہوں گے۔ محمد افضل صاحب چغتائی کو سیکرٹری انجمن بنادیا گیا۔ چوہدری محمد اکبر قادری ناظم تعلیم، مفتی اعجاز ولی خاں رضوی کو صدر مدرس کی حیثیت سے سامنے لایا گیا۔ اس سال یعنی ۱۹۷۰ء میں درجہ حدیث کے ۶ طلباء، درجہ عربیہ کے ۱۵، اور درجہ حفظ کے ۲۱ طلباء مستقل مدرسہ میں تھے۔ ان کے علاوہ وظیفہ خوار ۲۰ اور خوش خان ۲۲ طلباء بھی موجود تھے۔

نعمانیہ میں دورہ قرآن کا ایک خوشگوار تجربہ

۱۹۷۰ء میں مفتی اعجاز ولی خاں رضوی صاحب صدر مدرس نے اعلان کیا کہ رمضان المبارک کے دوران "دورہ تفسیر قرآن" ایک ماہ کے لیے جاری کیا جائے۔ چنانچہ لاہور کے مختلف دینی مدارس کے طلباء جو رمضان المبارک میں فارغ تھے دعوت دی گئی کہ "دورۂ تفسیر قرآن" میں داخلہ لیں۔ چنانچہ مختلف دینی مدارس سے ۲۸ طلباء بھی داخل ہوئے۔

اسی سال تقسیم اسناد کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ چونکہ انجمن اور دارالعلوم میں بدانتظامی کی وجہ سے سابقہ کئی سالوں میں جلسہ نہیں ہوا تھا اس لیے طے پایا کہ تمام طلباء جو اس دوران فارغ ہوئے ہیں دستار فضیلت سے مزین کر دیے جائیں۔ چنانچہ ان فارغ التحصیل طلباء کے سروں پر "مشدی عمامے" سجائے گئے اور انہیں اسناد فضیلت سے نوازا گیا۔

نو اگست ۱۹۷۰ء کو مجلس شوریٰ کے اجلاس کی کارروائی سے دوسرے معاملات کے علاوہ یہ بات سامنے آئی ہے کہ دارالعلوم کی قیمتی اور نادر کتب پر مشتمل لائبریری نہایت خستہ حالات میں ہے۔ کتابوں کو دیمک چاٹ رہی ہے ان کتابوں کو سنبھالنے کے لیے از سر نو جلد بندی کرا دی جائے۔ ناظم تعلیم رانا عبدالحمید قادری نے اس کام کو اپنے ذمہ لے کر جلد سازی کا کام شروع کرا دیا۔ اسی دوران یہ بھی فیصلہ ہوا کہ "قصیدہ بردہ" کی شرح جسے مولانا نور بخش توکلی رحمتہ اللہ علیہ نے مرتب کیا تھا زیور طباعت سے آراستہ کی جائے چونکہ انجمن کی مالی حالت نہایت مخدوش تھی۔ سید محمد حسن شاہ قادری گیلانی مالک نوری کتب

خانہ لاہور نے قصیدہ بردہ کی طباعت اپنے ذمہ لی تاکہ یہ نادر مخطوطہ ضائع نہ ہونے پائے۔

نومبر ۱۹۷۰ء کو مجلس شوریٰ کے فیصلوں کی روشنی میں دارالعلوم کے بورڈ از سرنو لکھوائے گئے۔ سالانہ رپورٹ کی طباعت کا انتظام کیا گیا۔ مفتی اعجاز ولی خاں رضوی نے دورہ تفسیر قرآن کی تفصیلات کو جو رمضان میں منعقد ہوا تھا طباعت کا اعلان کیا۔ پھر سالانہ رپورٹوں کی چھپوائی پر توجہ دی گئی۔ دارالعلوم کی بلڈنگ کو از سرنو رنگ و روغن کیا گیا۔

اگست، دسمبر ۱۹۷۰ء میں محکمہ اوقاف پنجاب نے دارالعلوم انجمن نعمانیہ کو اپنی تحویل میں لینے کے لیے صدر انجمن کو ایک مراسلہ لکھا اور اس سلسلہ میں تفصیلات طلب کیں مگر جب ان کے سامنے تفصیلات پیش کی گئیں تو محکمہ اوقاف نے محسوس کیا کہ اس کی ایک بلڈنگ اور زرعی زمین ہے صرف اس کی زرعی اور شہری جائیداد پر قبضہ کرنے کے لیے انجمن نعمانیہ کو اوقاف کی تحویل میں لے لیا جائے۔ اخراجات کی ذمہ داری قبول نہ کی جائے۔ چنانچہ اراکین انجمن نے کوشش کی کہ دارالعلوم نعمانیہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہ جائے اس طرح یہ ادارہ تباہ ہو جائے گا۔ چنانچہ گیارہ اپریل ۱۹۷۱ء کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ محکمہ اوقاف پنجاب کے اس نوٹس کے خلاف عدالت پر مقدمہ کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں سیکرٹری انجمن کو پورے پورے اختیارات دے دیے گئے جناب محمد افضل چغتائی صاحب کو مقدمہ کی پیروی کرنے کا مکمل اختیار دیا گیا۔ ایک ایڈووکیٹ ملک عزیز احمد خاں صاحب کی قانونی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس طرح انجمن کو محکمہ اوقاف سے بچانے کے لیے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا گیا۔

ان دس برسوں میں مجلس شوریٰ کے اجلاس تو باقاعدگی سے ہوتے رہے مگر انجمن اور دارالعلوم کی ترقی یا بہتری کی کوئی صورت سامنے نہ آ سکی۔ ہر اجلاس میں انتظامی معاملات پر گفتگو ہوتی مگر حالات میں کوئی تبدیلی نہ آ سکی۔ انتظامیہ کمزور، اساتذہ کی ٹیم کاہل، مالی حالات پریشان کن، دارالعلوم کا ڈسپلن ختم ہو گیا تھا۔ غالباً اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دارالعلوم نعمانیہ کے مقابلہ میں دارالعلوم مرکزی حزب الاحناف، جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، اور

دار العلوم نظامیہ لوہاری دروازہ لاہور اور ملک کے کئی دوسرے مدارس قائم ہو گئے تھے۔ طلباء کو ان مدارس سے بہت کچھ حاصل ہو رہا تھا۔ لاہور کے باہر کئی شہروں میں بعض سنی مدارس کام کرنے لگے تھے جس کی وجہ سے "دار العلوم نعمانیہ لاہور" کی مرکزیت ختم ہو کر رہ گئی تھی۔

انجمن کی جائیداد کے کاغذات کی حفاظت

ستائیس فروری ۱۹۷۲ء کے ایک اجلاس میں مجلس شوریٰ نے یہ محسوس کیا کہ انجمن نعمانیہ کی زرعی اور شہری جائیداد مختلف مقامات پر پھیلی ہوئی ہے اس کے کاغذات کو یک جا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس وقت انجمن کے سیکرٹری محمد افضل چغتائی تھے' جو محکمہ بحالیات میں کلیم آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے یہ بڑے راسخ العقیدہ سنی اور دردمند آفیسر تھے (ماشاء اللہ اب تک بقید حیات ہیں) یہ کام انہوں نے اپنے ذمہ لیا اور سابقہ سیکرٹری انجمن جناب محمد اعظم چغتائی سے کاغذات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی اس موقعہ پر موضع منڈیالی کی جائیداد کے کاغذات کی تلاش ہوئی۔ موضع چندرا کے کاغذات دیکھے گئے اور جہلم میں ایک مکان کی جائیداد کے کاغذات سامنے آئے۔

دوم اپریل ۱۹۷۲ء کو ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں اراکین اور اساتذہ کے علاوہ لاہور کے چند مقتدر علمائے کرام بھی آگے بڑھے اور گزشتہ پانچ سال سے دار العلوم کی حالت پر غور کیا گیا اس اجلاس میں مفتی اعجاز ولی خاں صاحب رضوی شیخ الحدیث نے اپنی جیب خاص سے نعمانیہ کو رقم مہیا کی۔ قاری سید محمد غلام یٰسین شاہ صاحب خطیب بادامی باغ لاہور نے چندہ جمع کر کے نعمانیہ کو دیا۔ مولانا عبد الستار خاں نیازی نے نعمانیہ کے اجلاس میں خطاب فرمایا۔

اس اجلاس کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ محکمہ اوقاف دراصل انجمن نعمانیہ کی جائیداد اور دار العلوم کو اپنے قبضہ میں لینے کا اہتمام کر رہا ہے۔ محکمہ اوقاف کے اقدام کی بنیاد انجمن نعمانیہ کے ایک سابقہ ناظم تعلیم مولانا اکرام حسین مجددی کی ایک درخواست تھی۔ جو انہوں نے سات سال قبل حکومت پنجاب کو دی تھی اور ناظم تعلیم ہونے کی حیثیت سے حکومت کو استدعا کی تھی کہ

وہ انجمن نعمانیہ کو اپنی تحویل میں لے لے۔
انجمن نعمانیہ کے مشیر قانون ملک عبدالعزیز ایم اے' ایل ایل بی ایک سینئر ایڈوکیٹ تھے انہوں نے محکمہ اوقاف کے خلاف سول جج لاہور قاضی عبدالسعید کی عدالت میں ایک دعویٰ دائر کر دیا۔ جہاں سے فیصلہ ہوا کہ محکمہ اوقاف انجمن نعمانیہ لاہور پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔

انجمن کے ایک قدیم خادم کی وفات

انجمن نعمانیہ کے ایک پرانے رکن اور نائب صدر حاجی ملک تاج الدین دو اپریل ۱۹۷۲ء کو وفات پا گئے۔ آپ کی رحلت سے انجمن ایک مخلص اور تجربہ کار رکن سے محروم ہو گئی۔ دارالعلوم میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی گئی اور ان کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا گیا۔
پچیس فروری ۱۹۷۳ء کے ایک اجلاس میں مولانا محمد سعید خان نقشبندی صدر مدرس کی حیثیت سے انجمن نعمانیہ میں آئے۔ انہوں نے انجمن کی زرعی اراضی کا معاملہ پیش کیا۔ کتابوں کی حفاظت اور جلد بندی پر زور دیا۔ ان دنوں انجمن نے وفاقی وزیر اوقاف حکومت پاکستان مولانا کوثر نیازی مرحوم کو ایک درخواست دی اور انہیں انجمن اور اس کے دارالعلوم کی مالی تعاون کے لیے کہا گیا۔ اگرچہ مولانا کوثر نیازی مرحوم کوئی مالی امداد تو نہ کر سکے مگر انہوں نے نعمانیہ کی چٹھی کا جواب دیتے ہوئے اس دارالعلوم کی ترقی و کامرانی کے متعلق نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ تاہم انجمن نعمانیہ نے انہیں دعوت دی کہ وہ خود کسی اجلاس کی صدارت کریں انجمن نعمانیہ کی سابقہ خدمات اور موجودہ صورت حال ملاحظہ کریں۔

۱۹۷۳ء میں انجمن کے اراکین

چھبیس اگست ۱۹۷۳ء کے ایک اجلاس کی روئیداد کی روشنی میں ہم ان حضرات کے اسمائے گرامی دیکھتے ہیں جو اس وقت انتظامی امور سرانجام دے رہے تھے۔
۱- ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ --- صدر انجمن

۲- محمد افضل چغتائی صاحب --- سیکرٹری

۳- ڈاکٹر جمیل احمد خان چوہان --- جائنٹ سیکرٹری

۴- حاجی اقبال سعید صاحب --- رکن انجمن

۵- محمد اکبر قادری --- ناظم تعلیم

۶- مفتی اعجاز ولی خاں صاحب رضوی --- شیخ الحدیث

۷- مولانا محمد سعید احمد نقشبندی --- رکن انجمن

۸- حکیم اشتیاق حسین صاحب --- رکن انجمن

ان دنوں انجمن نعمانیہ لاہور کی جو نہایت اہم قابل ستائش علمی خدمت سامنے آئی وہ "دورہ تفسیر" تھا۔ جسے لاہور اور بیرونی اہل علم نے بے حد پسند کیا۔ انجمن نے اپنے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا کہ مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی اعزازی طور پر "دورہ تفسیر قرآن" اور تدریسی نگرانی کے فرائض سرانجام دیں گے۔ اس "دورہ تفسیر قرآن" میں مولانا مقصود احمد صاحب خطیب جامع مسجد تکیہ سادھواں اور استاذ العلماء حضرت مولانا محمد مہرالدین صاحب نقشبندی خطیب جامع مسجد چاہ میراں لاہور نے بھی ایک عشرہ کے لیے "دورہ تفسیر قرآن" کے اساتذہ میں شرکت کی۔ مولانا محمد مہرالدین صاحب نقشبندی جماعتی ایک قابل قدر معلم تھے۔ جو تیس سال تک دارالعلوم حزب الاحناف اور دوسرے تدریسی اداروں میں خدمات سرانجام دیتے رہے تھے۔ اس طرح مولانا مقصود احمد صاحب ایک منجھے ہوئے نوجوان مدرس کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے۔ (ان دنوں وہ محکمہ اوقاف پنجاب کے صوبائی خطیب ہیں اور جامع مسجد داتا گنج بخش لاہور میں خطابت کرتے ہیں) تفسیر قرآن کے کورس میں حصہ لے کر انجمن نعمانیہ کے اس مقصد کو کامیاب بنایا۔

مفتی اعجاز ولی خاں رضوی کی برخاستگی

چودہ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو مجلس شوریٰ کے ایک اجلاس میں یہ بات سامنے آئی کہ دارالعلوم نعمانیہ کے طلباء تعلیم میں کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ دورہ حدیث کے طلباء کا امتحان لیا گیا تو تمام طلباء غیر تسلی بخش پائے گئے۔ اس سارے

تدریسی و تعلیمی کام کے ذمہ دار مفتی اعجاز ولی خان رضوی تھے جو صدر مدرس بھی تھے اور نگران تعلیم بھی۔ اس انحطاط کی وجہ دریافت کی گئی تو وہ تسلی بخش جواب نہ دے پائے۔ ناظم تعلیم محمد اکبر قادری کو شکایت تھی کہ مفتی صاحب عام جلسوں میں تقاریر کرنے' احباب کے نکاح پڑھانے اور مہمانوں کی مجالس میں مصروف رہتے ہیں۔ تدریس کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ اندریں حالات مجلس شوریٰ کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مفتی صاحب کو تدریسی فرائض سے سبکدوش کر دیا جائے۔ مفتی اعجاز ولی خاں خود بھی مجلس شوریٰ کے اس اجلاس میں موجود تھے۔ آپ نے اعلان کیا کہ میں اس فیصلہ کو تسلیم کرتا ہوں اور دارالعلوم نعمانیہ کے تدریسی امور سے دستبردار ہوتا ہوں۔ چنانچہ آپ پندرہ نومبر ۱۹۷۳ء کو دارالعلوم نعمانیہ سے علیحدہ ہو گئے۔

اسی اجلاس میں مولانا محمد سعید نقشبندی خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش لاہور کو نگران تعلیم اور صدر مدرس مقرر کر دیا گیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ تعلیمی معاملات درست نہیں ہو رہے۔ طلباء و اساتذہ باہمی کشمکش میں مصروف ہیں۔ دارالعلوم کا نظام بگڑتا جا رہا ہے لہٰذا فیصلہ کیا گیا کہ مولانا مہر الدین صاحب نقشبندی کی علمی خدمات سے استفادہ کیا جائے چنانچہ مولانا سے استدعا کی گئی کہ وہ دارالعلوم میں تدریسی فرائض سرانجام دیں۔ حضرت مولانا مہر الدین جماعتی کو سولہ نومبر ۱۹۷۳ء کو صدر مدرس مقرر کر دیا گیا۔

ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ میں قاری سید محمد شاہ حفظ و ناظرہ کے انچارج مقرر ہوئے۔ قاری امیر عالم نقشبندی مجددی کو تجوید و قرات کے شعبہ کا انچارج بنا دیا گیا۔ مولانا محمد الرشید صاحب نقشبندی مدرس کتب نظامیہ مقرر ہوئے۔ خواجہ عبدالباقی صاحب مشیر مال اپنی ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مستعفی ہو گئے۔

دارالعلوم کی عمارت کی مرمت

یکم فروری ۱۹۷۴ء کے اجلاس کی روئیداد سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن نعمانیہ کے ممبران مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ سارے دارالعلوم کے صحن برآمدوں اور دوسری عمارات میں اینٹوں کا فرش لگا دیا جائے' ضروری مرمت

کروائی جائے۔ چنانچہ یہ خرچ ہنگامی طور پر ممبران مجلس شوریٰ اور دوسرے مخیر حضرات سے جمع کرکے فرش لگوا دیے گئے۔ انجمن کے ریکارڈ سے یہ بات نہایت قابل افسوس دکھائی دیتی ہے کہ ہر اجلاس میں قاضی مظفر اقبال صاحب فرزند ارجمند مولانا محمد جان ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ کے رویہ کے خلاف بحث چل نکلتی ہے دوسری طرف قاضی مولانا مظفر اقبال بھی ان اراکین سے نہ تعاون کرتے دکھائی دیتے ہیں اور نہ تعلیم و تدریس کے معاملات میں حصہ لیتے ہیں۔ مجلس شوریٰ انہیں دارالعلوم سے نکالتی ہے مگر وہ کسی صورت میں اپنا وجود برقرار رکھنے کے لیے موجود ہوتے ہیں مگر ہر بار انجمن نعمانیہ کی انتظامیہ انہیں مسترد کرتی جاتی ہے۔

دارالعلوم نعمانیہ کا انحطاطی دور

انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ دارالعلوم میں کوئی قابل قدر اصلاح نہیں ہو سکی۔ تعلیم کا معیار دن بدن گرتا گیا اور انتظامی معاملات بگڑتے گئے مالی حالات خراب ہوتے گئے۔ اس میں اساتذہ اور طلباء کی دلچسپی کم ہوتی گئی مجلس شوریٰ کا جو بھی اجلاس ہوا، اس میں اساتذہ، تلامذہ اور افسوسناک صورت حال کے دیکھتے ہوئے انجمن نعمانیہ کے ناظم تعلیم مولانا محمد سعید نقشبندی نے پانچ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ایک دردناک رپورٹ لکھی جسے ہم انہی کے الفاظ میں نقل کر رہے ہیں۔

مولانا سعید احمد نقشبندی ناظم تعلیم کی ایک رپورٹ

ناظم تعلیم صاحب نے سالانہ امتحانات اور دارالعلوم کے حالات کے متعلق مفصل رپورٹ پیش کی جو کہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ اس سال درجہ کتب درس نظامی میں کم و بیش ستائیس طلباء داخل ہوئے اور تعلیم حاصل کرتے رہے۔ درجہ حدیث میں کوئی طالب علم داخل نہ ہوا۔ مگر ان میں سے سالانہ امتحانات منعقدہ یکم ستمبر ۱۹۷۴ء میں صرف گیارہ طلباء شریک ہوئے۔ سولہ طلباء غیر حاضر پائے گئے۔ امتحان میں

شریک ہونے والوں میں سے صرف دو تین اچھے نمبروں میں پاس ہوئے۔ باقی یا فیل ہوئے یا تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوئے۔

۲۔ درجہ حدیث میں ابتداً سال میں کوئی طالب علم نہ آیا لہٰذا شیخ الحدیث صاحب دورہ حدیث شریف کے بجائے نیچے درجے کی کتب پڑھاتے رہے۔ پھر ان کتب کے طلباء بھی سب کے سب چلے گئے اور دو تین ماہ سے شیخ الحدیث صاحب فارغ بیٹھے رہے۔ اس دوران میں کم و بیش ایک ماہ تک شیخ الحدیث صاحب کو چوٹ آنے کی وجہ سے بیمار رہے۔ ان کے درجے کا صرف ایک طالب علم امتحان سے دو تین روز پہلے آیا اور تین کتابوں کا امتحان دیا۔

۳۔ درجہ قرات و تجوید اور حفظ و ناظرہ کے دس بارہ طلباء میں سے بھی صرف ایک دو کی حالت قدرے بہتر ہے باقی کافی کمزور رہیں پورے سال کی تعلیمی کارکردگی کا ماحاصل یہ ہے جو مذکور ہوا۔

لمحہ فکریہ

کم و بیش پچیس صد روپے ماہوار تعلیمی مصارف کے حساب سے دارالعلوم کی انتظامیہ تنخواہوں پر خرچ آتا ہے۔ اسی طرح خوراک پر سالانہ تیس ہزار روپے صرف کردیئے جاتے ہیں۔ اتنی رقم جس کوشش اور محنت شاقہ سے فراہم ہوتی ہے معزز اراکین اس سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ پھر وقتاً فوقتاً مرمت، خرید کتب و دیگر اشیاء نشر و اشاعت وغیرہ پر صرف ہونے والی رقم اس کے علاوہ ہے۔ اس تمام کاوش اور تگ و دو کا مقصد وحید صرف اور صرف اعلاءِ دین ہے لیکن اس کا موصولہ نتیجہ اراکین مجلس شوریٰ کے سامنے ہے۔ میرے خیال میں یہ مخدوش صورت حال مسلسل کئی سال سے آرہی ہے۔ چونکہ اراکین اور عہدہ داران میں سے کوئی شخص عالم نہ تھا اس لیے اصل تعلیمی کیفیت پردہ خفا میں رہی یا معلوم ہونے کے باوجود چشم پوشی سے کام لیا جاتا رہا۔ میں نے چونکہ خود سولہ سال انہیں کتب کی تدریس کی ہے اور خدا تعالیٰ کو جان دینی ہے نیز قوم کا روپیہ امانت سمجھتا ہوں اس لیے امر واقعی سے آگاہ کرنا ضروری

سمجھا۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ ناظم تعلیم ہونے کی حیثیت سے اس نازک صورت حال کی ذمہ داری مجھ پر عائد کی جا سکتی ہے۔ آپ حضرات کے خوف اور اپنی پوزیشن بہتر بنانے کی خاطر سبز باغ دکھانے میرے لیے بالکل آسان کام تھا۔ کیونکہ امتحانات کے وقت میرے سوا اراکین میں سے کوئی بھی موجود نہ تھا۔ نیز معزز اراکین میں سے نہ ہی کوئی سوالات و جوابات کے نشیب و فراز سے کماحقہ واقف ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر میں ایسا کرتا تو خدا تعالیٰ اور آپ کے ساتھ خیانت کرتا اور بددیانتی کا مرتکب ہوتا۔

کلکم راع و کلکم مسئول من رعیتہ کے مطابق ہم سب لوگ عنداللہ اس کے جوابدہ ہوں گے۔ لہٰذا اس کی اصلاح پر کامل غور و خوض کر کے بہتر حالت پیدا کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ محض عہدوں سے چمٹے رہنے پر خوش ہونا اور کفایت کرنا خود فریبی ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم سے قبل ایک زمانہ تھا کہ اس دارالعلوم میں پڑھنے والے لائق طلباء کی اس قدر کثرت ہوتی تھی کہ جامعہ کی دارالاقامہ میں جگہ تنگ ہونے کے باعث شاہی مسجد میں طلباء کی کلاسیں لگتی تھیں اور بہت تعلیمی گہما گہمی ہوتی تھی۔ اس وقت اغیار کے مدرسوں میں پڑھنے والے طلباء کی کثرت ہے۔ "جامعہ مدنیہ" میں جو یہاں سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے سو سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس طرح "جامعہ اشرفیہ" میں صرف "دورہ حدیث" کے اندر سو سو طلباء ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ہمارے ہاں خاک اڑ رہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (اے اصحاب دانش اس سے عبرت پکڑو) معزز اراکین کو سوچنا چاہیے کہ وہ اپنے وقت اور کام کاج کا حرج کر کے اعزازی طور پر ثواب اور خدمت دین کی نیت سے جامعہ کی انتظامیہ میں شمولیت کے دعویدار ہیں۔ یہ صورت حال ثواب کے بجائے عذاب کا پیش خیمہ ثابت نہ ہو جائے۔

اصلاحی تجاویز و تدابیر

اصلاح احوال کی خاطر درج ذیل تجاویز و تدابیر پیش خدمت ہیں۔

۱۔ انجمن کی مالی حالت بہتر بنانے کی پوری پوری کوشش کی جائے تاکہ مجوزہ

پروگرام عملی شکل اختیار کر سکیں۔ اس وقت مالیاتی شعبہ کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

۲۔ اخبارات' رسائل' اشتہارات کے ذریعے انجمن کو زیادہ سے زیادہ متعارف کرایا جائے۔ اس طرف توجہ نہ کرنے کے باعث اہلسنت کی سب سے قدیمی درسگاہ گوشہ گمنامی میں جاچکی ہے۔ کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ کسی مخیر کو انجمن سے تعاون کی ترغیب دلانے پر اس نے حیرت سے دریافت کیا کہ کیا انجمن نعمانیہ ابھی تک زندہ ہے اور اب تک چل رہی ہے اور کام کر رہی ہے۔ بالکل نئے قائم شدہ مدارس سے لوگ زیادہ ترشناسا ہیں۔ اس طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس مقصد میں کامیابی کے لیے فنڈ' ایک فعال سب کمیٹی اور نہایت متحرک عملہ دفتر کی ضرورت ہے۔

۳۔ غیر ضروری اساتذہ کو فی الفور سبکدوش کیا جائے۔ صرف لائق اور ضروری مدرسین پر کفایت کی جائے۔ انجمن کے موجودہ مالی حالات بھی شدت سے اس تخفیف کی متقاضی ہیں۔ نیز عملہ دفتر میں بھی فی الفور تخفیف کرنا ضروری ہے اور وقت پر صحیح طریقہ سے اور جانفشانی سے کام نہ کرنے والے افراد کو فوراً فارغ کیا جائے۔

۴۔ طلبہ اور تعلیم سے متعلقہ جملہ امور کے لیے اساتذہ میں سے کسی ذمہ دار ذی احساس اور طلبہ پر ہر طرح کنٹرول کرنے والے استاد کو انچارج مقرر کرنا از حد ضروری ہے تاکہ طلبہ کے داخلے' ان کی کتابیں' خوراک' ان کے فوری طور پر رہائش وغیرہ امور میں فوری اور بروقت انتظام ہو جایا کرے۔ بہت سے طلباء اس بدانتظامی اور دفتر کی عدم دلچسپی کے باعث دارالعلوم چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ناظم تعلیم اس انچارج کو مناسب اختیارات تفویض کردے۔ اس کی ضرورت اس بنا پر بھی ہے کہ اراکین انجمن ہمہ وقت نگرانی سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ نتیجہ یہ کہ فوری وضروری کاموں میں تعطل اور خلل واقع ہوتا ہے۔ طلباء کے مطالعہ اسباق کی نگرانی' نماز کی پابندی کرانا' آوارہ پھرنے سے روکنا وغیرہ بھی اہم مقاصد میں سے ہے۔

۵۔ ہر رکن اور عہدہ دار انجمن کے مقاصد کی دیکھ بھال کے لیے کچھ نہ کچھ

وقت ضرور نکالے صرف میٹنگ میں شمولیت کر کے رسمی اور وقتی گفتگو پر کفایت نہ کرے۔

۶۔ امتحان نہ دینے والے طلباء کو آئندہ داخل نہ کیا جائے۔ وظائف کی صورت میں لائق طلباء کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ سال میں تین بار ٹسٹ لیا جائے۔

۷۔ دوسرے مدارس کی طرح طلباء کے لیے خوارک' پوشاک' رہائش وغیرہ ضروریات کا نظام بہتر سے بہتر بنایا جائے۔

۸۔ انچارج کی تحویل میں ہنگامی ضرورت کے لیے کچھ مقدار میں رقم ہر وقت موجود رہے۔

۹۔ مالی حالت بہتر بنانے کے لیے کوئی جامع منصوبہ طے کیا جائے۔

۱۰۔ آئندہ تعلیمی سال کی ابتداء میں باورچی کا انتظام کیا جائے۔

۱۱۔ گنجائش کی صورت میں اساتذہ کی تنخواہوں کی حالت بہتر بنائی جائے۔

پوری امید ہے کہ ان مذکورہ تجاویز و تدابیر کے بروئے کار لانے سے انشاء اللہ العزیز ایک سال کے اندر اندر بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

راقم الحروف محمد سعید احمد نقشبندی
ناظم تعلیم جامعہ نعمانیہ لاہور پاکستان
مورخہ ۵.۹.۷۴

اس رپورٹ کے بعد مجلس شوریٰ کا جو اجلاس ہوا اس میں ان تجاویز کی روشنی میں حالات کو درست کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنادی گئی جن کی نشاندہی کی گئی تھی۔ اس کمیٹی میں محمد افضل چغتائی صاحب' مولانا محمد سعید احمد نقشبندی صاحب' چوہدری محمد اکبر قادری صاحب اور مشیر قانون میاں محمد ابراہیم صاحب ایڈووکیٹ تھے۔ انہوں نے صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے کچھ ہنگامی اصلاحات کا اعلان کیا۔

۱۔ مولانا محمد صدیق صاحب کو ۲.۱۱.۷۴ سے صدر مدرس مقرر کردیا گیا۔

۲۔ صدر مدرس کو تین ماہ کے بعد اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کی گئی۔

۳- مولوی مظفر اقبال صاحب نے عدالت میں مقدمہ کر دیا اس کے دفاع کے لیے خصوصی ہدایات جاری کی گئیں۔

۴- مولانا گل احمد خان کو استاد درس نظامی مقرر کیا گیا۔

۵- مولانا علی احمد سندھلوی کو مدرس مقرر کیا گیا۔

۶- سید محمد شاہ بخاری کو شعبہ حفظ و ناظرہ کا انچارج بنا دیا گیا۔

سید دلاور علی شاہ کی دستبرداری

۲/ فروری ۱۹۷۵ء کو مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ اس میں صدر انجمن نعمانیہ نے اپنی ضعیفی اور بیماری کی وجہ سے صدارت سے دستبرداری کی درخواست کی۔ جو حالات کے پیش نظر بادلِ نخواستہ قبول کر لی گئی۔ ساتھ ہی ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ کی ان خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا گیا جو انہوں نے انجمن نعمانیہ میں سرانجام دیں تھیں۔ اس اجلاس میں ان کی جگہ محمد یعقوب صاحب نمبردار کو صدر انجمن مقرر کر لیا گیا اور ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ کو انجمن کا سرپرست بنا دیا گیا۔

محکمہ اوقاف کا حکم نامہ

انہی دنوں حکومت پاکستان جو ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے زیر اقتدار تھی کی طرف سے ایک اعلان ہوا کہ پاکستان کی مساجد اور مدارس کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لے لیا جائے۔ اس خبر سے دارالعلوم نعمانیہ سے تعلق رکھنے والوں کو سخت تشویش ہوئی اور اس کے سدباب کے لیے کوششیں ہونے لگیں اور [illegible] مشیر کو اختیارات دیے گئے۔ دو نومبر ۱۹۷۵ء کو انجمن نے انضباطی کارروائی کرتے ہوئے مولانا گل احمد خاں عتیقی اور مولانا احمد علی صاحب سندھلوی کو [illegible] نہ کرنے اور دارالعلوم کے انتظام کو خراب کرنے کی پاداش میں نکال دیا گیا۔

دو نومبر ۱۹۷۷ء کو حکومت پاکستان نے اعلان کیا کہ حکومت دینی مدارس کو اپنی تحویل میں نہیں لینا چاہتی صرف ان مدارس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی آمدنی اور اخراجات کا کسی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے آڈٹ کرا لیا کریں اور [illegible]

سوشل ویلفیئر پنجاب کے ڈائریکٹر کو ارسال کیا کریں۔ اس طرح انجمن نعمانیہ نے محکمہ اوقاف کے خلاف جو مقدمہ کر رکھا تھا وہ بھی واپس لے لیا گیا۔

دارالعلوم نعمانیہ کا یہ دور مجموعی اعتبار سے ایک انحطاطی دور تھا۔ مشکلات کا دور تھا' انتشار کا دور تھا' بدنظمی کا دور تھا' اساتذہ اور انتظامیہ کی باہمی آویزش کا دور تھا' مالی زبوں حالی کا دور تھا اور پریشانی کا دور تھا۔

سابقہ ادوار میں انجمن نعمانیہ لاہور میں منتظمین کی ایک ایسی ٹیم کام کر رہی تھی جو اعزازی طور پر بڑی لگن سے اپنے مشن کو چلا رہی تھی۔ ان میں صاحب علم و فضل بھی تھے۔ قانون و انتظام کے ماہر بھی تھے پھر اللہ کی رضا کے لیے اپنا وقت عزیز قربان کرنے والے لوگ تھے۔ باطل قوتوں سے مقابلہ کرنا اور اپنوں کے لیے دامن محبت پھیلا دینا ان کا شیوا تھا۔ انہوں نے آج سے ایک صدی پہلے بے سروسامانی کے عالم میں انجمن نعمانیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ دارالعلوم نعمانیہ قائم کیا سارے برصغیر میں اسے حنفی اور سنی تعلیمات و نظریات کا مرکز بنا دیا۔ یہاں کے اساتذہ آسمان علم و فضل پر چمکتے ہوئے آفتاب و ماہتاب تھے۔ یہاں سے فارغ ہونے والے علماء جب دستار فضیلت سجا کر نکلتے تھے تو سینوں کے لیے علم و روحانیت کے چشمے جاری کرتے تھے۔ انہوں نے تکلیفیں بھی اٹھائیں اور اعزاز بھی پائے۔ فاقہ کشی کے صحراؤں سے بھی گزرے اور اعزاز و اکرام کے خیابانوں میں بھی رہے۔

مگر سابقہ چند سالوں میں انجمن نعمانیہ اپنے انتظام و انصرام کی وجہ سے ایک ناکام ادارہ ثابت ہوا۔ منتظمین سست اور نااہل اساتذہ کم علم اور کم سواد۔ اس عرصہ میں جتنی روئیدادیں سامنے آئیں ان میں اساتذہ اپنی تنخواہوں کے اضافہ کا ہی مطالبہ کرتے دکھائی دیے' جتنے امتحانات آئے طلباء فیل ہوتے نظر آئے' انتشار' اختلاف' بدنظمی اور بددلی دکھائی دی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرکزی انجمن حزب الاحناف کے بانی مولانا سید دیدار علی شاہ الوری سابق صدر مدرس دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے زیر نگرانی تھا۔ مگر حضرت علامہ الوری کے دو نامور فرزندان مولانا ابو الحسنات قادری خطیب مسجد وزیر خانؔ اور مولانا ابو البرکات سید احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ نے اسے شبانہ روز محنت سے ایک اعلیٰ درسگاہ بنا دیا۔ دارالعلوم حزب الاحناف کے علاوہ پاکستان کے قیام سے پہلے سینوں کا مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد' مدرس حمیدیہ اور مدرسہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں اپنے اپنے انداز پر کام کر رہے ہیں۔ بایں ہمہ انجمن نعمانیہ کا دارالعلوم ایک تاریخی اور مثالی ادارہ تھا جس نے تریسٹھ سال کا علمی سفر طے کر کے اپنا مقام حاصل کیا تھا۔

قیام پاکستان کے بعد انجمن نعمانیہ کی علمی اور تدریسی رفتار کی ایک مختصر سی رپورٹ (جس میں یکم جنوری یا ۳۱ر دسمبر ۱۹۵۶ء کے کوائف درج ہیں) چھپی جسے انجمن کے جائنٹ سیکرٹری لعل محمد چغتائی نے مرتب کیا تھا ہم اس میں سے صرف ان عہدہ داراں انتظامیہ اور علماء کرام کے اسمائے گرامی نقل کر رہے ہیں جو ۱۹۵۹ء تک انجمن کے امور کی نگرانی کرتے رہے تھے۔

ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ قادری ایم بی بی ایس لاہور' صدر

کنور محمد سعادت اللہ خان ایڈووکیٹ ہائی کورٹ' نائب صدر

میاں محمد حسین چشتی آف کے بی چشتی' میاں مبارک دین کونسلر لاہور' صاحبزادہ میاں محمد امین سجادہ نشین داتا گنج بخش' ملک سراج الدین جیولرز لاہور نائب صدور

سید محمد اولاد علی شاہ گیلانی ایم اے (مولف مرقع ملتان) مہتمم و ناظم تعلیم

عبدالرؤف شباب مفتی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ' جنرل سیکرٹری

لعل محمد چغتائی' جائنٹ سیکرٹری

شیخ محمد الدین' آڈیٹر پنجاب پولیس' مشیر مال

شیخ محمد دین کنٹریکٹر پی ڈبلیو ڈی' ممتحن امتحانات

ان بزرگوں کے علاوہ سولہ ایسے زعمائے لاہور تھے جو انجمن کی نئی مجلس شوریٰ کے رکن بنے ایک عرصہ گزرے کے بعد طلباء کے رہائشی کمرے (دارالاقامہ) بوسیدہ ہو چکے تھے۔ لہٰذا ملک سراج الدین صراف کشمیری بازار لاہور نے چھ ہزار روپیہ دیا۔ ایک سنی العقیدہ خاتون سردار بیگم بنت حافظ حسن دین گجر گلی لاہور نے تین ہزار روپیہ پیش کیا اور بقایا روپیہ انجمن کے فنڈز سے خرچ کر کے دارالاقامہ کو ازسرنو تعمیر و مرمت کیا۔ اسی طرح تدریسی درسگاہیں ازسرنو تعمیر کی گئیں۔

۱۹۴۹ء

پاکستان کی تشکیل کو صرف دو سال بعد انجمن نعمانیہ کی مالی حالت تشویش ناک حد تک مخدوش ہوگئی۔ دارالعلوم میں اساتذہ اور طلباء کی تعداد میں کمی آ گئی۔ دارالعلوم کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۹ء میں استاذ العلماء مولانا محمد مہرالدین جماعتی مرحوم صدر مدرس بنے۔ ان کے ساتھ قاری غلام فرید مرحوم شعبہ حفظ و قرآت کے نگران مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مفتی محمد حسین صاحب نعیمی (بانی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور دارالعلوم نعمانیہ) مراد آباد سے فارغ التحصیل ہو کر مدرس کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں سید میرک شاہ اندرابی جو آزاد کشمیر کے محکمہ اوقاف کے انچارج تھے۔ وہاں سے مستعفی ہو کر دارالعلوم نعمانیہ کے صدر مدرس کی حیثیت سے تشریف لائے۔ اس طرح یہ عظیم الشان دارالعلوم ازسرنو علمی خدمات سرانجام دینے لگے۔

حضرت پیر سید معصوم شاہ صاحب قادری سجادہ نشین سادہ چک ضلع گجرات نے لاہور میں "نوری کتب خانہ" کی بنیاد رکھی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی کتابوں کی اشاعت کرنے لگے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے سینکڑوں رسائل چھپوائے اور علماء کرام تک پہنچائے۔ انجمن نعمانیہ کی حالت کو دیکھ کر وہ آگے بڑھے اور مجلس شوریٰ کی رکنیت اختیار کر کے دارالعلوم کے معاملات میں تعاون کرنے لگے۔ آپ کی وجہ سے لاہور

کے چند امراء اور رؤسا نے دارالعلوم کی حالت کو سنبھالا دیا۔ پیر سید معصوم شاہ قادری عمر کے آخری دن تک دارالعلوم نعمانیہ کی خدمت کرتے رہے۔ انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ۲۰ر جنوری ۱۹۶۹ء کو وصال ہوا۔ اور دارالعلوم کے اراکین اساتذہ اور طلباء نے دارالعلوم میں ایک مجلس تعزیت منعقد کی اور ایصال ثواب کے لیے کئی قرآن پاک پڑھے۔

انجمن نعمانیہ لاہور کے اراکین میں ایک شخص الحاج لعل محمد چغتائی صاحب کا نام سنہری حروف سے لکھا جانے کے قابل ہے۔ وہ ایک طویل عرصہ تک انجمن نعمانیہ کے دبیر (سیکرٹری) کی حیثیت سے اعزازی طور پر کام کرتے رہے۔ آخر ۱۵ر فروری ۶۵ء کو انتقال ہوا تو انجمن کے اراکین اساتذہ طلباء اور شہر کے سنی علماء کرام کی ایک کثیر تعداد نے آپ کی علمی اور تنظیمی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کرنے کے لیے ۱۷ر فروری ۶۵ء کو ایک بھرپور تعزیتی اجلاس منعقد کیا۔ یہ اجلاس دارالعلوم کے کھلے صحن میں ہوا تھا ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اعجاز ولی خاں رضوی مرحوم تھے اور صدر مدرس مولانا سید محمد اشرف کاظمی اور اعزازی دبیر (سیکرٹری) آغا فدا حسین تھے۔

۱۵ر اگست ۶۷ء کو انجمن کی تشکیل از سر نو کی گئی۔ محمد افضل صاحب چغتائی کو سیکرٹری انجمن منتخب کیا گیا۔ آپ سرکاری افسر تھے اور ایک طویل عرصہ تک اعزازی خدمات سرانجام دیتے رہے

۱۹۷۳ء میں مجلس شوریٰ کی ایک رپورٹ

مجلس شوریٰ کی کارروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الحدیث مفتی اعجاز ولی خان کو ۱۵ر نومبر ۷۳ء کو ان کے فرائض سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اگرچہ رپورٹ میں صرف تنی بات درج کی گئی ہے کہ مفتی صاحب کے زیرِ تربیت طلباء کی اکثریت امتحان میں فیل ہوگئی تھی۔ تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ مفتی صاحب اپنے طلباء پر توجہ نہیں دیتے رہے اور "جمعیتہ علماء پاکستان لاہور" کے صدر منتخب ہونے کی وجہ سے وہ سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہوگئے تھے۔ وہ اس دوران تبلیغی جلسوں، سماجی کاموں اور دوسرے دینی امور میں زیادہ وقت گزار دیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہیں ۱۵ر نومبر ۷۳ء کو تدریسی خدمات سے علیحدہ کر دیا گیا اور ان کی جگہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی خطیب مسجد داتا گنج بخش لاہور ۱۶ر نومبر ۷۳ء کو شیخ الحدیث اور صدر مدرس کی حیثیت سے منتخب ہوگئے۔

۱۹۷۷ء میں مجلس شوریٰ کے انتخابات

انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سال مجلس شوریٰ کے نئے انتخابات ہوئے اور نئی انتظامیہ تشکیل دی گئی چنانچہ جنوری ۱۹۷۷ء کو ذیل حضرات انتظامیہ میں لیے گئے۔

۱۔ ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ، چونا منڈی لاہور ــــ سرپرست
۲۔ میاں محمد یعقوب نمبردار، لاہور ــــ صدر انجمن
۳۔ الحاج محمد افضل چغتائی سٹیلمنٹ آفیسر لاہور ــــ جنرل سیکرٹری
۴۔ محمد اکبر قادری، پنجاب گورنمنٹ پرنٹنگ پریس، جائنٹ سیکرٹری
۵۔ ڈاکٹر محمد منیر مغل جسٹس پنجاب ہائی کورٹ ــــ لیگل سیکرٹری
۶۔ مولانا محمد سعید خان نقشبندی، خطیب داتا گنج بخش ــــ ناظم تعلیم
۷۔ میاں محمد امین، کشمیری بازار ــــ خازن
۸۔ ملک محمد امین نقشبندی، بھاٹی گیٹ ــــ مہتمم دار الاقامہ

۹۔ مولانا سعید احمد نقشبندی، خطیب داتا گنج بخش، ناظم لائبریری
۱۰۔ سید محمد حسن شاہ نوری، ملک سراج الدین، حاجی شیر محمد نمبردار،

اراکین

۱۱۔ چوہدری احمد دین تحصیل دار، حاجی محمد یعقوب قادری--- نائب صدر کی حیثیت سے انجمن کی نگرانی کرنے لگے۔

انوار نعمانیہ لاہور کا اجراء

نئی انتظامیہ نے محسوس کیا کہ چند برسوں سے انجمن کے ماہواری رسالہ نعمانیہ کی بندش کے بعد اس کے تعارف کا سلسلہ بند ہو گیا ہے اور عوام تک انجمن کے حالات نہیں پہنچ رہے۔ اس لیے "انوار نعمانیہ" کا نیا ڈیکلریشن حاصل کرنے کے بعد "انوار نعمانیہ" جاری ہوا۔ جون ۱۹۷۷ء کے ایک اجلاس میں قدیم اور نادر لائبریری کی تنظیم نو کا فیصلہ کیا گیا اور مولانا محمد سعید احمد نقشبندی کو اس کا نگران مقرر کیا گیا۔ دارالعلوم کی عمارت کی مرمت کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ جو مخیر حضرات سے فنڈ جمع کر کے اس کام کو شروع کرے گی۔

جولائی ۱۹۸۱ء کو نئی انتظامیہ نے انجمن نعمانیہ کا چارج سنبھالا تو اس وقت جو اساتذہ موجود تھے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ مولانا محمد صدیق احمد صاحب--- صدر مدرس
۲۔ قاضی محمد ارشاد الٰہی فیضی--- شیخ الحدیث
۳۔ قاضی محمد عبدالرحمٰن--- مدرس
۴۔ مولانا محمد حنیف--- مدرس
۵۔ سید داؤد علی شاہ ہمدانی--- میر منشی

انجمن کے ریکارڈ کے مطابق ستمبر ۱۹۶۶ء میں مندرجہ ذیل اساتذہ تھے۔

۱۔ مفتی اعجاز ولی خان--- شیخ الحدیث

۲- محمد عبدالقیوم خان درانی —— مدرس
۳- مولانا گل محمد خان صاحب
۴- سید محمد اشرف شاہ کاظمی

۵- حافظ عبدالقیوم —— مدرس
۶- سید محمد حسین بخاری

یہ اساتذہ ۱۹۷۰ء تک تعلیمی شعبہ میں تدریس و تعلیم کے انچارج رہے تھے۔

انجمن نعمانیہ ہند لاہور کا اکتالیسواں سالانہ جلسہ

جو بتواریخ ۲۱-۲۲-۲۳ ماہ دسمبر ۱۹۲۸ء منعقد ہوگا

بفضلہ تعالیٰ دار العلوم نعمانیہ ہند قریب زائد اکتالیس سال سے محض بتوکل الٰہی جاری ہے اور اس کے منظور الٰہی ہونے کیلئے یہ امر کافی تسکین بخش ہے۔ کہ اس سارے عرصہ میں بغیر کسی مستقل امداد معتد بہ کے اللہ جلشانہ ہمیشہ متواتر من حیث لا یحتسب اسکی امداد فرماتے رہے۔ اسی ذات پاک کے بھروسہ پر سالانہ جلسہ بتواریخ ۷-۸-۹ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۱-۲۲-۲۳ ماہ دسمبر ۱۹۲۸ء بایام جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار انجمن کے اپنے مکان واقع ٹکسالی دروازہ مقابل پولیس چوکی نمبر ۵ میں انعقاد پانا تجویز ہوا ہے۔ بعون و نصرت الٰہی عالی درجہ علمائے کرام و صوفیائے عظام شریک جلسہ ہو کر حاضرین کو اپنے عالی خیالات مذہبی سے متمتع فرمائیں گے۔ جلسہ مذکور کی ہر طرح کی امداد کرنا تعلمے۔ قدمے۔ درمے۔ ہر ایک سچے ہمدرد دین حنیف کا فرض عین ہے۔ خاصکر ایسے موقعہ پر جیسا کہ آجکل حالات ہو رہے ہیں۔ جن کا ذکر طوالت اور تنازع سے خالی نہیں۔

نوٹ:۔ جو صاحب تشریف لانے کا عزم مصمم رکھتے ہوں وہ آخر ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ تک اپنی تشریف آوری سے مطلع فرماویں۔ قیام و طعام کا انتظام حسب معمول انجمن کی طرف سے ہوگا بستر وغیرہ گرم سامان اپنے ہمراہ ضرور لاویں لیکن جو صاحب اپنا تحریری مضمون بھیجنا چاہیں انکو ۲۰ جمادی الثانی تک بھیجدینا چاہئے تاکہ شورٰے میں پیش ہو کر اگر پسند کیا جائے تو انضباط اوقات میں درج ہو سکے جو بہرحال تواریخ جلسہ سے پہلے چھپ چکیگا۔ درخواست ہذا جن صاحبان کی خدمت میں پہنچے۔ وہ اپنے تا حد امکان اپنے احباب زیر اثر اشخاص کو پہنچا اور دکھا کر امداد کی تحریک فرماویں۔ تاکہ وہ خود بھی انہی جیسے ثواب میں شریک ہو جاویں۔

الداعی الی الخیر

فقیر تاج الدین احمد حنفی چشتی سلیمانی فخری سابق وکیل چیف کورٹ پنجاب مہتمم بیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور۔

روئیداد جلسہ تینتالیسواں سالانہ انجمن نعمانیہ ہند لاہور

بایام جمعہ، ہفتہ، اتوار ۵۔۶۔۷ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ مطابق ۲۶۔۲۷۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء انجمن کے اپنے مکان واقعہ ٹکسالی دروازہ میں بعون وفضل الٰہی بخیر و خوبی انجام پایا۔ حسب تجویز امنا انجمن منعقدہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۹ء جلسہ سالانہ کا انعقاد ۲۶ سے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء تک قرار پایا۔ جب کہ اس وقت متعدد جلسے لاہور میں ہونے والے تھے۔ انجمن حمایت اسلام نے اپنی تاریخیں بھی وہی مقرر کیں جو انجمن ہٰذا نے کر چکی تھی جس کی باضابطہ اطلاع تحریری بذریعہ مولوی فضل الدین صاحب وکیل و براہ راست جنرل سکرٹری موصوف کو دے دی گئی تھی۔ باوجود اس باہمی خط و کتابت کے انجمن موصوف نے تاریخوں کی تبدیلی مناسب نہ سمجھی۔ بتوکل الٰہی کارروائی ضابطہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء سے شروع کر دی گئی۔ سب سے اول جلسہ سالانہ کے انعقاد کا اشتہار رسالہ انجمن مختتمہ ستمبر ۱۹۳۰ء میں اور صفحہ پر کر دیا گیا اس موقعہ پر قلمی خطوط ۷۷ اور پولنڈہ ۱۷ بھیج دئے گئے۔ مزید برآں ایک نئی تحریک کے مطابق سابق تمام طلباء کے نام ایک گشتی چٹھی طبع کرا کر بذریعہ خطوط روانہ کی گئی۔ ۳۰۲۴ طلباء کے نام رجسٹر داخلہ سے اخذ کر کے جس میں سے ۹۰۰ طلباء جن کے متعلق خیال کر کے کہ اس وقت ان کا وصال ہو چکا ہے۔ یا لاپتہ ہیں۔ ۲۸۸۳ کے نام خطوط بھیجے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ڈاک خانہ سے ۷۹ خطوط واپس ملے۔ جن پر کیفیت ثبت ہے۔ کہ فوت ہو گئے۔ یا پتہ نہیں ملتا لیکن منعم حقیقی کا شکر ہے۔ کہ یہ تحریک بارآور معلوم ہوتی ہے۔ ابھی ابتدا ہے۔ امید کہ یہ عمدہ تحریک ضرور مثمر ہو گی۔ چنانچہ بعض خطوط بھی وصول ہوئے ہیں۔ اور بعض رقوم بھی۔

اس جلسہ میں اراکین شورٰے انجمن میں سے حضرات ذیل نے حسب ذیل خدمات کو سرانجام دیا۔

مولینا توکلی صاحب خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ جو جمعہ کے دن بارہ بجے مکان
مدرسہ میں پہنچے۔ اور دوشنبہ کو فقیر سے ملے بغیر وطن روانہ ہوگئے۔ اور ہر سہ یوم جلسہ
میں موجود رہ کر افتتاحی و اختتامی تقریر کی۔ بابو لعل محمد صاحب ہفتہ اور اتوار
اوقات جلسہ میں موجود رہ کر چندہ کی آمد تحریر کرتے رہے۔ اور نعت خوانی بھی
کی۔ جناب مفتی محمد عظیم صاحب جمعہ سے ہی آگئے۔ اور دوشنبہ تک فقیر کے شامل
حال رہے۔ مہمانداری کا اہتمام بطور منتظم محض ان کے متعلق رہا۔ اور ماتحتی کام
سردار محمد نے انجام۔ مفتی صاحب نے اپنا چندہ عہ۳ روپیہ داخل کیا۔ اور تین
روپیہ بابت خوراک کے بھی داخل کر دئے۔ حافظ عمر الدین صاحب جمعہ سے اتوار
کے بعد کی شب اختتام جلسہ تک جلسہ گاہ میں موجود رہے۔ اور عہ۲ روپیہ کا
وعدہ اپنے اور اپنے متعلقین کی طرف سے لکھوایا۔ حافظ صاحب ممدوح کے بھائی
حافظ امیر بخش صاحب پنشنر نے خاص جائداد انجمن کے نام وقف کرنے کا ارادہ
حافظ عمر الدین صاحب و منصرم صاحب کے پاس ظاہر کیا۔ اور مہمانوں کی دعوت
کے بدلے نقد عطا کرنے کا بھی۔ بقول منصرم صاحب چودھری محمد بخش صاحب
شروع جلسہ سے ظہر تک اور بعد میں مغرب سے اخیر جلسہ تک ہر سہ یوم موجود رہے
اور ایک سو روپیہ مقررہ سالانہ اپنے نام محسوب کرایا۔ شیخ ولایت بخش صاحب
جمعہ اور اتوار برابر اور ہفتہ کو پہلے وقت کے سوائے جلسہ میں حاضر رہے۔ تبرک
وہی تقسیم کرتے رہے۔ اور پانچ روپیہ شیخ عزیز الدین سے وصول کر کے داخل
کئے۔ خلیفہ حافظ منیر الدین صاحب ہر سہ یوم جلسہ میں بالاکثر موجود رہے۔ اور
ان کے ایک متعلقہ عفیفہ نے دو چوڑیاں طلائی دارالعلوم کے لئے عطا فرمائیں
جن کا وزن معطیہ کے بیان سے قریب دو تولہ اور قیمت چالیس روپے بیان
کی گئی۔ بازار میں دو تولہ سے ساڑھے تین ماشہ کم بتلائی جاتی ہیں۔ اور نرخ
اٹھارہ روپیہ تولہ کہا جاتا ہے۔ جب واجبی قیمت وصول ہوگی درج آمد کیا جائیگی
حکیم محمد شریف صاحب اس دفعہ مرض تپ میں مبتلا ہونے کے سبب بالکل نہ آسکے

اور دوسرے تیسرے دن پچھلے وقت میں موجود رہے۔ اور دس روپے ۱۰؍ از اول فہرست چندہ دہندگان داخل حساب کئے۔ منشی عمر دراز خان صاحب بھی جلسہ میں حاضر رہے۔ حکیم عبد الحمید صاحب بعض جلسہ میں تشریف لاتے رہے میاں غلام غوث صاحب متولی مسجد چینیانوالی موچی دروازہ برابر جلسہ میں حاضر رہے اور دامن میں چندہ لینے کا کام کرتے رہے۔ اور شروع جلسہ میں انجمن کے کلاک کو بھی درست کر کے لے آئے۔ خواجہ غلام صاحب بوجہ اپنے صاحبزادہ اور صاحبزادی کی شادی میں مصروف رہنے کی وجہ سے جلسوں میں شریک نہ نہ ہو سکے۔ مبلغاً پانچ روپیہ خواجہ عبد الرحیم صاحب سے اور تین روپے سید ظفر علی کی طرف سے بھیجے۔ جس میں اول الذکر مولوی جمال الدین صاحب مدرس کی کوشش بھی شامل ہے۔ مولوی ابوالبشر محمد صالح صاحب سجادہ نشین سترانوالی ایک دو دفعہ جلسہ میں تشریف لائے۔ اور مبلغ دس روپیہ مد زکوٰۃ میں داخل کرائے +

انضباط اوقات

تینتالیسواں سالانہ جلسہ انجمن نعمانیہ ہند لاہور۔ بایام جمعہ، ہفتہ، اتوار مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء مطابق ۵-۶-۷ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ جو انجمن کے اپنے مکان واقعہ ٹکسالی دروازہ بالمقابل تھانہ پولیس میں منعقد ہوگا۔

پہلا دن جمعۃ المبارک۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۰ء۔ مطابق ۵ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ

وقت	اسم گرامی	مضمون
اڑھائی بجے سے تین بجے تک	حاضرین مجلس	ختم قرآن شریف وایصال ثواب و تقسیم تبرک
تین بجے سے سوا [illegible]	مولانا مولوی حاجی محمد نور بخش صاحب ایم اے توکلی پنشنر	تقریر افتتاح جلسہ

(۲۸۶)

بقیہ تبصرہ بر حالات حاضرہ

رسالہ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۲ھ میں بعنوان حالات حاضرہ پر تبصرہ صفحہ ۱ سے ۴۰ تک شائع ہو چکا ہے جس کی تفصیل وسند کے لئے حضرت مولٰنا مولوی حاجی سید ابو المحمود سید دیدار علی شاہ صاحب الحنفی الرضوی نقشبندی الوری حال مدرس جامع مسجد وزیر خاں مرحوم لاہور کا مضمون استفتاء متعلق جہاد کا مقابلہ نماز باجماعت سے صفحہ ۱۲ سے ۲۸ تک شائع ہوا اور رسالہ ماہ رجب سنہ ۱۳۴۲ھ میں صفحہ ۲۹ سے ۴۰ تک وہ فتوے ختم ہوا اور رسالہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۲ھ میں ہر چہار سوال متعلق دار الحرب و دار الاسلام ہجرت مستامن اور بیوع فاسدہ مثل سود وغیرہ امور کے متعلق مکمل فتوے صفحہ ۱ سے چالیس تک مفصل شائع کیا گیا جس میں مفتی علام ممدوح نے مضمون متعلق سود مندرجہ اخبار زمیندار جلد ۱۱ نمبر ۹۹ و ۱۰۰ مورخہ ۹ و ۱۰ مئی سنہ ۱۹۲۴ء پر بھی مفصل تشریح کر دی ہے اور ایسا دار الاسلام جس پر کفار کا تسلط ہو گیا ہو اور انکے احکام بلا دغدغہ جاری ہوں۔ انکا پھر بھی دار الاسلام ہی رہنا نہایت پسندیدہ طریقہ سے ظاہر فرما دیا ہے۔ جس میں زیادہ کلام کی گنجائش نہیں۔ اور وہ صرف یہ کہ ان ممالک کے اہل اسلام سے بتراضی مسلمین حسب احکام شریعت غرائے مصطفوی علے صاحبہا الصلٰوۃ والسلام اپنے اپنے ہر ایک مقام میں قاضی مقرر کر لئے یا کرالئے اور انہی سے

شرعی تنازعات باہمی اور تعمیل احکام شریعت کے لئے فتاوے لیکر اپنے صراط مستقیم پر قائم رہے۔ وہ سب کے سب دارالاسلام ہی مانے جاتے رہے۔ صرف ایک یہہ نسخہ تھا۔ جس سے کوئی دارالاسلام کبھی بھی صحیح معنوں میں دارالحرب نہ ہو سکا۔ کیونکہ مسلمانوں میں احکام شریعت کا اتباع قضاۃ مسلمین کے ذریعہ جاری رہا۔ ان فتاووں کی انجمن ہذا کے رسالوں میں درج کرانے کی اصلی غرض و غایت صرف اور محض یہی تھی۔ چونکہ یہہ مسئلہ بہت سے متعلقات پر حاوی تھا اسواسطے سب متعلقات درج ہوا۔ ورنہ پھر بہت سے سوال حل طلب باقی رہجاتے۔ قابل توجہ یہہ امر ہے اسوقت جو کچھ مسلمانان ہند کی حالت ہے اور جو کچھ برادران وطن ان سے سلوک کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں اسلام کا قائم رکھنا اور مسلمانوں کو بامن و عافیت حیات مستعار گذارنا صرف اس امر پر موقوف ہے کہ وہ انہی ہدایات کی تعمیل کریں۔ جو اُن کو خدا و رسولؐ نے بتائیں۔ اور مجتہدین نے اس سے استنباط کرکے تفصیلات بیان فرما دیں۔ نہ کبھی خودرائی سے یا تازہ کاوش دماغ سے کوئی امر تجویز کرکے اسلام کی تقویت کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ آجکل تمام ملک میں ایک غوغا مچ رہا ہے اور ہر ایک اہل قلم جس کو کچھ بھی اسلام کے قیام و ترقی کا درد دل میں ہے۔ خواہ دنیوی پہلو سے یا دینی پہلو سے ہو اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہے اور مختلف تدبیریں بیان ہو رہی ہیں۔ خود ساختہ لیڈران قوم تو اپنی مجالس کانفرسیں۔ سوسائٹیں بنا کر یہہ سارا

انتظام اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ البتہ اُنکا مطمح نظر دنیاوی اور ظاہری ترقیات اور آرام و آسائش عزت و آبرو مال و دولت ہے۔ اور علماے ربانیین مسلمانوں کی بالخصوص معاد کی بہتری کے خیال میں ہیں اور وہ اُن کو وہ احکام بتانا چاہتے ہیں۔ جن سے وہ اپنی عاریتی زندگی میں متبع شریعت رہکر معاد میں مستحق جنت اور مرضیات الٰہی ہوں۔ مسلمانوں کے تو بہت سے امور قاضیٔ اسلام کے فیصلہ پر موقوف ہیں۔ جمعہ۔ جماعت عیدین۔ خیار البلوغ۔ فسخ نکاح۔ نکاح ایامے۔ بہت سے تنازعات ایسے ہیں جن میں سوا ے فیصلہ قاضیٔ اسلام کوئی معاملہ ہی جائز نہیں۔ قاضی دونوں طرح کا صحیح قاضی ہوگا خواہ حکام کفار کی اجازت سے مقرر کیا جاوے یا مسلمان باہم اتفاق کرکے کسی کو قاضی مقرر کرلیں۔ ابتداے عملداری انگریزی میں مسلمانوں کے لئے قاضی اور ہندؤں کے لئے پنڈت مقرر ہوتے رہے اور گورنمنٹ انگریزی تے قاضیوں کا ایکٹ بھی پاس کردیا ہوا ہے۔ اگر مسلمان باہم مل کر کسی کو قاضی مقرر کرلیں تب ہی گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ چنانچہ ثالثوں سے فیصلے کرائے جاتے ہیں۔ البتہ فرق یہہ ہے کہ پنچائتی فیصلے قومی رواجوں اور ملکی دستوروں پر ہوا کریں گے۔ اور قاضی صرف شریعت پر فیصلہ دیسکیگا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے پنچائتی قانون مفید نہیں۔ جیسا کہ آجکل کے خود ساختہ لیڈروں کی جمعیت تجویز کررہی ہے۔ یہہ تو اسلام کے لئے

سخت ضرر رساں ہوگا۔ پس اس وقت مسلمانوں کا اعلےٰ ترین فرض یہی ہے کہ شہروں میں۔ قصبوں میں۔ دیہات کے بعض مجمعوں میں قاضی مقرر کرانے کے لئے سرکار کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ یقیناً یا غالباً سرکار ضرور اپنی غریب رعایا کی امداد کرے گی۔ جس سے گورنمنٹ کا بھی اپنا بڑا فائدہ یہہ ہے کہ اس کے عدالتی اخراجات بہت کم ہو جائیں گے اور مسلمان رعایا پر سے بھی بہت بوجھ اخراجات کا ہلکا ہو جائے گا۔ اور آخر الحیل یہہ ہے کہ باہمی رضامندی سے اپنے اپنے مقامات پر قاضی مقرر کر لیں۔ اور ہر ایک فرقہ اپنے معتقدات کے پیشوا کو اپنا قاضی تجویز کرے۔ ضرور نہیں کہ ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقہ کے قاضی کے محتاج ہوں۔ اس طرح بہت امن وآسایش کی زندگی مسلمان غیر مذہب سرکار کے تحت میں بسر کر سکتے ہیں۔ اور ہر طرح عاقبت کے مواخذات سے بری ہو جائیں گے۔

حقیقی دردمندان اسلام کا اس وقت اعلےٰ فرض ہے کہ اس شیرازہ بندی میں کوشش کریں۔ جب اس تجویز کی تحریک شروع ہوگئی تو اُس وقت مفصل اس کے جزئیات پر بحث و تمحیص ہوکر عمدہ نتائج پر پہنچا جا سکیگا ۔ وما علینا الا البلاغ المبین ۔

تحفہ شیعہ

نمبر ۲ رسائل گذشتہ میں اور عام اشتہارات کے ذریعہ اور اخبار اور رسالجات کے ذریعہ کتاب تحفہ شیعہ کا اعلان ہو چکا

اور ہوتا رہا ہے۔ درخواست ہے کہ شائقین جلد سے جلد طلب
فرمالیں۔ بعد فروخت ہو جانے کے اس کا دوبارہ شائع ہونا
آسان نہیں۔ اضافہ ثانی کو انتظار علوم تجبر اب تک کرنا
پڑے۔ قریب چھ سو صفحے کی کتاب ۲۰×۲۶ تقطیع
کاغذ صرف تین روپیہ قیمت اور گیارہ آنہ محصول ڈاک
ہر قسم ہے یہ کتاب ایسا مسکت جواب کشف الظلم
ایضاح الہم کا ہے۔ جو ایک شیعہ نواب نے ایک رئیس ریاست
کی مدد سے شائع کی۔ انشاء اللہ اس کی تردید ہو سکتی ہے کیونکہ
اس میں فریق مخالف کی اصل مستند کتابوں کے حوالجات مع
عبارات مقدم و موخر درج کیے گئے ہیں۔ فریق مخالف کا
طریق ہرگز اختیار نہیں کیا گیا۔ کہ مطلب کا فقرہ لے لیا۔
اور سیاق و سباق نہ دیا۔ اور حوالہ صرف ان کتابوں کا
جن کے مستند ہونے کا فریق مخالف کو انکار نہ ہو سکے۔ [illegible]
باوجود اس کے مصنف علام نے فریق [illegible] بد زبانی
اور بد لگامی سے اپنی ذات کو محفوظ رکھا ہے [illegible]
شان سے جواب دیا گیا ہے۔

۳ (الف) موت العالم موت العالم

سخت افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ مولانا مولوی [illegible]
صاحب حنفی چشتی نظامی امام و خطیب جامع مسجد [illegible]
جو دار العلوم نعمانیہ ہند کے فیض یافتہ تھے [illegible] تکمیل
کر کے نکلے تھے اور ایک بہت با اثر خوش بیان واعظ تھے۔ اور اکثر
پنجابی زبان میں انکا وعظ ایسا موثر ہوتا تھا کہ [illegible]
انکو وعظ کہنے کی تکلیف دیا کرتے۔ چنانچہ تیرہ سال گذشتہ

میں متواتر سالانہ جلسہ ہائے انجمن میں شریک جلسہ ہوتے رہے اور سامعین کو اپنا عاشق بنا لیا کرتے تھے۔ اور چک نمبر ۲۲۲ متصل لائل پور میں آپ کا درس مشہور تھا۔ امسال تیسری دفعہ حج کو تشریف لے گئے۔ اور اسی دوران میں واصل الی اللہ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون قیامت تک ہر سال حج میں شریک ہوتے رہینگے۔ افسوس کہ مرحوم کی اولاد کوئی باقی نہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو غریق رحمت فرمائے۔ طبیب حاذق کی سند بھی شاخ طبیہ دار العلوم ہذا سے حاصل کر چکے تھے ؏

(ب) مولوی محمد اشرف علی صاحب جو یتامت کی حالت میں یتیم خانہ دار العلوم نعمانیہ میں سب سے پہلے بحیثیت یتیم داخل ہوئے تھے۔ اور بفضلہ تعالیٰ عالم با عمل ہو گئے۔ اور مولانا حاجی شرف الدین صاحب خلیفہ مجاز تونسہ مقدسہ سے بیعت بھی رکھتے تھے۔ اور کئی سال سے مسجد شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ میں امام و خطیب تھے۔ اور حمایت اسلام میں دینیات کے مدرس بھی تھے۔ بیوم پنجشنبہ ۱۲۔ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ کو ناگہاں جبکہ وہ بیماروں کی خدمت کر رہے تھے۔ جہان فانی کو پدرود کر کے داعی اجل کو لبیک کہا۔ رضینا بقضاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ انکو اپنی جوار رحمت میں قبول فرمائے۔ بہت ہی متادب اور صالح شخص تھے۔ فتنۂ ارتداد کے متعلق چندہ کی تحریک کر کے تین ماہ تک انجمن کی امداد فرماتے رہے۔ افسوس مرحوم نے تین پسر ایک دختر یتیم چھوڑی اور بیوہ بھی۔ جنکے لئے بظاہر کوئی سامان نہیں۔ مرحوم کی عمر غالباً چالیس سال سے متجاوز نہ تھی ؏

تقاریظ

۴۔

رسالہ شریعت۔ یہ رسالہ مکتسر ضلع فیروزپور سے زیر ادارت مولوی محمد سعید صاحب المتخلص بہ شبلی (فرید کوٹی) منشی فاضل شائع ہوتا ہے۔ جس کا معاوضہ صرف بہر سالانہ ہے۔ کتابت۔ طباعت کاغذ بہت اچھا۔ اس وقت تک مدیر رسالہ کے خیالات ایک خالص سُنی۔ حنفی متبع سلف صالحین کے ہیں قرآن امجد کی مختصر تفسیر اس میں شروع کی گئی ہے۔ جس کا پیرایہ نہایت مفید اختیار کیا گیا ہے۔ اللہ جل شانہٗ اس کو مقبول عام فرمائیں۔ اور سچے مسلمانوں کو اس کی ہر طرح کی امداد قلمے۔ درمے کرنے کی توفیق رفیق فرمائیں اور مدیر کو ثبات قدم و استقلال کی توفیق دیں۔ واقعی رسالہ عمدہ ہے:۔

۵۔ نتیجہ امتحان سالانہ بابت سال ۱۳۴۲ھ دار العلوم نعمانیہ ہند

شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ ہجری میں تحریری امتحان میں ۲۶ طلبہ شریک ہوئے۔ حالانکہ دورانِ سال میں پچاس کے قریب تعلیم میں شامل رہے۔ لیکن امتحان کے قریب عذرات کرکے بھاگ جاتے ہیں۔ جماعت چہاردہم میں نو جنہوں نے دورۂ حدیث شریف ختم کیا۔ اور بخاری۔ مسلم۔ ابن ماجہ۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ طحاوی۔ ہر دو موطا۔ شمائل ترمذی۔ اور بیضاوی شریف میں امتحان دیا۔ زیادہ سے زیادہ سو میں سے ۹۹ نمبر اور کم سے کم سو میں سے ۲۱ پائے۔ صرف دو ناکام سمجھے گئے۔ اور باقی چالیس فیصدی کے حساب سے کامیاب۔

جن کے اسماء ذیل میں درج ہیں۔

مولوی حافظ غلام حسین۔ مولوی محمد الدین۔ مولوی محمد علی۔ مولوی عبد المجید۔ مولوی بشیر علی۔ مولوی محمد امین۔ خوشخوان۔ محمد صادق۔ نجم الدین۔ مطیع الرحمن۔ اول و سوم ناکام۔ جماعت نہم میں سے پانچ طلبہ نے قطبی۔ اصول شاشی۔ شرح جامی۔ تاریخ الخلفاء۔ کنز الدقائق میں تحریری امتحان دیا۔

اور ہشتم کے امتحان میں چار طالب علم شریک ہوئے۔ جنہوں نے قدوری۔ کافیہ۔ شافیہ۔ فصول اکبری۔ نفحۃ الیمن۔ مرقات۔ شرح تہذیب میں امتحان دیا۔ اور جماعت ہفتم کے تین اور ششم کے تین کا امتحان مدرسہ میں لیا گیا اور اسیطرح قاعدہ خوانوں اور قرآن خوانوں کا امتحان بھی مدرسہ میں لیا گیا اور شوال میں افتتاح مدرسہ کے وقت جماعتیں تبدیل ہوکر ترتیب دیگئیں۔ اراکین انجمن حضرات مولینا حاجی غلام محمد صاحب صدر مدرس گھوٹہ۔ ملتان۔ اور مولوی سعید احمد صاحب لکھنوی خلف الصدق مولینا مولوی شیخ محمد صاحب تائب مرحوم و مغفور مدرس مدرسہ پانی پت کرنال۔ و مولوی حافظ جمال الدین صاحب امام مسجد کوٹھیداران کی عنایات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے سوالات امتحان بنانے اور جوابات دیکھنے کی تکلیف محض للہ حسبۃً لوجہ اللہ قبول فرمائی جسکی جزا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی سے ملیگی۔

مسئلہ انتباہ۔ دوران قیام انجمن ہذا کے فتاوے مسئلہ رسالہ ماہ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ کے صفحہ ۲۱۱ تک شائع ہو چکے ہیں۔ دوران سال میں ایسے دیگر مضامین اور مسائل پیش آتے رہے جنکے باعث اب فتاوے درج نہ ہو سکے اب مسلسل رسالہ ہذا سے سلسلہ جاری کیا جاتا ہے فقط مدیر رسالہ ہذا

رحلت

رسالۂ گذشتہ میں یہ امر تحریر نہ ہو سکا۔ کہ لاہور کے بڑے پرانے رپورٹران اخبارات میں سے ملا محمد بخش صاحب خادم اسلام جنکے نام سے اخبارات متعددہ نکلتے رہے ہیں۔ ۱۵۔ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ کو جبکہ وہ نماز ظہر کے لئے وضو سے فارغ ہوئے تھے۔ انتقال کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ ایک پختہ خیال اور خالص عقیدے کے مسلمان شخص تھے۔ مخالفین مذہب فرق ضالہ کے دنداں شکن جوابات انکو ازبر یاد تھے اور بلا لحاظ لومتہ لائم اظہار کر دیتے تھے۔ اللہ جل جلالہ انکو غریق رحمت کرے اور اُن کے خلف الصدق ابو المعانی منشی تاج الدین احمد صاحب تاج اڈیٹر المجدد کو آپکے نقش قدم چلنے کی توفیق رفیق فرمائے۔ جن کو انجمن سے ایک خاص محبت ہے اور وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنی پر تاثیر نظموں سے سامعین کو محظوظ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جلسہ گذشتہ کے موقعہ پر اُنھوں نے خود اور اُن کے بیٹے نے نظمیں پڑھی تھیں۔ جو درج رسالہ گذشتہ ہو چکیں +

وفات حسرت آیات

اخبار الفقیہ مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۴ء کے مطالعہ سے معلوم ہوا۔ سخت قلق ہوا کہ حبر العلماء صدر المدرسین مولنا مولوی محمد ظہور حسین فاروقی مجددی عرف مولوی محمد ظہور صاحب اس دار فانی سے رہگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ مولنا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں قبول فرمائیں۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق رفیق فرماویں۔ مولنا مرحوم کو اس انجمن سے دلی محبت تھی۔ چنانچہ وہ ایک بار انجمن ہذا کے جلسہ سالانہ پر رونق افروز رہے اپنے کلام بلاغت نظام سے سالانہ جلسہ کو محظوظ فرمایا تھا۔ بڑے پایہ کے مصنف حنفی سنی عالم شہرۂ آفاق تھے۔

اخبار الفقیہ میں دو نسخے شائع ہوئے ہیں رفاہ عام کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔ ہر قسم کی بواسیر کے لئے مولی کا پانی ایک سیر پختہ۔ پیاری یعنی پھٹکڑی کا پانی پاؤ بھر پختہ۔ رسوت نیم پاؤ۔

ترکیب۔ رسوت کو رات بھر پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کو چھان کر مولی اور پھٹکڑی کا پانی ملا کر کسی قلعی شدہ برتن میں جوش دیں جب ایسا گاڑھا ہو جائے تو جنگلی بیر کے مطابق گولیاں بنا رکھیں ایک گولی صبح ایک شام۔ باسی پانی سے کھا لیا کریں۔ اور سبز مکراسنے رنگ کا پتہ تیار چند گولیوں میں ملا کر ایک گولی بنا لیں۔ صبح و شام گھس کر مسوں پر لگائیں انشاء اللہ تعالےٰ مفید ہے +

نسخہ طاعون کے لئے کالی زیری۔ لہسن۔ لال مرچ۔ پیسکر گلٹی پر لیپ کریں۔ لال مرچ کچھ زیادہ ہو اور باقی دونوں برابر۔ اور کالی مرچ پیسکر گھی میں ملا کر لگائیں اور خام اینٹ کے ساتھ گلٹی پر (ٹکور) اور (تکمید) کریں۔ بہت لوگوں کو نتیجہ مفید ہے +

انجمن نعمانیۂ ہند لاہور

حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱) شکریہ والتماس

اس رسالے کے شیوع سابق میں ہم نے اپنے حنفی بھائیوں کو اس انجمن کی مالی امداد کی طرف توجہ دلائی تھی۔ للہ الحمد کہ انہوں نے نظر بحالت زمانہ حال مد زکوٰۃ میں معقول رقم سے مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہم ان کی اس توجہ کے نہایت شکر گزار اور مزید عنایت کے

طالب ہیں۔کیونکہ عید الاضحی قریب ہے۔ میرے
پیارے حنفی بھائیو! انجمن ہذا بھروسے وثوق سے
امید رکھتی ہے کہ آپ قربانی کی کھالوں سے طلبہ
دین کی اعانت فرمائیں گے۔ اور عند اللہ ماجور
اور عند الناس مشکور ہوں گے ؂

(۲) تصنیف و تالیف

سال رواں میں عید میلا د النبی بابی ہو وامی کی
تقریب پر رسالہ اعجاز القرآن شائع کیا گیا
جسے امید ہے کہ علمائے کرام نے بنظر استحسان
دیکھا ہوگا۔ اس کے ص۱۱۸ کی آخیر سطر اور ص۱۱۹ کی
سطر ۲ میں بجائے حضرت نعیم و فاطمہ کے (جو جلی

خط میں لکھے ہوئے ہیں، حضرت سعید و فاطمہ
چاہیئے۔ جن اصحاب کے پاس یہ رسالہ ہو درست
فرمالیں۔ اس کے علاوہ شرح قصیدہ بردہ بزبان
عربی اور رسالہ سماع موتے اور حالات حضور غوث
پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
زیر طبع ہیں۔ تیار ہونے پر اعلان کیا جائے گا۔